

عمران سریز

ونڈرپلان

مکمل ناول

از

منظہر کلیم ایم، اے

چند باتیں

معزز قارئین! — سلام مسنون!

نیا ناول "ونڈر پلان" حاضر ہے۔ یہ ناول اپنے نام کی طرح ہی ونڈر ٹل ہے۔ ایکشن اور سپنس اپنے پورے عروج پر ہونے کے ساتھ ساتھ اس ناول کی کہانی بھی انتہائی منفرد اور دلچسپ ہے۔ یہ ایک ایسے مشن کی کہانی ہے جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے پناہ صلاحیتوں کو اجاگر ہونے کا پورا پورا موقع ملا ہے۔ پلان۔ سچو شٹر ایکشن۔ سپنس اور ٹمپو کے لحاظ سے یہ کہانی آپ کو چاسوی ادب کی منفرد اور نئی جہت سے روشناس کرائے گی۔

موجودہ دور ذہانت کا دور ہے۔ اس دور میں مشن کا پلان بھی انتہائی ذہانت سے تیار کیا جاتا ہے اور جب یہ مشن کسی ملک کی طرف سے دوسرے ملک کی سلامتی کے خلاف بنایا جاتا ہو، تو ظاہر ہے کہ بہترین دماغ اس مشن کو کامیاب بنانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور حتی الوسع یہ کوشش کی جاتی ہے کہ مشن میں کوئی خامی یا کمی نہ رہ جائے۔

ونڈر پلان بھی ایک ایسا ہی مشن ہے۔ یہ مشن کافرستان کے بہترین فوجیوں نے پاکیشا کی سلامتی کے خلاف تیار کیا اور ان کی کوششیں یہ تھیں

کہ اس میں کوئی غامی نہ رہے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ پاکیزہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا ملک ہے۔ لیکن یہ وڈر پلان بہر حال عمران کے ملک کی سلامتی کے خلاف بنایا گیا تھا۔ چنانچہ عمران اور سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی اور پھر ذہانت کا ایک ایسا مقابلہ شروع ہوا کہ ذہانت کو بھی اپنے آپ پر رشک آنے لگا۔

وڈر پلان کا انجام کیا ہوا —؟ اور کیسے ہوا —؟ اس کی تفصیلات سے یقیناً آپ پوری طرح لطف اندوز ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول جاسوسی ادب میں ایک یادگار اور لافانی اضافہ ثابت ہوگا۔

اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمر ایضاً نے بڑے اطمینان سے اپنی ٹانگ آگے بڑھا دی۔ اور مونچھوں کو تادک دیتے ہوئے آکر کہنے والا لیمیم شعیب آدمی یوں اچھل کر منہ کے بل فرش پر گر گیا کہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے پہلے اس کے گرنے کے دھماکے سے کیفے کا ہال گونج اٹھا۔ اور ہال میں جیسے جوئے مر د اور عورتیں دھماکہ اور چیخ سن کر بری طرح چونک پڑیں۔

”ہاں تو میں جا رہا۔ پھر آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کے قبیلہ و قبیلہ والد محترم کے گال پر پتھر مار دیا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں سامنے بیٹھی ہوئی جولیت سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن جولیت اس کی بات سننے کی بجائے اس گرنے والے کی طرف متوجہ تھی جو دانستہ پڑھتے ہوئے اب فرش سے اٹھ رہا تھا۔ اس کی ناک تھوڑی سی پچک خمی تھی اور اس سے خون نکل کر اس کی گردن تک پہنچ گیا تھا۔ اکوٹھی ہوئی

تو دنا ہوا فرشتہ پر جاگرا۔

”ارے ارے پھر میرے گھٹنے میں درد — ارے قسم ہے میں نے جان کر نہیں کیا —“ عمران نے اور زیادہ خوفزدہ ہو کر کہا۔ اس کا انداز اتنا معصومانہ تھا کہ لوگوں کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ رہنے لگی۔ ہاشم خان ایک بار پھر غصے سے چیخا ہوا اٹھا اور اس بار اس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر تھا۔ اور چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو چکا تھا۔

”کیا ہو رہا ہے یہاں —“ اچانک ایک دھاڑی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور خنجر ہاتھ میں پکڑے خوشنواز نردوں سے عمران کو گھورتا ہوا ہاشم خان کی محنت چوک پڑا۔

”نچ۔ نچ۔ جناب۔ مم۔ مم۔“ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میرے گھٹنے میں درد تھا۔ میں نے ٹانگ سیدھی کی اور اس کی مونچھیں ٹھک گئیں۔“ عمران نے تیزی سے مڑ کر بڑے مسکے اہچے میں کہا۔

کیفے کے گیٹ پر ایک دیو قامت آدمی کھڑا تھا جس کے ہرے پر ضرروں کے بے پناہ نشانات تھے یہ دارالحکومت کا مشہور بگنڈہ جابر تھا۔ یہ کیفے شاید اسی کی ملکیت تھی۔ لیکن اس وقت وہ کہیں باہر سے آ رہا تھا۔ کیونکہ وہ کسی اندرونی دروازے کی بجائے مین گیٹ کے سامنے کھڑا تھا۔

”بب۔ باس۔“ اس چڑیا کے بچے نے دانستہ ٹانگ اڑائی تھی۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔“ ہاشم خان نے بیڑی

مونچھیں ٹھکست خودہ انداز میں ٹھک رہی تھیں۔ لیکن اس کی آنکھوں کا رنگ اس کے خون سے زیادہ سرخ نظر آ رہا تھا۔ اسی لمحے ایک بیرے نے اس کے قریب آ کر اُسے سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے اُسے بازو سے جھٹکے ہوئے چیخ کر کہا۔

”ہٹ جاؤ۔“ میں اسے کی موت ماروں گا۔ جس نے ٹانگ اڑائی ہے۔“ یحیٰم شیخم نو جوان کی آوازیں بے پناہ غصہ تھا۔ اور پھر اس کی سرخ آنکھیں عمران پر جم گئیں جو بڑے معصوم سے انداز میں بیٹھا بار بار جویلا کو مغالب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جویلا کے علاوہ اس میں بڑے صدف بھی موجود تھا۔ وہ بس ویسے ہی جائے پینے کیفے میں آ گئے تھے۔ اور بیٹھے ملکی پھلکی گپ شپ لگا رہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آ گیا۔

”تم۔ تم چڑیا کے بچے۔ تم نے ہاشم خان کو ٹانگ اڑانے کی جرأت کی ہے۔“ خوشنواز تیزی سے عمران کی طرف جھپٹا۔

”ارے ارے بچاؤ بچاؤ۔“ اسے میں نے تو گھٹنے میں درد کی وجہ سے ٹانگ سیدھی کی تھی۔“ عمران نے یک لمحہ اٹھ کر بڑے خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹے ہوئے کہا۔

عمران نے واضح طور پر اعتراض کر لیا تھا۔ اس نے ہاشم خان کا غصہ اور زیادہ عروج پر پہنچ گیا۔ وہ کبھی کسی تیزی سے اچھل کر عمران پر جھپٹا۔ مگر عمران اس بار کبھی کسی تیزی سے گھومنا اور اس کی لات آگے بھل آنے والے ہاشم خان کی ٹانگوں میں پھنسی اور ہاشم خان ایک بار پھر چیخا ہوا سامنے دالی میز سے ٹکرایا۔ اور پھر میز سمیت اُسے

نے انتہائی غصیلے انداز میں دھاڑتے ہوئے ہاشم خان سے کہا۔

ہاشم خان چند لمحے تذبذب کے عالم میں کھڑا رہا۔

”جانتے ہو یا.....“ اچانک جابر نے دوبارہ دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے ہاتھ میں ریلواری نظر آنے لگا۔

اور ہاشم خان سر ہٹکائے خاموشی سے اندرونی جھٹکے کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن جاتے جاتے اس نے عمران کو اس طرح کیزنہ نظر دینے سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ آج میرے ہاتھ سے بچ گئے ہو۔ پھر یہی۔

”عمران صاحب۔ میرا دفتر حاضر ہے۔“ جابر نے آگے

بڑھ کر عمران سے کہا جو اب واپس کرسی یہ بیٹھنے لگا تھا۔

”سودی مسٹر جابر۔“ میرے پاس حاضری رجسٹر اس وقت نہیں

ہے۔ پھر کبھی آجانا۔“ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں

کہا۔ اور جابر ایک جھٹکے سے واپس مر گیا۔

”یہ کیا حرکت تھی.....“ جویلا نے ہنسنے کے جانے کے

غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دعا بھی بڑھی غلط حرکت تھی۔ اب دیکھو۔ مونچھوں کو تاؤ دینا۔

شراف کے نزدیک اچھی حرکت نہیں ہو سکتی۔“ عمران نے سمر

ہلاتے ہوئے کہا۔

”چھوڑ دو جویلا۔“ عمران صاحب ایسی حرکتیں ان غنڈوں پر اپنا

دعبلہ جملنے کے لئے اکثر کرتے رہتے ہیں۔“ صفدر نے

کہا وہ اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس جھگڑے میں اٹھنے

طرح و انتہا پیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ۔۔۔ کم از کم میرے آدمیوں کو تنگ نہ کیا کیجیے۔ میں تو آپ کا پرانا نیا زمند ہوں۔“ جابر نے بڑے منت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ہال میں موجود افراد جن میں سے زیادہ کا تعلق زیر زمین دنیا سے تھا۔ جابر جیسے ہتھ جھٹ اور سر بھرے غنڈے کو عمران کی اس طرح منت کرتے دیکھ کر آنکھیں بھاڑنے رہ گئے۔ جب کہ ہاشم خان کے غصے سے بگڑے ہوئے چہرے پر بھی اپنے باس کا اجر سن کر حیرت کی جھلکیاں نمودار ہو گئیں۔

”تنگ۔۔۔ اے اگر میں تنگ کرتا تو یہ اتنے پھیلے ہوئے کیسے ہوتے۔ اور تم بھی تو ذرا انہیں کہہ دیا کرو کہ ہم جیسے کمزور آدمیوں کے سامنے یہ مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے اکڑ اکڑ کر نہ چلا کریں۔ ورنہ میرے گھٹنے میں درد ہو جاتا ہے۔“ عمران نے بڑے مصحوم سے لہجے میں کہا۔

”باس۔۔۔ میں اس کا اپنی جاؤں گا۔ یہ جڑیا کا بچہ.....“ ہاشم خان نے ایک بار پھر غصیلے انداز میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”اے احمق گھامٹر۔ مجھے تو حیرت ہے کہ تو اب تک زندہ کیسے بچا ہوا ہے۔ ورنہ عمران پر پنجر اٹھانے والے چند لمحوں بعد پنجر اپنے دل میں گھستا ہوا دیکھتے ہیں۔“ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ مونچھوں کو تاؤ دینے سے آدمی کی شان نہیں بڑھتی۔ جاؤ.....“ جابر

کی بھی تکلیف گوارا نہ کی تھی۔

"کمال ہے یا ر۔ عورتوں کی اس قدر گہری نفسیات جلتے ہو۔ پر سچ بتانا کہیں مرد کا میک اپ تو نہیں کر دکھا۔ مسٹر اور مس میں صرف ٹر کا ہی اضافہ ہے۔" — عمران نے حیرت سے آنکھیں پچلتے ہوئے کہا اور صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

کپتے کے باہر جو دنیا کی کار غائب تھی وہ جا چکی تھی۔ البتہ پارکنگ میں صفدر کی کار موجود تھی۔ عمران صفدر کے ساتھ ہی آیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ صفدر نے سنبھالی اور ساتھ والی سیٹ پر عمران براجمان ہو گیا۔ اور پھر جیسے ہی صفدر نے انگلیش میں چابی گھما کر انجن سٹارٹ کیا ایک خوف ناک دھماکہ ہوا — اور صفدر اور عمران دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے کائنات ہی الٹ گئی ہو۔

"لیکن یہ خواہ مخواہ اپنے ساتھ ہمیں بھی تماشا بنا دیتا ہے۔ یہ ہاشم کسی روز اچانک خنجر عمران کے سینے میں پیوست کر دے گا۔ اس کی نظریں بتا رہی تھیں۔" — جویا نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

یاں تو مس جادو۔ آپ کی والدہ محترمہ..... — عمران نے جواب دینے کی بجائے دوبارہ اپنی بھیر دیں شروع کرتے ہوئے کہا۔ "بس بند کرو اپنی یہ چوڑی۔ سارا موڈ آف کر دیا۔ میں جا رہی ہوں" جویا نے ایک جھٹکے سے آنکھ کو کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی آن کر دیتا ہوں۔ غلطی سے آف والا بٹن دب گیا ہو گا۔" عمران نے محسوس سے بچہ میں کہا۔ اور صفدر تو ہنس پڑا۔ جب کہ جویا غصے سے لال پیلی ہوتی بھٹکی سے مڑی اور میں گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"آؤ بھئی دفتر صاحب۔ میری تو قسمت ہی ایسی ہے۔ جہاں میں کسی حسینہ کا دل جیتنے کے لئے اس کے سامنے اپنی بہادری کا مظاہرہ کرتا ہوں اس کا موڈ آف ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں یہ آج کل کی حسینائیں بہادر۔ دل کی بجائے بڑبڑوں کو کیوں پسند کرتی ہیں۔" — عمران نے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس لئے کہ اب بہادر نہ ہوتے ہیں۔ اب عورتوں کو جسامی بہادری کی بجائے بیٹیک سینیٹس۔ لمبی اور جدید ماڈل کی کاریں۔ فرنیچر کوٹھیاں۔ فائو سٹار ہوٹل ٹائپ کی بہادری پسند ہے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اُسے حیران ہو کر دیکھنے لگا۔

وزیر دفاع نے اس کے بیٹھتے ہی میز کے اوپر رکھے ہوئے ڈبے پر نظر
کئے والا سفید رنگ کا بیٹن دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ کمرے کے
دروازوں کے اوپر لگے ہوئے سرخ رنگ کے بلب جل اٹھے۔ اس کا
مطلب تھا کہ اب ہال میں ہونے والی گفتگو کو کسی طرح بھی باہر سے
چیک نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کوئی غیر متعلقہ شخص ہال میں داخل ہو
سکتا ہے۔

”ہال کمرل سنڈاری۔ اب آپ بتائیے کہ اس میٹنگ میں
کیلے کیا جاتا ہے۔“ وزیر دفاع نے سنجیدہ لہجے میں طرہی
سیکڑٹ سروس کے چیف کمرل سنڈاری سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور کمرل سنڈاری نے اپنے سامنے رکھی ہوئی ایک سرخ رنگ کی
فائل کھول لی۔

”سر۔ کافرستان اور پاکیشیا کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اور
کافرستان اور پاکیشیا کے درمیان تعلقات بظاہر بہتر اور اچھے
ہیں۔ لیکن دراصل اندر سے سرد جنگ جاری ہے۔ دونوں ملکوں کے
درمیان پہلے بھی دو جنگیں ہو چکی ہیں۔ اور کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ کسی
بھی وقت پھر کسی بھی محاذ پر جنگ شروع ہو جائے۔ اس لئے دونوں
ممالک اپنے اپنے دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنانے کی جدوجہد میں مسلسل
مہم درہستہ ہیں۔ کافرستان کے جنگی ماہرین نے دو سال
قبل حکومت کو ایک تجویز بھیجی تھی۔ جسے طویل عرصہ تو خفی کے بعد منظور
کر لیا تھا۔ اس تجویز کے مطابق پاکیشیا کا ایک ڈیم اس کی معیشت
میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر دورانِ جنگ اس ڈیم کو تباہ

ایک خاصے بڑے ہال بنا کمرے کے درمیان موجود بھینوی
میز کے گرد اس وقت کافرستان کے چند چوٹی کے حکام بڑے
سنجیدہ انداز میں بیٹھ ہوئے تھے۔ ان میں کافرستان کا
وزیر دفاع نمایاں تھا اس کے ساتھ مدنی امینل جنس کا چیف کمرل
سنڈاری اور چند اور اعلیٰ فوجی عہدے دار بیٹھ ہوئے تھے۔ ایک
کرسی خالی پڑی تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا رنگ
اور سڈول اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے
جسم پر بھی فوجی یونیفارم تھی۔ لیکن کاندھوں پر کوئی شمار وغیرہ نظر نہ
آ رہا تھا اور نہ فوجی۔ درودی پر کسی قسم کا کوئی نشان تھا۔ بس عام
اور سادہ سی فوجی یونیفارم تھی۔ لیکن اس یونیفارم میں بھی وہ خاص
دجیمہ اور خوب صورت لگ رہا تھا۔ اندر آ کر اس نے سر کو ہلاتے ہوئے
پہلے سے بیٹھ ہوئے افراد کو سلام کیا اور پھر خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کر دیا جائے تو پاکیشیا کی مین سیلائی لائن کو فوری طور پر کاٹا جاسکتا ہے۔
 اس طرح اس ڈیم کی جنگی اہمیت بھی ہے۔ زیادہ تفصیلات میں جانے
 کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کا موجودہ میننگ سے کوئی براہ راست
 تعلق نہیں۔ بہر حال اس ڈیم کی جنگی اہمیت کے پیش نظر ہمارے جنگی
 نقشے میں اس کو بے حد اہمیت دی گئی اور پاکیشیا والے بھی اس کی
 اہمیت کو سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس ڈیم کو جنگ کی
 صورت میں بچانے کے لئے سب حفاظتی اقدامات کئے۔ ڈیم پر
 بظاہر صرف دو طریقوں سے حملہ کیا جاسکتا تھا۔ فضائی حملہ یا پھر دروازہ
 توپوں کی مدد سے۔ کیونکہ یہ ڈیم کافرستان اور پاکیشیا کی سرحد
 پر واقع ہے۔ اور ان دونوں حملوں سے بچاؤ کے لئے پاکیشیا نے
 حکام نے اس ڈیم کے گرد انتہائی جدید پیادہ شکن توپیں نصب کی
 ہوئی ہیں جو کمپیوٹر کنٹرول ہیں۔ اس طرح اس پر فضائی حملے کو ناممکن
 بنا دیا گیا ہے۔ اور دروازہ توپوں سے اسے بچانے کے لئے ڈیم کے پیچھے
 ایک قدرتی پہاڑی مورچے پر ایسی توپیں ڈالتی گئی ہیں جو جاسے تو پھلنے
 پر کاوی ضرب لگا کر اسے مفلوج کر سکتی ہیں۔ اور اس ڈیم کو
 سیکرٹ ایجنٹوں سے بچانے کے لئے ڈیم کے گرد خاص ٹریننگ یافتہ
 ڈی ایجنٹوں کی چوکیاں بنائی گئی ہیں۔ جو کسی بھی مشکوک آدمی کو ڈیم کے
 مخصوص علاقے میں کسی صورت بھی داخل نہیں ہونے دیتے۔ اس
 طرح بظاہر انہوں نے اس ڈیم کو ہر حالت میں ناقابل تسخیر بنا دیا ہے
 ہمارے جنگی ماہرین نے جنگ کے دوران اس ڈیم کو تباہ کرنے پر
 طویل عرصہ و خواص کیا۔ اور آخر کار ایک ایسی تجویز کا خاکہ ان کے

ذہن میں آیا۔ جس سے آسانی سے اس ڈیم کو کسی بھی وقت تباہ کیا جاسکتا ہے۔
 اگر اس تجویز پر صحیح عمل درآمد ہو جائے تو یہ ڈیم ہمارے لئے انتہائی آسان
 بہن بن سکتا ہے۔ چنانچہ حکومت نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ تجویز
 کے مطابق ڈیم سے چالیس کلومیٹر دور کافرستان کی سرحد میں پہاڑیوں
 کے درمیان ایک ایسے درے کو تلاش کیا گیا جو ناقابل عبور تھا۔ اور جو
 کسی بھی صورت میں پاکیشیا سے نظر نہ آتا تھا۔ اس طرح ان کے
 توپ خانے اور فضائی مارگٹ سے ہر صورت میں چھپا ہوا تھا۔ یہ درہ
 اس لئے ناقابل عبور ہے کہ اس کے سامنے کے رخ پر پریس کلومیٹر کی
 چوڑائی لمبائی میں ایک خوف ناک قدرتی دلدل موجود ہے جس میں چلنے
 کی آمیزش زیادہ ہے۔ چنانچہ اس سے ایسی گیس ہر وقت نکلتی
 رہتی ہے۔ کہ اندر گرد کے علاقے میں کوئی جاندار سانس نہیں لے
 سکتا۔ حتیٰ کہ اس کے اوپر سے گزرنے والے پرندے بھی مر جاتے
 ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ دلدل بذات خود کیسی
 جوتی۔ سائینڈوں میں پہاڑیاں بالکل سیدھی ہیں سچاٹ دیواروں کی
 طرح۔ اور درے کے پیچھے ایک خوف ناک گھرائی ہے۔ ایسی گھرائی
 جو شاید پاتال سے بھی نیچی ہو۔ بس درمیان میں یہ قدرتی درہ ہے۔
 جو محراب منا ہے۔ اس سے درمیان کی جگہ تقریباً چار ہزار مربع میٹر ہے۔
 اس درے سے ڈیم براہ راست ذو میں نہیں آتا۔ کیونکہ اس کا رخ
 کافرستان کی اندر کی جانب ہے۔ اس تجویز کے مطابق اس
 درے کے اندر ایک ایسی کمپیوٹر کنٹرول دروازہ لگ کر تنصیب کی جائے گی۔
 جس سے فائر ہونے والے راکٹ اس ڈیم کو ایک لمحے میں ٹکڑوں کی

طرح بکیر سکتے ہیں۔ کرنل سنڈاری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور میٹنگ میں موجود باقی افراد سحر زدہ انداز میں یہ باتیں سن رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بچے کوئی دلچسپ اور انوکھی کہانی سن رہے ہوں۔

”آپ شاید یہ سوچ رہے ہوں کہ جب اس درے کا رخ ڈیم کی طرف نہیں تو پھر گن سے ڈیم پر فائر کیسے کئے جاسکتے ہیں۔ یہی اس تجویز کا اصل راز ہے۔ اور اس راز کی وجہ سے یہ گن اور درہ بھی پاکشیا کی نظروں سے اوجھل ہے۔ بہر حال اصل سلسلہ یوں ہے کہ یہ راکٹ گن جو بہت مہوی ہے۔ اس کو ایک ایسی پٹری پر نصب کیا گیا ہے جو ضرورت کے وقت تیزی سے درہ سے نکل کر اس دلدل کے اوپر سے ہوتی ہوئی دوبارہ جاسکتی ہے۔ اور یہ گن اس پٹری پر چلتی ہوئی درے سے باہر دلدل کے اوپر پہنچتی سی تیزی سے ٹھوٹے گی اور پھر وہ ڈیم اس کی زد میں ہوگا۔ یہ سب کچھ کمپیوٹر کنٹرول ہے۔ اس لئے ایک لمحے کے ہزاروں حصے میں یہ گن باہر جا کر فائر کر کے واپس درے میں پہنچ سکتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ کہ فائر کرنے کے بعد وجود یہ گن انھوں سے اوجھل رہے گی۔ کرنل سنڈاری نے جواب دیا۔ اور میٹنگ میں موجود سب افراد کے منہ حیرت سے کھلے کھلے رہ گئے۔ واقعی عجیب و غریب آئیڈیا تھا۔

”لیکن کرنل۔ اس میٹنگ کا مقصد کیا ہے۔ یہ تو بتائیے۔“

وزیر دفاع نے قدرے بے چین لہجے میں پوچھا۔ وہ حال ہی میں وزیر دفاع مقرر ہوئے تھے۔ اس لئے یہ تجویز ان کے سامنے بھی پہلی بار آئی

اور یہ میٹنگ بھی کرنل سنڈاری کی طلب کردہ تھی۔

”سرد میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ مکمل میں منظر میٹنگ بہتر کا کے سامنے آجائے۔ تاکہ فیصلے کرتے وقت آسانی ہو۔

تجویز کی منظوری کے بعد اس پر کام شروع ہو گیا۔ انتہائی خفیہ تھے۔ اور چھ ماہ کی مسلسل کوششوں کے بعد یہ تجویز مکمل ہو چکی۔

درہ سے کو ڈیم کر یک جگہ تھے ہیں۔ اس میں گن نصب ہو سکی۔ گو یہ انتہائی کٹھن کام تھا۔ اور پھر اسے ہر صورت میں پاکشیا

جاسوسوں سے بھی اوجھل رکھنا تھا۔ اس لئے بے حد احتیاط سے لیا گیا۔ بہر حال کام مکمل ہو گیا۔ اس کا تجربہ بھی کر لیا گیا ہے۔ یعنی

ل تجربہ نہیں بلکہ تصوراتی تجربہ۔ اور ماہرین کے نزدیک یہ قطعی کامیاب ہے۔ اب یہ گن کر یک میں موجود ہے۔ اور ہم

مکمل معلومات بھی حاصل کر لی ہیں۔ پاکشیا کو اس گن کا قطعی علم

ہے۔ لیکن اب ایک مسئلہ ایسا سامنے آیا ہے۔ جس کے

یہ میٹنگ بلائی گئی ہے۔ اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ اس جگہ سے

ب دو سرے سائیڈ میں شوگر ان حکومت کی سرحد بھی ہمارے ملک

ملتی ہے۔ شوگر ان کا سرحدی علاقہ ہم سے ملندہ ہی رہے۔

اطلاعات ملی ہیں کہ شوگر ان حکومت اپنے سرحدی علاقے میں

پہاڑی کے اوپر ایک ایسا موسمیاتی سنٹر بنا مورچہ تعمیر کر رہی

ہے۔ کہ جہاں سے اس درے کا عقبی علاقہ صاف نظر آجائے۔ وہ

ایک مستقل نگران کی چوکی تیار کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے

یہ علاقہ سناں تھا۔ اب اگر وہاں مستقل چوکی قائم ہوگی تو ہمارا

کے اپنے علاقے میں کسی موسمیاتی سنٹر یا جنگی مورچہ قائم کرنے سے کسی طور پر بھی نہیں روک سکتے۔" کرنل سنڈاری نے کہا۔
 "اس سنٹر کو تباہ تو کرایا جاسکتا ہے۔" ایک اعلیٰ آفیسر نے کہا۔

"ہاں کرایا جاسکتا ہے۔ لیکن وہ پھر بھی بنائیں گے اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک بھی بیٹھیں گے۔ کیونکہ اس کی تباہی کا مقصد یہ ہے کہ اس کی ہمارے لئے کوئی خاص اسبٹ ہے۔ حالانکہ جفرانیائی طور پر دیکھا جائے تو اس کے بننے یا نہ بننے سے ہم کسی طور متاثر نہیں ہوتے۔" کرنل سنڈاری نے جواب دیا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔" وزیر دفاع سادا زور کرنل سنڈاری پر ہی ڈال رہا تھا۔

"میں نے سوچا ہے کہ بجائے اس سنٹر کو تباہ کرنے کے ہم اس میں موجود افراد کو اس طرح دہشت زدہ کر دیں کہ وہ اس جگہ سنٹر کی تعمیر کا ارادہ ہی از خود ترک کر دیں۔" کرنل سنڈاری نے کہا۔
 "کیسے دہشت زدہ کیا جائے گا۔ کیا وہاں جن بھوت بھیجے جائیں گے۔" ایک فوجی نے مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"آپ نے تو بات طنزیہ انداز میں کی ہے۔ لیکن دراصل ہمارے تجویز ایسی ہی ہے۔ ہم نے تحقیقات کی۔ تو ہمارے علم میں آیا ہے کہ جس علاقے میں یہ سنٹر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ کسی زمانے میں یہاں برفانی انسانوں کا بڑا چرچا رہا تھا۔ ایسے برفانی انسان جو دیوؤں کی طرح طاقتور ہوتے ہیں اور انسان کی طرح خوف ناک۔

یہ منصوبہ کسی بھی دقت الہ کی نظروں میں آسکتا ہے۔ کیونکہ اس گن کے لئے بجلی کا خصوصی جبرٹ لگایا گیا ہے۔ جس کے چلنے سے ایسی لہریں پیدا ہو سکتی ہیں جنہیں یہ موسمیاتی سنٹر آسانی سے پکچ کر کے اس کی موجودگی سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس درے میں گن کی نگرانی، حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے بھی عملہ موجود ہے۔ جو ایک خصوصی طریقے سے درے تک آجاسکتا ہے۔ چنانچہ اس موسمیاتی سنٹر نما مورچہ کے بننے سے ہمارا یہ منصوبہ جس پر ابوں ڈال رہا ہے۔ اور جواب ہمارے دفاعی نظام کا ایک بنیاد؟ حصہ ہے شدید خطرے میں ہے۔ حکومت شوگر ان اور حکومت پاکیش کے درمیان ایسے تعلقات ہیں کہ جیسے ہی حکومت شوگر ان کو اس کا علم ہوا اس نے پاکیشیا کو اس کے متعلق لازماً آگاہ کر دینا ہے۔ اور اس کے بعد نہ صرف اس کا راز لیک آؤٹ ہو جائے گا بلکہ حملہ ہو سکتا ہے۔ اس درے اور اس گن کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا والے کسی منصوبے پر عمل شروع کر دیں۔ اس خطرے کے مستقر سدباب پر غور کرنے کے لئے یہ میٹنگ بلائی گئی ہے۔" کرنل سنڈاری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ میں موجود ہر شخص کے چہرے کے عضلات کچھ گئے۔ کیونکہ واقعی مسکد انتہائی نازک اور احم تھا۔
 "آپ کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو بتائیے۔" چند لمحوں کے خاموشی کے بعد وزیر دفاع نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔

"ہم نے اس پر خاصا غور کیا ہے۔ ہم حکومت شوگر ان کو اور

اگر اس سنٹر کو تعمیر کرنے والوں کی لاشیں ایسی صورت میں ملیں کہ جیسے انہیں دیوؤں جیسی طاقت اور وحیاناہ انداز میں مارا گیا ہو اور اگر وہ برافانی انسانوں کے پیروں کے بڑے بڑے نشانات بھی ہوں۔ تو مجھے یقین ہے کہ دوچارہ کوششوں کے بعد اس سنٹر کی تعمیر رک جائے گی۔ کرنل سنڈارمی نے سر بلائے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

لیکن یہ برافانی انسان آئیں گے کہاں سے۔ ایسے انسانوں کا ذکر تو بس قصے کہانیوں تک ہی محدود ہے۔ ایک دوسرے فوجی افسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر آپ یہ تجویز منظور کر لیں تو اس کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ اس وقت میٹنگ میں مطرعی انیشی جنس کے پیش ڈی ایجنٹ کیپٹن شرما موجود ہیں۔ ان سے اس مسئلے پر تفصیلی بات چیت ہو چکی ہے۔ کرنل سنڈارمی نے بغیر اشارے کے خاکی وردی پہنے ہوئے وجہہ آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تجویز تو اچھی ہے بشرطیکہ قابل عمل ہو۔ اور اگر اس میں ذرا بھی ناٹائی پن کا ثبوت دیا گیا تو شوگر ان والے الٹا ہمارے گھے لگ جائیں گے۔ وہ انتہائی ذہین لوگ ہیں۔ وزیر دفاع نے سر بلائے ہوئے کہا۔

”میر میں نے اس سلسلے میں سارے بندوبست مکمل کر لئے ہیں۔ بلکہ کرنل سنڈارمی صاحب کے کہنے پر اس کا اپنے کیمپ میں عملی مظاہرہ بھی ہو چکا ہے۔ جو لوگ دہان جا کر قتل و غارتگری

کے وہ پیروں میں مخصوص جوتے پہنیں گے۔ ایسے جوتے جن کی مدد سے برف پر ایسے چوڑے اور گہرے نشانات بنائے جاسکیں کہ وہ برفانی دیوتا قاتل انسانوں کے پیروں کے نشانات لگیں۔ پھر ان لوگوں کے پاس ایسے ہتھیار ہوں گے جن کی مدد سے قتل ہونے والے افراد کسی وحشی دیوؤں کے ہاتھوں مارے جانے کا ظہر ہوں۔ کیپٹن شرما نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تجویز بھی سامنے نہیں آئی۔ اس لئے میرا خیال ہے اس پر عمل کر کے دیکھ لیا جائے۔ اگر یہ کامیاب رہی تو ٹھیک ورنہ پھر جنگ می میٹنگ کر کے ہم کوئی اور تجویز سوچ لیں گے۔“ وزیر دفاع نے جلدی سے کہا۔ وہ شاید جلد از جلد اس میٹنگ سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔ وزیر دفاع کی اس بات پر باقی سب نے بھی اثبات میں سر ہلایا تو کرنل سنڈارمی نے فائل وزیر دفاع کے سامنے رکھ دی۔

”اس تجویز پر دستخط فرمادیجئے تاکہ اس پر کام شروع کیا جاسکے۔“ کرنل سنڈارمی نے کہا اور وزیر دفاع نے اپنا قلم کھول کر دستخط کر دیئے۔ کرنل سنڈارمی نے میٹنگ میں موجود باقی شرکاء کے سوائے کیپٹن شرما کے فائل پر اصولی رضا مندی کے دستخط کرائے اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ برخاست ہو گئی۔

جی ہوئی تھیں۔ صفدر نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔ اور اسی لمحے اس نے کھڑکی کے پٹ بند ہوتے دیکھے۔
 "آؤ صفدر" — عمران نے کہا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا شرک کی طرف بڑھنے لگا۔

پولیس کا درں کے سائرنوں کی آوازیں ددر سے سنائی دینے لگی تھیں۔ وہ دونوں بھی اذرا تفری اور بھاگ دوڑ میں مصروف لوگوں میں شامل ہو کر شرک پر پہنچے۔ اور پھر عمران سامنے والی عمارت کے صدر دروازے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک بحرشل سنٹر تھا جس کے گرد اوڈیٹ فلور پر بڑے بڑے شور و مزے ہوتے تھے۔ جب کہ اوپر والی چار منزلوں میں مختلف بزنس کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ عمران صدر دروازے میں داخل ہو کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کو جانے لگا۔ لیکن ابھی وہ دوسری منزل پر پہنچے ہی تھے کہ نیلے رنگ کا سوٹ پہنے ایک اوسط قد کا آدمی اوپر والی منزل کی سیڑھیاں اتر کر دوسری منزل پر آیا۔ اور پھر تیزی سے گرد اوڈیٹ فلور کی طرف جانے والی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

"آؤ صفدر۔ یہ آدمی ہے۔" عمران نے صفدر کو سرگوشیاں انداز میں نیچے جاتے ہوئے ہلکے نیلے سوٹ میں ملبوس آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں اس وقت سیڑھیاں اترنے لگے جب وہ آدمی صدر دروازے پر پہنچ گیا۔

"یہ چکر کیا ہے؟" صفدر نے پوچھا۔

"اس کے ہاتھ میں دائرہ پولیس آپریشن تھا۔ ہم بھاڑنے والا میں نے

خوف ناک دھماکہ ہوتے ہی صفدر اور عمران کو ایک لمحے کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے کائنات ہی الٹ گئی ہو۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ ان کے ذہن گھوم گئے تھے۔ لیکن دھماکے کا فوری رد عمل ختم ہوتے ہی وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے کار سے نیچے اترے۔ کیفے کا مال اس خوف ناک دھماکے سے بڑی طرح تباہ ہو چکا تھا اور آگ۔ بجری اور دھوئیں نے سارے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ہر طرف چیخ و پکار سی پڑ گئی تھی۔ اور لوگ جان بچانے کے لئے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ پارکنگ چونکہ ایک سائیڈ پر تھی اس لئے عمارت کا طبقہ ادھر نہ گر تھا۔

"یہ کیا ہو گیا کسی نے ہم چلا کر عمارت ہی تباہ کر دی ہے؟" صفدر کے منہ سے نکلا۔ لیکن عمران جو خاموش کھڑا تھا۔ اس کی نظریں بائیں طرف شرک کی دوسری طرف موجود بلڈنگ کی ایک کھڑکی پر

دیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرگوشیا نہ انداز میں کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

جب وہ دونوں صدر دروازے سے باہر آئے تو ہلکے نیلے سوٹ میں بسوس آدمی ایک طرف کھڑی سفید رنگ کی کاریں بیٹھ رہا تھا اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے کاریزری سے مرکزہ بائیں طرف بکھوڑھ گئی۔

"تم جا کر اپنی کار لے آؤ۔ پولیس والے پوچھیں تو کہہ دینا کہ تم سائنس دان عمارت میں تھے۔" عمران نے صفدر سے کہا۔ کیونکہ اب کیفے کے گرد پولیس سی پولیس پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھی اور فائر بریگیڈ کی بے شمار گاڑیاں آگ بجھانے اور ملبہ ہٹانے میں مصروف تھیں۔ ایسویس کا ریں بھی وہاں پہنچ چکی تھیں۔

لیکن یہ کار تو کھل جائے گی۔" صفدر نے کہا۔
"نہیں۔۔۔۔۔ جس طرف یہ گئی ہے ادھر دوسرے چوک پر پیشل چیکنگ جو رہی ہے۔ ہم اسے پکڑ لیں گے۔ تم کار لے آؤ جلدی" عمران نے کہا۔ اور صفدر جلدی سے کیفے کی طرف بڑھ گیا۔
اور پھر شوقی دیر بعد اس کی کار ایک اور راستے سے گھوم کر سڑک پر پہنچی اور صفدر نے عمران کے قریب لاکھ کار روک دی۔
"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔" عمران نے دروازہ کھول کر سیٹ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔۔ انچارج انسپکٹر میرا وقف تھا۔" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ صفدر نے

ایک جھکے سے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ چکر کیا ہے عمران صاحب۔" صفدر نے کار چلاتے ہوئے پوچھا۔

"چکر کی انگریزی تو مجھے نہیں آتی۔ البتہ ہندی میں اسے گھن چکر کہتے ہیں۔" عمران نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بھی خاموش ہو گیا۔ اُسے بھی اپنے بے تکی سوال کا احساس ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے عمران بخومی تو نہ تھا کہ زانچہ بنا کر سارے حالات بتا دیتا۔ جو کچھ ہوا سنا بھی ہوا تھا۔ اور اس کیفے میں وہ لوگ صرف اس لئے آ گئے تھے کہ جولیا کے فلیٹ کے نزدیک ہی کیفے پڑتا تھا۔ اور اس کیفے میں بیٹھنے کی تجویز بھی جولیا کی ہی تھی۔ ورنہ اگر عمران انہیں یہاں لے آتا تو شاید وہ یہی سمجھتا کہ عمران انہیں جان بوجھ کر یہاں لے آیا ہے۔

دوسرے چوک پر واقعی چیکنگ ہو رہی تھی۔ اور جس وقت وہ وہاں پہنچے وہی سفید کار چیکنگ کے مراحل سے گزر رہی تھی۔ اور اس کے پیچھے تقریباً دس کاریں انتظار میں تھیں۔ صفدر نے اپنی کار اس قطار کے پیچھے لگا دی۔
"جب تک ہمارا نمبر آئے گا یہ سفید کار نکل جائے گی" صفدر نے کہا۔

"اسے نکلے تو دو"۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ بلجے میں کہا۔
پھر سفید کار جیسے ہی اور کے چوک آگے بڑھی۔ عمران نے صفدر کو قطار سے نکل کر آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ اور صفدر

طرف بڑھ گیا۔

غیر کے کمرے کے باہر بیٹھی لیڈی سیکرٹری نے چونک کر لُٹے دیکھا اور پھر شناسائی کے انداز میں سر ہجکایا۔ اور وہ آدمی غیر کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

عمران باہر پرآمدے میں ہی رک گیا۔ چند لمحوں بعد صفدر بھی اس کے پاس پہنچ گیا۔

"تم جا کر اپنی کار میں بیٹھو۔ اور اس کے باہر آنے پر مکمل نگرانی کرنا میں یہاں ٹھہروں گا۔" — عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

لیکن اس نگرانی کی رپورٹ۔ — صفدر نے پوچھا۔

"ظاہر ہے اُسے جو اطمینان سے بیٹھا ہے۔ اور ہنرمندی دھکے کھانے کے لئے رہ گئے ہیں۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔

سوٹ میں ملبوس آدمی کافی دیر تک غیر کے کمرے میں رہا۔ اور

عمران دیسے ہی اُدھر اُدھر بٹھاتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آدمی نکل

کر واپس صفدر دروازے کی طرف گیا تو عمران نے جان بوجھ کر اس

کی طرف سے پشت کر لی تاکہ اُسے شک نہ ہو سکے۔ جب وہ آدمی

صفدر دروازہ پر پہنچا تو عمران مڑا اور پھر بڑے باوقار انداز میں

قدم اٹھاتا غیر کے کمرے کی طرف بڑھا۔

ایس بیگز۔ — لیڈی سیکرٹری نے چونک کر عمران کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

"غیر صحت سے ملتا ہے۔ مجھے پرنس کہتے ہیں۔ آرٹ فو رسنز

کا آگے بڑھا لے گیا۔ چیکنگ سپاٹ پر سپاہی نے اُسے اشارے سے رکنے کا اشارہ کیا۔

"سار جٹ کو کہو پرنس آف ڈھمپ کی کار ہے۔" — عمران

نے سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے جانے دو پرنس کی کار کو"۔ اُسی لمحے چیکنگ کرتے

ہوئے سار جٹ کی نظریں عمران پر پڑ گئیں تو اس نے دوسرے ہی کہا

اور سپاہی ایک طرف ہٹ گیا۔ صفدر نے کار آگے بڑھا دی۔

"کمال ہے۔ بڑا رعب ہے پرنس کا۔" — صفدر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر پرنس کا رعب اتنا بھی نہ ہو تو پھر پرنس بننے کا فائدہ۔ اس

کی جگہ آدمی سپرمنٹنٹ انٹیلی جنس نے بن جائے کہ ہر وقت ڈائریکٹر

جنرل کی جھاڑیں ہی کھاتا رہے۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔ اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

سفید رنگ کی کار اب دراب روڈ کی طرف مڑ گئی تھی۔

صفدر غاصفا صلدے کر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی

دیر بعد سفید رنگ کی کار ایک اور کمرشل سٹور کے سامنے جا کر

رک گئی۔ اور وہ سوٹ والا شخص کار سے اتر کر سٹور میں داخل ہوا

گیا۔ صفدر نے جیسے ہی کار کی رفتار آہستہ کی عمران نے دروازہ

کھول کر نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور صفدر کے کار روکنے تک وہ

اس آدمی کے پیچھے سٹور میں پہنچ چکا تھا۔ وہ آدمی ایک گولڈن

کمرشل کمپنی کے دفتر میں داخل ہوا۔ اور سیدھا غیر کے کمرے کی

خشک لہجے میں کہا۔

”میرے سر پر ہاشم کہہ دیجیے۔ تاکہ آپ کے لہجے کی خشکی تو دور ہو سکے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

ادب اب غیر اُسے یوں دیکھنے لگا جیسے اُسے عمران کی ذہنی حالت پر خشک گزرنے لگا ہو۔

”آپ نے آرٹ فورسز کا حوالہ دیا تھا۔ اس لئے میں نے آپ کو وقت دے دیا تھا۔ ورنہ میرا وقت بے حد قیمتی ہے۔“ غیر کا جگر پہلے سے زیادہ خشک ہو گیا۔

وہی عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ غیر خالصتاً کاروباری آدمی ہے۔ اس لئے وہ عمران کی مالش والی بات کو مفہم کرنے میں اہیاب ہو گیا تھا ورنہ عام آدمی تو لازماً اٹھ جاتا۔

”کیا قیمت ہے آپ کے وقت کی؟“ عمران نے منہ بند لئے جواب دیا۔

غیر پہلے تو چند لمحے گھور کر عمران کو دیکھتا رہا جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ اس کی بات کا کیا جواب دے یا کیا وہ عمل ظاہر کرے۔ وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ واقعی دلچسپ آدمی ہیں۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ملی ہے۔ فرمائیے کیا پیسے گئے جائے یا کوئی ٹھنڈا مشروب“ رے انتہائی دوستانہ لہجے میں کہا۔

ادب عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب غیر کی ٹائپ کو ابھی سمجھ گیا تھا کہ اُسے نہ صرف اپنے اعصاب پر غیر معمولی کنٹرول

سے میرا تعلق ہے۔ عمران نے جان بوجھ کر آرٹ فورسز کا ذکر کیا۔ کیونکہ اس نے لیڈی سیکرٹری کے پاس رکھی ہوئی فائلوں پر آرٹ فورسز کے مخصوص لیڈر دیکھ لئے تھے۔

”ایک منٹ سہ۔ میں اطلاع دے دوں۔“ لیڈی سیکرٹری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر عمران کے متعلق اندر غیر سے بات کرنے میں مہر دے ہو گئی۔

”شیک ہے سر۔ آپ تشریف لے جائیں۔“ غیر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔“ لیڈی سیکرٹری نے انٹرکام کا رسیور رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

ادب عمران سر ہلاتا ہوا غیر کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں خاصا قیمتی فرنیچر نظر آرہا تھا بڑی سی میز کے پیچھے ایک پھیلے ہوئے جسم کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے چہرے پر موجود ناک طوطے کی طرح آگے کو مڑی ہوئی تھی۔ میز پر ایک نام غیر کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ خوش آمدید۔ مسٹر پرنس۔ غیر نے اٹھنے کی تکلیف کرنے کی بجائے کرسی پر بیٹھ بیٹھ کہا اس کا لہجہ کاروباری تھا۔

”دیکھم خوش آمدید مسٹر عابدت سلام غیر گولڈن ٹمپل کمپنی“ عمران نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ غیر کے چہرے پر ہلکے سے غصے کے تاثرات ابھرے لیکن اس نے انہیں پوری طرح ظاہر کرنے سے پہلے ہی کنٹرول کر لیا تھا۔

”فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“ غیر نے

بعد السلام نے کہا۔

”اوہ — پھر تو مجھے خبر ارشد سے بات کرنا پڑے گی۔ وہ کہاں رہتے ہیں —“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”وہ گیارہ صدق کا لونی میں رہتے ہیں۔ لیکن بات کی وضاحت تو کریں۔“ منیجر نے انہیں بھڑکتے ہوئے کہا۔

”جس سے بات کروں گا اُسی کو وضاحت بھی کروں گا۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں غیر متعلق آدمیوں پر اسے ضائع کرنا دوں خدا حافظ۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر آ گیا۔ لیکن باہر آنے کے بعد وہ گھوما اور وہیں دروازے کے قریب ہی رگ گیا۔ اُسے یقین تھا کہ منیجر اب نیڈی سیکرٹری کو کہہ کر ارشد سے بات کرے گا۔ وہ اندھیرے میں تیر بھینک آیا تھا۔ اور اب اس تیر کا نشانہ دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے اندازے کے عین مطابق نیڈی سیکرٹری نے گھٹنی بجنے پر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔ اور پھر اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور منیجر سے بات کرنے لگی۔ اس کی آواز آہستہ تھی اس لئے اتنی دور سے سنائی نہ دے رہی تھی عمران سمجھ گیا کہ منیجر نے اس کے متعلق پوچھا ہو گا۔ اس لئے نیڈی سیکرٹری نے چونک کر ہال اور دروازے کی طرف دیکھا تھا۔ پھر نیڈی سیکرٹری نے جیسے ہی انٹرکام کا رسیور رکھ کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ عمران واپس کمرے میں داخل ہوا اور آہستہ سے آگے بڑھ کر نیڈی سیکرٹری کی میز کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔ ہال میں چونکہ آنے جانے والوں اور

حاصل ہے بلکہ وہ خاصا گھرا آدمی ہے۔

”میرا تعلق طرہی آڈٹ سے ہے۔ میں آڈٹ کی پیشیل ٹیم کا انچارج ہوں۔ اس لئے پیٹن پلانے والی بات تو رہنے دیجئے۔ یہ فرمائیے کہ آپ نے طرہی اکاؤنٹس میں اس قدم غیر معمولی کارکردگی کن لوگوں کی شہ پر کی ہے۔ پہلے بتا دینا خیال تھا کہ کس طرہی انیشی جنس کے حوالے کر دیا جائے۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ آپ سے براہ راست بات بھی کر لی جائے۔“ عمران نے نیک نحت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر موجود حماقت کی نقاب یک نحت غائب ہو گئی تھی۔ اور منیجر یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پیر میں کچھونے کاٹ

لیا ہو۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہماری فرم کو طرہی کے ساتھ کاروبار کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں۔ ہم نے آج تک ایک پیسے کی ہیرا پھیری نہیں کی۔“ منیجر نے انتہائی خشک لب لہجے میں کہا۔ میں نے ہیرا پھیری کے الفاظ کب استعمال کئے ہیں۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ کا مطلب کیا ہوا۔“ منیجر نے جھٹکا کھاتے ہوئے پوچھا۔

یہ ہم سے زیادہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ آپ کو یہاں منیجر لگے کتنا عرصہ ہوا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے چھ ماہ ہوئے ہیں۔ پہلے میں اسسٹنٹ منیجر تھا۔ منیجر ارشد کے ریٹائر ہونے پر میں منیجر تعینات ہوا ہوں۔“

کھوکوں کا خا صا ر ش تھا۔ اس لئے کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔
لیڈی سیکرٹری ممبر خانے میں مصروف تھی اور عمران کی نظریں
ان ممبروں پر تھیں۔

ہیلو ارسلان صاحب۔ منیر صاحب سے بات کیجئے۔

لیڈی سیکرٹری نے کہا۔ اور منیر کی لائن آن کر کے اس نے رسیور
رکھ دیا اور عمران تیزی سے واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرشل سنٹر
کی عمارت سے باہر آ گیا۔ اب ایک فون ممبر اور ایک نیا نام اسے
معلوم ہو گیا تھا۔ صفدر کی رپورٹ بھی یقیناً اب تک دانش منزل پہنچ
چکی ہوگی۔ اس لئے چند لمحوں بعد اس کی ٹیکسی دانش منزل کی طرف
بڑھی جا رہی تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھ ہوئے ادھیڑ عمر
آدمی نے رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ کرنل جیاد سپیکنگ۔" ادھیڑ عمر نے کرنٹ اور
نکھانہ ہلچے میں کہا۔ اس ادھیڑ عمر کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی۔ اور
گاندھوں پر لگے ہوئے سٹارٹ سے کرنل ظاہر کر رہے تھے۔ کمرہ بھی
فوجی انداز میں سجا ہوا دفتر تھا۔

"کیپٹن ساجد بول رہا ہوں جناب۔ ایک اہم اطلاع ہے۔"
دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"بولو۔ کیا اطلاع ہے جس کے لئے مجھے براہ راست فون کیلے
تھیں۔" کرنل جیاد نے سخت اور ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
"سہ۔ سپیشل ایجنٹ حاتم ہلاک ہو چکا ہے۔" دوسری
طرف سے کہا گیا۔

میں لئے سر۔ میرا خیال ہے کہ یہ کسی اور چکر میں واردات ہوئی ہے۔
 اتفاق ہے کہ حاتم صاحب اس دقت و دباں موجود تھے اس لئے وہ
 بھی لمبیٹ میں آ گئے۔ درنہ میں بھی تو حاتم صاحب کے ساتھ تھا۔
 اور سب جانتے ہیں کہ میں ان کا اسسٹنٹ ہوں۔ مجھے تو کچھ نہیں
 کہا گیا حتیٰ کہ میرا تعاقب تک نہیں کیا گیا۔ ساجد نے دلائل
 دیتے ہوئے کہا۔

”مہربانی بات میں بھی وزن ہے۔ لاشوں یا زخمیوں میں اور کوئی
 اہم آدمی تو نہ تھا۔“ کرنل جبار نے پوچھا۔

”نوسہ۔“ اس کیفے میں کسی اہم آدمی کے جلنے کا سوال ہی
 پیدا نہیں ہوتا۔ یہ جرائم پیشہ افراد سے تعلق رکھنے والا کیفے ہے،
 ساجد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔“ ٹھیک ہے۔ تم واپس ہیڈ کوارٹر پر ورت کر دو۔
 کرنل جبار نے منہ کا دھرتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر سیور رکھ
 دو۔ اس کے چہرے پر شکونوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ کافی دیر
 بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے انٹر کام کا سیور اٹھا کر ایک بیٹن
 دیا۔

”میں سر۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی
 دی۔

”میجر ارسلان کو بھیجیو۔“ کرنل جبار نے کہا اور انٹر کام کا
 سیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک دبلا پیلا نوجوان اندر داخل ہوا

”کیا کہہ رہے ہو۔“ پیشل ایجنٹ حاتم ہلاک ہو چکا ہے۔ کہیں نہیں
 تو نہیں ہو۔“ کرنل جبار نے چونکا کر پوچھا۔

”سر۔“ پیشل ایجنٹ حاتم یہاں کیفے ہنی مون میں ایک مقامی بد معاش
 یا برے ملنے گیا تھا۔ تاکہ جابر سے مل کر مشن کے لئے جعلی کاغذات
 وغیرہ تیار کر سکے۔ اس نے بتایا تھا کہ جابر ایسے معاملات میں
 بے حد مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ جابر کیفے میں موجود نہ تھا۔ اس لئے
 حاتم صاحب ان کے دفتر میں ان کا انتظار کرنے لگے۔ مجھے انہوں نے
 اس سلسلے میں ایک اور کام سے بھیج دیا۔ میں جب واپس آیا تو
 دیکھا کہ پورا کیفے تباہ ہو چکا تھا۔ اُسے خوف ناک بم کی مد سے اڑا
 دیا گیا تھا۔ جابر اور حاتم کی لاشیں دفتر سے مل گئی ہیں۔ اس دھماکے کی
 وجہ سے چالیس افراد ہلاک اور پچیس شدید زخمی ہوئے ہیں۔ پولیس
 تحقیق کر رہی ہے۔ بہر حال میں نے حاتم صاحب کی لاش اپنی آنکھوں
 سے دیکھی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو نوٹ کیا ہے۔“ ساجد نے
 تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔“ اس کا مطلب ہے کہ حاتم کو خاص طور پر ہلاک کرنے کے
 لئے یہ واردات کی گئی ہے۔ لیکن کون لوگ ایسا کر سکتے ہیں۔ اس
 مشن کے بارے میں سوائے خاص افراد کے اور تو کسی کو علم نہیں
 ہے۔“ کرنل جبار نے پریشان لہجے میں کہا۔

”جناب اس بات پر تو مجھے حیرت ہے۔ ویسے سر اگر مقصد صرف
 حاتم کو ہی ہلاک کرنا تھا تو اس اکیلے کو بھی گولی ماری جاسکتی تھی۔ اس
 کے لئے پورے کیفے کو تباہ کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔“

وہ بھی فوجی یونیفارم میں تھا۔

گرنل جبار نے کہا۔

”آؤ میجر بیٹھو۔“ گرنل نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اور میجر ارسلان میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ابھی ابھی کیپٹن ساجد نے اطلاع دی ہے کہ سپیشل ایجنٹ حاتم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ گرنل جبار نے میجر ارسلان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”حاتم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ کیا مطلب ہے۔

میجر ارسلان نے برسی طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شبہ حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔ اور گرنل جبار نے اسے تمام تفصیلات بتا دی۔

”ادھ۔۔۔ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ حاتم غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا۔“ میجر ارسلان نے متاسف لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ وہ تو تھا۔ لیکن اب اس مشن کا کیا ہوگا۔ اب کسے اس مشن پر بھیجا جائے۔“ گرنل جبار نے کہا۔

”س۔ کیپٹن ساجد کی بات درست ہے۔ حاتم صرف اس لئے مارا گیا ہے کہ وہ اس وقت کیفے میں موجود تھا۔ ورنہ ظاہر ہے اس مشن کے سلسلہ میں تو کسی کو علم ہی نہیں۔ یہ کوئی اور چکر ہوگا۔ اس لئے ہمارا مشن محفوظ ہے۔ آپ مجھے مناسب سمجھیں بھیج دیں۔“

میجر ارسلان نے کہا۔
حاتم کے بعد سینئر تو تم ہو۔ کیا تم یہ ذمہ داری اٹھاؤ گے۔

”بڑی خوشی سے جناب۔ میرا تو فرض ہے۔ کہ ملک دشمنوں کے خلاف کام کروں۔ لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس مشن کی کوئی شک سمجھ میں نہیں آتی۔“ جبار شوگران کے موسمی سنٹر پر انگریز برطانوی انسانوں نے حملہ کر دیا ہے۔ اور شوگران کے مطابق یہ واردات کا فرستان دالوں کی ہے۔ وہ اس موسمی سنٹر کی تعمیر کو روکنا چاہتے ہیں۔ تو اس سے ہمارا براہ راست کیا تعلق ہو سکتا ہے کہ ہم کا فرستان جکڑتے کریں کہ کا فرستان والے ایسا کیوں کر ناچاہتے ہیں۔“

میجر ارسلان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”بات یہ ہے کہ شوگران کا یہ موسمی سنٹر ہمارے ملک اور شوگران کے درمیان ایک خفیہ معاہدے کے تحت تعمیر کیا جا رہا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ کا فرستانی سرحد کے قریب ہمارا ڈیم انتہائی نازک و دفاعی پوزیشن کا حامل ہے۔ ہم نے اس ڈیم کی حفاظت کا بندوبست کر رکھا ہے لیکن ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی ایسی دور مار گن سے جسے ہم اپنے حریف سے چپک نہ کر سکیں اس ڈیم کو اڑایا جاسکتا ہے۔ اس لئے حکومت یا کشمیر اور حکومت شوگران کے درمیان ایک معاہدے کے تحت شوگران اپنے علاقے میں ایک ایسی جگہ موسمی سنٹر اور مستقل چوکی تعمیر کرے گا۔ جہاں سے اس سارے علاقے کو اچھی طرح کوڑیا جاسکے۔ اگر کا فرستان کوئی ایسی ٹوپ یا گن کہیں دور نصب کرے۔ جس سے ڈیم کو خطرہ لاحق ہو سکے تو اس سنٹر کی مدد سے ہمیں اس کے متعلق تفصیلات حاصل ہو سکیں۔ حکومت شوگران نے اس

کے پے درپے حملوں کی وجہ سے ان کے فوجیوں میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ اس بات کو مزید نہیں پھیلا نا چاہتے۔ اس طرح ان کے اپنے فوجیوں کا نقصان ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے یہ مشن ہمارے سیکشن کو سونپا ہے۔ اور میں نے حاکم کو اس کام پر لگایا تھا کیونکہ حاکم انتہائی ذہین ایکٹو ہے اور کافرستان کے اعلیٰ فوجی حلقوں میں اس کا خاصا اثر رسوخ ہے۔ وہ بحیثیت ایک تاجروں کا خاصا کام کر چکا ہے۔ لیکن حاکم کی اس اچانک ہلاکت کے بعد میرا خیال ہے کہ تم یہ کام آسانی سے کر سکتے ہو۔ تم ایسا کرو کہ کافرستان جا کر دہلی کے اعلیٰ فوجی حلقوں میں گھس کر اس بات کا پتہ چلاؤ کہ کیا واقعی یہ کام کافرستان والوں کا ہے۔ اگر ہے تو اس کا مقصد کیا ہے۔ ”کرل جبار نے کہا۔

”۔۔۔ اس وقت آپ نے حاکم کے ذمہ یہ مشن لگا دیا تھا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ حاکم اور مجھ میں کبھی ذہنی ہم آہنگی نہیں رہی۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ حالانکہ اگر میں چاہوں تو یہیں بیٹھ بیٹھ اس مشن کو مکمل کیا جا سکتا ہے۔۔۔ میجر ارسلان نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”یہیں بیٹھ بیٹھ۔ وہ کیسے کیا کہہ رہے ہو“

کرل جبار نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ حاکم کی عادت تھی کہ وہ اپنے کاموں کا پورے پکینڈ کر لے رہتا تھا۔ جب کہ میری ایسی عادت نہیں ہے۔ اس لئے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے کافرستان کے فوجی حلقوں میں ردِ اہل نہیں ہیں۔ حالانکہ

معاہدے کے تحت وہاں سنٹر کی تعمیر شروع کی تو وہاں پے درپے ایسے واقعات ہوئے جس سے سنٹر کی تعمیر رک گئی۔ لہذا ہر بر فانی انسانوں کے جملے کی بات تھی۔۔۔ اور اس علاقے میں ایسی کہانیاں عام ہیں۔ کہ وہاں بر فانی انسانوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ لیکن حکومت شوگران کی ملٹری سیکرٹ سروس کے نزدیک یہ معاملہ انتہائی مشکوک ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ کافرستان والوں کی شرارت ہے۔۔۔ وہ اس سنٹر کی تعمیر کو روکنا چاہتے ہیں۔ کیوں روکنا چاہتے ہیں جب کہ لفظ ہمہ کافرستان والوں کو اس سنٹر سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کا پتہ لگانے کے لئے حکومت شوگران نے ہمیں کہا ہے کہ ہم اس سلسلہ میں بھان بن کریں۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سنٹر سے فائدہ ہمیں پہنچنا ہے حکومت شوگران کو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے یہ کام ہمیں کرنا ہے۔ کہ اگر اس کی تہہ میں کوئی خصوصی بات ہے تو ہم اس کا پتہ چلائیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ حکومت شوگران اور حکومت کافرستان کے درمیان ابھی حال ہی میں بہتر تعلقات کا نیا معاہدہ ہوا ہے۔ اس لئے وہ اس سلسلہ میں اپنی کوئی ٹیم وہاں نہیں بھیجنا چاہتے۔ تاکہ ان کے اس نئے معاہدہ پر کوئی حرج نہ آئے۔ چنانچہ انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ وہ فی الحال اس سنٹر کی تعمیر کو معطل کر رہے ہیں۔ اب یہ حمار کا مہ ہے کہ ہم اصل بات کا سراغ لگائیں۔ کہ کیا واقعی اس سنٹر کی تعمیر کو روکنے میں کافرستان کا ہاتھ ہے۔ تو اس کا مقصد معلوم کریں۔ اور اگر نہیں تو پھر اس سنٹر کی تعمیر کا معاہدہ منسوخ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ بر فانی انسانوں

آپ کو معلوم ہے کہ بعض انتہائی پیچیدہ - نازک اور اہم معاملات میں نے انتہائی آسانی سے سمرا انجام دے دیئے۔ اس لئے کہ میرے ایسے آدمی دہل موجود ہیں جن کی رسائی انتہائی اعلیٰ سطح کے معاملات میں ہے۔ اور آپ حیران ہوں گے کہ میں یہیں سے انہیں کوڈ پر کہہ دوں تو مجھے مکمل تفصیلات یہیں بیٹھ مل جائیں گی۔" میجر اسلان نے کہا۔

"اوہ کمال ہے۔ تم اس قدر تیز ثابت ہو سکتے ہو۔ مجھے کم از کم اس کا اندازہ نہ تھا۔ بہر حال حاتم کی موت کا مجھے دلی افسوس ہوا تھا کہ وہ میرے خیال میں ہمارے سکیشن کا بہترین ایجنٹ تھا۔ لیکن اس کی موت سے تمہاری صلاحیتیں سامنے آئی ہیں۔ اس کی مجھے بے حد خوشی ہے۔" تم اب اس مشن کے سلسلہ میں جس قدر جلد ہو مجھے تفصیلی رپورٹ دو تاکہ میں اس رپورٹ کو چیف کے پاس فخریہ انداز میں بھیج سکوں۔ کرنل جبار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ مجھے سرکاری طور پر مشن دیں میں ایک ہفتے کے اندر اس کی مکمل چھان بین کر کے رپورٹ دے دوں گا"

میجر اسلان نے اٹھتے ہوئے کہا اور کرنل جبار نے سر ہلادیا۔ اور میجر اسلان کرنل کو سیلوٹ مار کر واپس مڑ گیا۔

"صَفْدَر نے کوئی رپورٹ دی ہے۔" عمران نے دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی اپنے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے رپورٹ دی ہے۔ اس نے ساری صورت حال بتائی ہے اور کہا ہے کہ سفید کار والا آدمی کمرشل سنٹر کی عمارت سے نکل کر آسٹریا میں گیا ہے۔ صفدر نے اس کے متعلق مزید چھان بین کی ہے تو پتہ چلا کہ اس آدمی کا نام راسکل ہے۔ اور وہ آسٹریا گودپ کا نمبر ٹو ہے۔ وہیں آسٹریا میں لمبی رہتا ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم سے اڑانے کے لئے آسٹریا گودپ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔" عمران نے

اٹھا کر منبر گھمانے شروع کر دیئے۔

”یس جولیا سپیکنگ“ — دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسو“ — بلیک زیرو نے مخصوص پہلے میں کہا۔

ادرا سی لمحے عمران نے یا تھ بڑھا کر سیور بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لیا۔

”جولیا۔ صفر نے تمہیں کیسے ہنی مون کے متعلق کچھ بتایا ہے“ عمران نے پوچھا۔

”یس۔ سر۔۔۔ ابھی چند لمحے پہلے ہی اس کا فن آیا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ کیسے کوکم مار کر تباہ کر دیا گیا ہے۔“ جولیا نے جواب دیا۔

”اس کیسے میں متباہ رہے۔ صفر اور عمران کے جانے کی تجویز کس نے دی تھی“ — عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”اوہ سر۔۔۔ یہ تجویز میری تھی۔ لیکن سر میں نے صرف اس لئے کہہ دیا تھا کہ یہ میرے غلطی سے زیادہ قریب تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہ تھی سر۔“ جولیا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہوں۔۔۔ اب تم ایسا کر دو کہ کیسے کے بدلے سے ایک ایسی فٹن ملی ہے۔ جو کہ کیسے کے مالک جابر کے ساتھ اس کے دفتر سے بھاگ کر چلی گئی ہے۔“ زخمی کا ڈنٹرین نے بتایا ہے کہ اس کا نام حاتم ہے۔

”اوہ کبھی کبھار جابر سے ملنے آتا رہتا ہے۔ تم اس کے متعلق مزید

کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس واردات کا مقصد سمجھ میں نہیں آیا۔ صفر کی رپورٹ ملنے پر میں نے کیسے سے ملنے والی لاشوں اور زخمیوں کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں۔ میں نے سوچا کہ شاید کوئی اہم آدمی ان میں شامل ہو۔ جس کی وجہ سے کیسے کوکم سے اڑایا گیا ہو۔ لیکن ایسا کوئی آدمی نہ ملا۔ سب عام جرائم پیشہ افراد تھے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”عام آدمیوں کے قتل کے لئے تو آسٹر گروپ کی خدمات حاصل کرنے اور اس قدر خوف ناک واردات کرنے کی عیاشی نہیں کی جا سکتی۔ کوئی ایسی لاش ملی ہو جس کی شناخت نہ ہو سکی ہو۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”جی ہاں۔ ایک لاش ایسی ملی ہے۔ وہ کیسے کے مالک اور مشہور غنڈے جابر کی لاش کے ساتھ اس کے دفتر سے ملی ہے۔ اُسے بھی ہمک شناخت نہیں کیا جاسکا۔ البتہ زخمی کا ڈنٹرین کا بیان ہے۔ کہ اس آدمی نے اپنا نام حاتم بتایا تھا۔ اور اس نے جابر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ وہ جابر سے کبھی کبھار ملنے آتا رہتا تھا۔ اس لئے اُسے جابر کے دفتر میں بٹھا دیا گیا۔ بس اس سے زیادہ اس کے متعلق معلومات نہیں مل سکیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”حاتم۔ اس کا حلیہ اور قد قدامت۔“ عمران نے پوچھا۔

”یہ تو میں نے معلوم نہیں کیا۔ اب معلوم کر لیتا ہوں۔“

بلیک زیرو نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلادیا۔ بلیک زیرو نے ریو

معلومات حاصل کرو۔ کہ ڈائری میں سے تم اس کا حلیہ اور قد قیامت بھی معلوم کرو۔ اور یہ بھی کہ یہ کون تھا۔ اور مجھے فوراً رپورٹ کرو۔
عمران نے سخت ہنسنے میں کہا۔

”میں باس۔ میں معلوم کر کے آپ کو رپورٹ دیتی ہوں“
جولین نے جواب دیا۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔
”بلیک زیرو۔ اس ٹیلی فون ڈائری سے جس میں نمبروں کے مطابق نام دیتے درج ہیں۔ نکالو اور ایک نمبر کا پتہ کرو کہ یہ نمبر کس کا ہے۔ دن۔ شہری۔ زیرو۔ ٹو۔ کس زیرو کس۔“ عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو سے کہا۔

اور بلیک زیرو نے اٹھ کر نشت کی دیوار میں نصب الماری سے پیش نیو مریکل ڈائری نکالی اور اس نمبر کو چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ عمران آنکھیں بند کر کے کسی گھبرائی سوچ میں ڈوب گیا۔

”سہ۔ یہ نمبر اس ڈائری میں نہیں ہے۔“ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔
”کیا کہہ رہے ہو نمبر نہیں ہے۔ میرے سامنے اس نمبر پر بات کی گئی ہے اور تم کہہ رہے ہو نمبر نہیں ہے۔“ عمران کے ہنسنے میں حیرت تھی۔

”آپ خود چیک کریں۔ میں نے تو بہت دیکھا ہے۔“
بلیک زیرو نے ڈائری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
اور عمران اُسے کھول کر چیکنگ میں مصروف ہو گیا۔ لیکن واقعہ

ایسا کوئی نمبر ڈائری میں موجود نہ تھا۔

عمران نے ڈائری بند کر کے واپس میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر ایس پیچ کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

”یس۔“ انوائٹری پلیز۔“ جلد ہی دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”سرد جان ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سپیکٹنگ۔ عمران نے اپنے باپ کے ہاتھ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس۔ یس۔ حکم سر۔“ دوسری طرف سے آپریٹر نے برقی طرح گھرائے ہوئے ہنسنے میں کہا۔

”ایک نمبر نوٹ کرو۔ اور مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کس کا ہے اور کہاں کا ہے۔“ عمران نے اُسی طرح حکمانہ ہنسنے میں کہا۔

”یس۔ سر۔ فرمایئے۔“ آپریٹر نے کہا۔

اور عمران نے وہی نمبر دہرا دیا۔

”ادہ۔ سر۔ یہ خصوصی نمبر ہے ملٹری انٹیلی جنس کا۔“ آپریٹر نے فوراً ہی جواب دیا۔

”ملٹری انٹیلی جنس کا۔ لیکن اس کا نمبر تو اور ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ اور ساتھ ہی ملٹری انٹیلی جنس کا نمبر بھی دہرا دیا۔

”یس۔ سر۔ یہ نمبر جو آپ نے اب فرمایا ہے یہ بین ملٹری ٹیلی جنس کا ہے۔ جب کہ پہلا نمبر ان کے کسی سیکشن کا ہے۔ سر۔

اس سے زیادہ ہمیں معلومات نہیں ہیں۔“ آپریٹر نے

نے سر ملا دیا۔

”کہیں فوج کے اندر تو کسی بغاوت کا چکر نہیں چل رہا۔“

بلیک زیدو نے کہا۔

”نہیں۔۔۔ ایسی صورت میں اس کیفے کو اڑانے کے لئے کسی مقامی مجرم سے رابطہ نہ قائم کیا جاتا۔ یہ کوئی ادبھی چکر معلوم ہوتا ہے۔“ — عمران نے سر ملائے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیوڑاٹھا کر اس نے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

”یس۔۔۔ ملٹری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر۔“ — دوسری طرف سے ایک کرنل آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔۔۔ چیف سے بات کراؤ۔“ — عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ یس سر۔ ہولڈ کیجیے سر۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ملٹری سیکرٹ سر دس کے چیف کی آواز سنائی دی۔

”یس۔۔۔ کرنل حسن پکینگ۔“ — ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل حسن کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔۔۔ کرنل حسن۔ پہلے تو یہ بتائیے کہ یہ نمبر آپ کے کس سیکشن کا ہے۔“ — عمران نے دسی نمبر دو سہرا دیا۔

”یہ نمبر ہمارے کافرستان ڈیسک کے لئے مخصوص ہے جناب کیوں خیریت ہے۔“ — دوسری طرف سے حیرت بھرے

لہجے میں پوچھا گیا۔

”کافرستانی ڈیسک میں کون کون شامل ہے۔“ — عمران

نے پوچھا۔

”پورا شعبہ ہے۔ تقریباً بیس بچپن افراد ہیں۔ سر کوئی خاص بات ہوگی ہے تو مجھے بتائیے۔“ — کرنل حسن نے اٹھتے ہوئے مگر مودبانہ انداز میں پوچھا۔

”یہ بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے یہ بتائیے کہ حاتم نام کا کوئی آدمی بھی ملٹری انٹیلی جنس میں شامل ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”حاتم۔۔۔ ہاں۔۔۔ میجر حاتم پنیشل ایجنٹ ہے۔ اور کافرستان شعبے سے متعلق ہیں۔“ — چیف نے جواب دیا۔ لیکن اب اس کے لہجے سے بے پناہ حیرت کا اظہار ہو رہا تھا۔

”میجر حاتم کے متعلق آپ کو کوئی رپورٹ دی گئی ہے۔“ — عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔۔۔ ابھی کرنل جبار نے جو کافرستان ڈیسک کے انچارج ہیں۔ انہوں نے رپورٹ دی ہے کہ دارالحکومت میں ایک کیفے کو

بم سے اڑا دیا گیا ہے۔ اور اتفاق سے میجر حاتم بھی وہاں کسی سے ملے گیا ہوا تھا وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ لیکن آپ کو یہ سب معلومات اتنی جلدی کیسے حاصل ہو گئیں سر۔“ — چیف نے حیران ہو کر پوچھا۔

”آج کل کافرستانی ڈیسک کے پاس کوئی خصوصی مشن ہے۔“ — عمران نے اس کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا۔

ٹھیک ہے جناب۔ فیصلہ ہو چکا ہے آپ کے ماتحتوں کی کارکردگی پر رشک
آج ہے۔ کہ وہ کس قدر تیزی سے کام کرتے ہیں کہ حاتم کے مرنے کی رپورٹ
مجھے ابھی چند لمحوں پہلے ملی ہے جب کہ آپ کو اس قدر تفصیلی معلومات
اصل ہو گئی ہیں۔ چیف نے بڑے تعریفی اور مطمئن لہجے میں
بت کرتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو۔“ عمران نے مختصر سا جواب دیا اور رسیور
رکھ دیا۔

”آپ نے چیف کو مطمئن کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔“
بیک زبرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ ضروری تھا۔ اب یہ بات تو ظاہر ہو گئی ہے کہ حاتم کا فرستان
مے سلسلے میں کسی خصوصی مشن پر کام کر رہا تھا۔ اور اسی سلسلے میں وہ
جابر سے ملا ہوگا۔ اور ہم مادر کو پورے کیف کو ہی اڑا دیا گیا۔ اس بم
لانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجرموں نے انتہائی نگہری چال چلی ہے۔
مردہ براہ راست حاتم کو گولی مار دیتے تو لازماً ملٹری انٹیلی جنس چونک
جاتی۔ اس طرح وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ حاتم بس کیف میں موجود تھا۔
لے مارا گیا ہے۔ اگر میں چیف کو مطمئن نہ کرتا تو وہ لازماً کرنل جبار سے
بات کرتا اور مجرم جو اب مجھے یقین ہے کہ ملٹری سیکورٹ سروس کے
میں شیعہ میں گھسے ہوئے ہیں بڑی طرح چونک پڑتے۔ اس طرح اصل
صورت حال جابر کے سامنے نہ آتی۔“ عمران نے وضاحت کرتے
ہوئے کہا۔

”لیکن اب بھی اصل صورت حال تو سامنے نہیں آئی۔“ بلیک زبرد

چونکہ ملٹری سیکورٹ سروس کا چیف بھی ایک ٹو سے قانونی طور
پر تعاون کرنے کا پابند تھا اور دینک میں اس سے کم تر تھا۔ اس لئے
وہ بے چارہ بس حیرت کا ہی اظہار کر سکتا تھا۔

”نہیں۔ کوئی خاص مشن تو نہیں ہے۔ البتہ عام کام کا ج تو
بہر حال چلتا ہی رہتا ہے۔“ چیف نے جواب دیا۔

”اور کے۔“ کوئی خاص بات نہ تھی۔ مجھے سیکورٹ سروس کی
طرف سے رپورٹ ملی تھی کہ ایک آدمی حاتم جس کا تعلق فوج سے
ہے۔ کیف ہنی مون میں بم کے دھماکے سے ہلاک ہو گیا ہے۔ اس
دقت وہ کیف ہنی مون کے مالک اور شہر کے مشہور غنڈے جابر
کے دفتر میں اس کے ساتھ موجود تھا۔ چونکہ ہم ایسے جرائم پیشہ
افراد کی مستقل نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے حاتم کے متعلق
اطلاع ملی اور پھر مزید تحقیقات سے پتہ چلا کہ اس کے پاس سے یہ
فون نمبر جو میں نے پہلے پوچھا ہے ملا ہے۔ چونکہ یہ فون نمبر ملٹری
انٹیلی جنس کا خفیہ نمبر تھا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ حاتم کا تعلق ملٹری سیکورٹ
سروس سے تھا۔ چنانچہ میں نے کنفرینس کے لئے آپ کو فون کیا تھا
مجھے دراصل یہ فکر تھی کہ کہیں حاتم کسی سرکاری مشن کے سلسلے میں تو
نہیں مارا گیا۔ لیکن اب آپ بتا رہے ہیں کہ کوئی خصوصی مشن
درپیش نہ تھا۔ تو اس کا یہی مطلب ہوا کہ وہ اپنے کسی پرائیویٹ کام
سے واپس آیا ہوگا۔“ عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔ لیکن اصل بات وہ گول ہی کر گیا۔ اس کا مقصد صرف اتنا
تھا کہ چیف مطمئن ہو جائے۔

نے کہا۔

”نہیں۔ اب مجھے کچھ اندازہ ہو گیا ہے۔ غیر بننے جسے دھماکے کے متعلق آسٹر گروپ کے آدمی راسکل نے رپورٹ دی تھی۔ میرے مٹنے کے بعد اس نمبر پر کسی ارسلان سے بات کی تھی۔ حالانکہ میرا خیال تھا کہ وہ سابقہ غیر ارشد سے بات کرے گا۔ اور اس نمبر پر براہ راست ارسلان کے فون اٹھ کر نے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ارسلان ملٹری سیکرٹ سرورس کے کافرستانی ڈیلیکس سے متعلق ہیں اور یقیناً وہ کافرستان ایجنٹ ہیں یا ان کے مفادات کے لئے کام کر رہا ہے۔“ بہر حال کرنل جبار میرا ذاتی طور پر واقف ہے۔ میں اس سے براہ راست بات کر کے اصل صورت حال معلوم کر لوں گا۔ اس کے بعد اگر ہمارے کرنے کا کوئی کیس ہو تو پھر اس کیس کو بالاسی بلا ٹرانسفر کرایا جائے گا۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اٹھ کر بیردنی دودانے کی طرف بڑھ گیا۔

”میتنگ کی کارروائی شروع کی جائے۔“ کافرستانی غیر دفاع نے ساتھ دیکھے ہوئے کافرستانی ملٹری انشلی جنس کے چیف کوئی سنڈائی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب جیسا کہ گزشتہ میتنگ میں طے کیا گیا تھا کہ شوکران علاقے میں تعمیر ہونے والے سنٹر کی تعمیر رکوانے کے لئے برفانی انسانوں والی ترکیب استعمال کی جائے تو جناب اسی سلسلے میں یہ میتنگ بلائی گئی ہے تاکہ اس کے متعلق رپورٹ پیش کی جا سکے۔“ اس مشن کے انچارج سیشن ڈی ایجنٹ کیپٹن شرمہ موجود ہیں وہ تفصیل بتائیں گے۔ کوئی سنڈائی نے بغیر شازد کے فوجی یونیفارم پہنے ہوئے خوبصورت دھڑبھیہ نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”جناب جیسا کہ گزشتہ میتنگ میں فیصلہ کیا گیا تھا۔“

تعلقات بنائے ہوئے تھے کہ اگر وہ آتا تو لازماً اصل بات کا پتہ چلا لیتا چنانچہ چیف صاحب نے وہاں موجود اپنے ایکنٹ سے حاتم کو اس طرح روکنے کے لئے کہا کہ پابکیشیا کی طہری انٹیلی جنس بھی نہ چونکے اور حاتم بھی رک جائے۔ اس پر اس ایکنٹ نے بظاہر خوب صورت طریقہ استعمال کیا۔ اس نے وہاں کے ایک مقامی گردپ کے ذریعے ایک کیفے کو کم سے اڑا دیا۔ جس میں حاتم ویسے ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس طرح حاتم کی موت اتفاقیہ سمجھی گئی۔ اس کے بعد ایک اور اچھا کام ہوا کہ پابکیشیا طہری انٹیلی جنس کے کافرستانی ڈیسک کے چیف نے یہ مشن ہمارے ہی ایکنٹ کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اب ہم اپنے ایکنٹ کے ذریعے یہ رپورٹ بھجوا دیں گے کہ کافرستان اس میں کسی طور پر ملوث نہیں ہے۔ چنانچہ یہ منصوبہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانے لگا۔ کیپٹن شرمائے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گٹ۔ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ اس کا مطلب ہے۔ اب وہ گن اور قہ پوری طرح محفوظ ہو گیا ہے۔“ دزیر دفاع نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اب ہمیں کوئی فکر نہیں رہا۔“ کرنل سنڈا ہی نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”جناب ایک ادب پلوا ایسا ہے جسے ہمیں کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔“ میٹنگ میں موجود دیگر ٹرمی دفاع اچانک بول پڑا۔

”ادہ کون سا پہلو مسٹر بھنڈاری۔“ دزیر دفاع نے چونک

میں نے برفانی انسانوں والی ترکیب استعمال کی۔ اور جناب ہم نے دقتاً وقتاً جملے کو کسے سنٹر کو تعمیر کرائے والے تقریباً پچاس افراد کو بڑے وحشیانہ انداز میں ہلاک کر دیا اور دس افراد شدید زخمی ہوئے۔ انہیں ہلاک اس لئے نہ کیا گیا تاکہ وہ برفانی انسانوں کے حملے کے بارے میں بت سکیں۔ ددین حملوں تک تو شوگرمان والے خاموش رہے۔ لیکن پھر ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور انہوں نے فوری طور پر یہ منصوبہ ختم کر دیا۔ ہم اس سلسلے میں تحقیقات کرتے رہے۔ پابکیشیا کی طہری انٹیلی جنس میں ہمارے ایک ایکنٹ نے اب ہمیں اطلاع دی ہے کہ یہ سنٹر حجاز علاقے پر نگاہ رکھنے کے لئے حکومت پابکیشیا اور حکومت شوگرمان کے درمیان ایک خفیہ معاہدے کے تحت تعمیر کیا جا رہا تھا۔ حکومت شوگرمان کو اس سے براہ راست کوئی فائدہ نہ تھا۔ حکومت شوگرمان نے اپنے آدمیوں کی اس طرح ہلاکت کے بعد اس سنٹر کی تعمیر غیر ضروری اور اپنے لئے نقصان دہ سمجھ کر معطل کر دی اور حکومت پابکیشیا کو اس معاملے سے آگاہ کر دیا۔ حکومت پابکیشیا کی طہری انٹیلی جنس کے کافرستانی ڈیسک کے چیف نے اپنے طور پر تحقیقات کی ہیں کہ کیا اس سنٹر کی تعمیر رکولنے میں کافرستان تو دلچسپی نہیں لے رہا۔ طہری انٹیلی جنس کے ایک پیش ایکنٹ حاتم کو مقرر کیا۔ تاکہ وہ ہمارے اعلیٰ فوجی حلقوں میں آکر یہ سن گن لے کہ کیا ہم اس میں ملوث ہیں یا نہیں اگر ملوث ہیں تو کیوں۔ اس طرح ہمارا ایک مشن سامنے آ جاتا جسے چھپانے کے لئے یہ ساری کارروائی کی جا رہی تھی۔ حاتم انتہائی محب وطن۔ ذہین اور تیز ترین ایکنٹ ہے۔ اس نے یہاں ایسے

کر سیکرٹری دفاع کی طرف دیکھا۔ میٹنگ کے باقی شرکاء بھی اُس کی طرف دیکھنے لگے۔

”جناب حاتم کے ایک پورے کیفے کے تباہ ہونے سے مرچلنے پر طرہی انٹیلی جنس تو مطمئن ہو جائے گی۔ لیکن پاکیشیائی سیکرٹ سروسز کا چیف مطمئن نہیں ہوگا۔ وہ لازماً اس کیفے کے اس طرح ہم سے اڑنے اور پھر حاتم جیسے طرہی انٹیلی جنس کے پیش ایجنٹ کے مرنے پر بلا چوکنے لگا۔ اور پاکیشیائی سیکرٹ سروسز کو ذرہ برابر بھی اصل بات کا شک ہو گیا تو پھر وہ لازماً بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس گن کے متعلق انہیں معلومات حاصل ہو جائیں۔ تو وہ اس گن کو بھی تباہ کرنے کا منصوبہ بنالیں۔“ سیکرٹری دفاع نے کہا۔

”یہ کیا بات ہوئی۔ طرہی انٹیلی جنس کے کاموں سے سیکرٹ سروسز کا کیا تعلق۔ اور پھر آپ کی بات مکمل طور پر مفروضے پر مبنی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔“ اُن ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم اس کمریک کی حفاظت کے لئے کوئی خفیہ انتظام کر دیں۔ اور کافرستان کی سیکرٹ سروسز کو چوکنا کر دیں کہ اگر پاکیشیائی سیکرٹ سروسز کوئی گڑبڑ کرے تو وہ اُسے سنبھال لے۔“ وزیر دفاع نے کہا۔

”یہ سہ۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ ہم بہر حال ہوشیار رہیں۔“ سیکرٹری دفاع نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”جناب بھنڈاری کی بات بالکل درست ہے۔ ہمیں بہر حال چوک

رہنا ہوگا۔ میرے ذہن میں پہلے سے ہی اس بات کا خیال تھا۔ چنانچہ میں نے کمریک کی خفیہ حفاظت کے لئے ایک خصوصی سیل تشکیل دیا ہے۔ جس کا انچارج کیپٹن شرمہ کو بنا دیا گیا ہے۔ کیپٹن شرمہ کا سیل اس گن اور درے کی حفاظت کے لئے مشغل بنیادوں پر کام کرے گا۔ اور یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں کافرستانی سیکرٹ سروسز کے چیف مرٹشاگل کو بھی الارم کر دیتا ہوں کہ وہ پاکیشیائی سیکرٹ سروسز کی کاد کر دگی پر نگاہ رکھیں۔“ کرنل بھنڈاری نے کہا۔

”گٹ۔ آپ ذاتی بے حد دراندیش اور عقلمند ہیں۔ اور کیپٹن شرمہ کی تعیناتی بالکل درست ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کیپٹن شرمہ ہر قسم کی صورت حال سے منٹ لیں گے۔“ وزیر دفاع نے تعریفی انداز میں کہا۔

”آپ بے فکر ہیں سہ۔ میں کمریک کی حفاظت کے لئے ایسا انتظام کر دوں گا کہ یہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔“ کیپٹن شرمہ نے اٹھ کر کہا۔

”او۔ کے۔ بات مکمل ہو گئی۔ اب میرے خیال میں اس سلسلے میں مزید کسی میٹنگ کی ضرورت نہیں۔“ وزیر دفاع نے کہا۔

”یہ سہ۔ فائل میں مکمل کر کے دستخطوں کے لئے بھیجا دوں گا۔“ کرنل بھنڈاری نے کہا۔

اور وزیر دفاع سر ملاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ بخیر است ہو گئی۔

پرڈ کر اس سے تفصیلات حاصل کر سکتے تھے۔" بلیک زیدو نے متنبہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس طرح نہیں۔ فی الحال تو کافرستان والے مطمئن ہیں کہ ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ لیکن میجر ارسلان پر ہاتھ ڈالنے کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ ایک نکتہ پر کھینچے ہو جاتے۔ اس لئے میں نے تو کمر نل جبار پر بھی میجر ارسلان کے بارے میں کوئی شبہ دانی بات نہیں کی اور نہ ہی اس کیس کو ٹرانسفر کر دیا ہے۔ کیونکہ اس طرح کافرستان والے چوکنے ہو جاتے۔ میں چاہتا ہوں پہلے اپنے طور پر اصل بات کا پتہ چلا یا جائے۔ اس کے بعد کوئی ایکشن لیا جائے۔" عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"لیکن اب اصل بات کا کس طرح پتہ چلے گا۔ اس کا بھی کوئی منصوبہ آپ کے ذہن میں ہے۔" بلیک زیدو نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔" سیکورٹ سر دوس کے ممبران کا کافی عرصے سے کسی تفریحی مشن پر نہیں گئے۔ کہیں پکنک منانے۔ بس مسلسل کام ہی کام ہوتا رہا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تفریحی مشن۔ پکنک۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔" بلیک زیدو نے کہا۔

اب پہلے نہیں مشن کی قسمیں سمجھاؤں کہ ایک ہوتا ہے۔ سفادتی مشن۔ ایک سیاسی مشن۔ ایک فوجی مشن۔ اسی طرح تفریحی مشن بھی ہوتا ہے۔ یعنی تفریح کے لئے نہیں جانا۔ اگر مجھے اس طرح پڑھا نا ہی تھا تو پھر کسی یونیورسٹی میں لیکچرار ہی بن جاتا۔ کم از کم ہر ماہ

"عمر ایضاً صاحب یہ تو بہت پیچیدہ مسئلہ ہے۔ کافرستان والے آخر کیوں شہر گران کی پہاڑی پر تعمیر ہونے والے سنٹر کو کوٹا نا چاہتے ہیں۔" بلیک زیدو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو دیکھو۔ اس کی بہر حال کوئی نہ کوئی خاص وجہ ضرور ہے۔ حالانکہ ہر دماغ ایسی کوئی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ میں نے ان علاقوں کا نقشہ دیکھا ہے۔ وہاں سنٹر تعمیر ہونے سے کافرستان کو کوئی فرق نہ پڑتا۔ کیونکہ وہ علاقہ انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہے۔ وہاں کوئی فوجی چھاؤنی نہیں ہے۔ البتہ ایک معمولی سی دیکھ بھال کی فوجی چوکی موجود ہے۔ کمر نل جبار سے ڈسکس کے بعد مجھے یقین ہے کہ اس سنٹر کو کوٹا نے کا پائیکرشیا کے اس سرحدی ڈیم سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔" عمران نے کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو آپ اس کافرستانی ایجنٹ میجر ارسلان

لیکن عمران صاحب۔ کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ اس تفریح میں میری بھی شمولیت ہو جائے۔ میں بھی اب یہاں کسی پر بیٹھے بیٹھے اٹا گیا ہوں۔ — بلیک زیرو نے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکتی۔ ہم سلیمان کو ایک ڈبہ بنا دیتے ہیں۔ اور سیکرٹ سروس میں ٹائیگر۔ جوانا اور جوزف شامل کر دیتے ہیں۔ اگرچہ مجھے ہوا تو وہ سنہال لے گا۔ اور تم سیکرٹ سروس سمیت تفریح کرتے رہو۔ البتہ ایک بات ہے تنخواہ نہیں ملے گی۔ — عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

”میں آپ کا مطلب سمجھ گیا کہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کو اور ٹو خالی نہیں چھوڑا جاسکتا۔ ٹھیک ہے جناب میری قسمت۔ آپ میں تفریح کریں۔ — بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ اتنی مایوسی کی غی ضرورت نہیں۔ ہم نے وہاں چھ ماہ تو نہیں لگا دیئے۔ چلو تم بھی مایہ چلو۔ — عمران نے جنتے ہوئے کہا۔

”لیکن کس حیثیت سے۔ — بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

”ایکس کی حیثیت سے۔ اور کس حیثیت سے جانا چاہتے۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ — بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تقاب اتا رد اور چہرے پر کوئی بھیانک اور ظالمانہ قسم کا بھاپ کرلو۔ بس۔ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تنخواہ تو مل جایا کرتی۔ اب تو سلیمان اپنی تنخواہ میں سے مجھے کھلا رہا ہے۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس دیا۔

”میرا مطلب تھا اس قدر سنجیدہ اور گہرے معاملے میں یہ ایک نئی سنجیدگی مشن اور پکنک کہاں سے ٹپک پڑی تھی۔ — بلیک زیرو بے اختیار ہنسنے لگا۔

میرے فلیٹ کی بھت ٹپکتی ہے۔ میں نے اس کی شکایت آج تک سو پر فیاض کو نہیں کی۔ ورنہ وہ مرمت کے یہاں ہی مجھے بیدار کر دے گا۔ اور تم تفریح اور پکنک کے ٹپکنے سے اتنے خوفزدہ ہو گئے ہو۔ یاہ اب اس قدر سخت گیر باس بھی نہ بنو۔ بیچارے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بھی تفریح کر لینے دیا کر دو۔ اب دیکھو اگر سیکرٹ سروس کے ممبران اس سرحدی ڈیم پر پکنک منانے چلے بھی جائیں تو تمہاری آفیسری میں آخر کیا حرج ہوتا ہے۔ — عمران نے کہا۔

”اچھا اچھا اب میں سمجھا۔ آپ تفریح اور پکنک کے یہاں اس ڈیم اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو چیک کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں اچھا آئیڈیا ہے۔ لیکن اس ڈیم کے گرد تو انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ — بلیک زیرو نے جنتے ہوئے کہا۔

”تو ہم نے جا کر ڈیم میں تیراکی سکھانے کا سکول تو نہیں کھولا۔ — ہائی ڈیم سے بھٹ کر کا فرستانی سرحد کے پاس ایک پہاڑی ہے۔ ٹھا کر پہاڑی سنی ہے۔ بہت خوب صورت جگہ ہے۔ بڑا ہی بہترین نظارہ ہوتا ہے۔ — کا فرستان کا کافی علاقہ وہاں سے بغیر دینے کے نظر آتا ہے۔ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

محسوس ہوتا ہے جیسے دور کہیں مندر میں کانسی کی گھنٹیاں بج رہی ہوں۔
محسوس اور کول سردوں میں۔ موسم بہار میں بہتی ہوئی ندی کی رواں
موجوں کی طرح۔۔۔ عمران نے خالصتا عاشقوں کے سے انداز
میں کہا۔

اور بلیک زیرو عمران جیسے آدمی کے منہ سے اس قسم کے خالصتا
لمبی اور دماغی فقرے سن کر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

تم واقعی شیطان ہو عمران۔ خالصتا شیطان۔۔۔ جویا
جنسی اس کے دل کی گھراؤوں سے نکلتی ہوئی محسوس ہوتی۔ جویا چاہے
بھی ہو بہر حال عورت تھی اور عورت اس قسم کی تعریف پر جھان بوجھ
چین کر لیتی ہے۔

محاذ سے میں تو مجسم استعمال ہوتا ہے۔ ویسے تمہاری بات
محسوس ہے۔ جب ہر چیز میں ملاوٹ ہو رہی ہے تو شیطان بھی
ہو سکتا ہے۔ لیکن جویا۔ شیطان میں ملاوٹ کس چیز کی
ہوتی ہوگی؟ عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا اور جویا
بے بار پھر ہنس پڑی۔

اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ فون کیسے کیا تھا۔ جویا نے ہنسنے
لگے کہا۔

آج سلیمان پاشا سے لمبا چوڑا جھگڑا ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں
میں سے بتانا بڑا کم میں اس سے بھی بڑا باد چلی ہوں۔ اس سے
اعلیٰ قسم کے کھانے تیار کر سکتا ہوں۔ اس پر سلیمان نے
ہنسنے لگی کہ اگر میں اس سے اچھے کھانے تیار کر دکھاؤں تو وہ اپنی

پھر ہوگی سب کی تفریح۔ نہ جناب۔ میں ایسے جلنے پر
تیار نہیں ہوں۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنسنے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ یہ بات ہے۔ تفریح پھر پڑی ہوگی کہ جویا تمہارے پیچھے آوے
تو یہ جویا کے پیچھے۔ اور ہم سب تالیاں بجانے والے۔ اچھا ایسا کر دو
تم علیحدہ وہاں پہنچ جانا اور بس۔ پھر تم میرے پرانے دوست ہو۔
بڑے بے تکلف۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔۔۔ عمران نے کہا۔
"ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ بلیک زیرو نے خوش ہوتے
ہوئے کہا۔

"چلو پھر بنالیں پروگرام۔ اجازت ہے ناں۔" عمران نے کہا
اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر جویا کے نمبر پر اٹل کرنے شروع کر دیئے۔
"جویا سپیکنگ۔۔۔ دوسری طرف سے جویا کی آواز
سنائی دی۔

"پورا نام بتایا کر دو۔ کچھ رعب تو پڑے۔ یہ ادھر اور نام سن کر
تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی تم چار یا پنج سال کی بچی ہو۔ جس کے
سر پر ہاتھ پھیر کر ایک پیار سی گڑیا کھنچے میں دی جائے۔"
عمران نے اپنی اصل آوازیں کہا۔
"ادہ عمران تم۔ کیسے فون کیا۔" جویا کے ہلچے سے

مکراہٹ نمایاں تھی۔
"رسیور اٹھایا۔ تمہارے نمبر۔ ادہ سو ری تمہارے فون۔
نمبر پڑا اٹل گئے۔ تو تمہاری خوب صورت معصوم۔ پیاری۔ کول سے
آواز آئی شروع ہو گئی۔ یقین کر دو جویا۔ تمہاری آواز سن کر یہ

اب تم پٹھری سے نہ اترو۔ وہ چکر بتاؤ۔۔۔ جو لیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

میں نے سوچا تنخواہ تو مجھے ملتی نہیں۔ چلو ناک کو ہاتھ لگا کر ہی پکڑ لیں۔ چنانچہ میں نے کھانوں کا سارا خرچہ تمہارے نقاب پوش باس پر ڈال دیا۔۔۔ عمران نے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کو اٹھ مارے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

کیا مطلب۔ کیا کھانے کا بل ایک ٹو ادا کرے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو انتہائی اصول پسند آدمی ہے۔۔۔ جو لیا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

وہ تو صرف اصول پسند ہے میں اصول گر ہوں۔ میں نے ایک چکر چلا دیا۔ میں نے سیکرٹ سروس کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے ایک ٹو سے کہا۔ کہ سیکرٹ سروس کے سارے ممبران کو کو کو کے اکٹا گئے ہیں۔ اور وہ دارا ٹکھومت سے دور کسی خوبصورت

پر پکنک منانا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ اس ڈر سے کہ کہیں باس مخلص نہ ہو جائے براہ راست بات نہیں کرتے۔ اس لئے میں

کی نمائندگی کر رہا ہوں پہلے تو تمہارا جو باس بڑا اٹھلایا۔ لیکن میں نے اس وقت تک اس کی جان نہ چھوڑی جب تک اس سے ملان

والی۔۔۔ یقین کرو جو لیا بڑا لمبا چکر چلانا پڑا۔ میں نے اُسے بتایا مسلسل کام کرتے کرتے انسان پر ذہنی دباؤ پڑتا ہے۔ مانی بلڈ پریشر

اوجھتا ہے۔ دل کا دورہ پڑ جاتا ہے دیگر وغیرہ۔ حکمت میں جتنی یادیاں مجھے یاد تھیں میں نے ساری کا حوالہ دیا۔ تب وہ مانا۔

سابقہ دو سال کی تنخواہ معاف کر دے گا۔ اور سچ بن گئے تم سب لوگ۔ چنانچہ اب مہربانی کرنا۔ اور میرے کھانوں کی اس طرح تعریف کر دینا جس طرح میں نے تمہاری آواز کی کی ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اچھا تو مطلب ہے۔ میری آواز اس طرح خراب ہے جس طرح کے کھانے تم پکاؤ گے۔۔۔ جو لیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے ابھی سے ناراض نہ ہو جاؤ۔ پلیز ورنہ سلیمان نے میرا ناٹھ بند کر دینا ہے۔ اور میرا ناٹھ بند ہو گیا تو سمجھو کہ سب کچھ ہی بند ہے۔۔۔ عمران نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا اور جو لیا کھلکھلے

کو ہنسن پڑی۔

”بھئی ہم تو انصاف کریں گے۔ اچھا بتاؤ کب پکارا ہے ہو کھانے۔۔۔ جو لیا نے انتہائی دلچسپی سے پوچھا۔

”ہی تو مسکد آن پڑا ہے۔ کہ جس طرح کے کھانے میں پکا سکتا ہوں اس کے لئے لمبی رقم چاہیے۔ اور تم جانتی ہو کہ چیل کے گھونسلے پر تو ماس ہو سکتا ہے۔ بے چارے علی عمران کی جیب میں رقم نہیں

سکتی۔ اس لئے میں نے ادھر ہی چکر چلا دیا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ تم چکر چلانا تو خوب جانتے ہو۔۔۔ جو لیا اب پورا طرح اس کی باتوں میں دلچسپی لے رہی تھی۔

”میں اس معاملے میں غصہ ناک کو سی استادانتا ہوں“

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں طنز کرتے ہوئے کہا۔ اور جو

ہنسن پڑی۔

سے کہا۔

”نہیں، ٹیکٹ کیسی۔ البتہ میں اس اچانک کال کی وجہ نہیں سمجھ سکا۔“
 اس نے کرنل سنڈاری سے مصافحہ کرتے ہوئے سپاٹ ہلچے
 کیا۔

”وہ جیسا ہی ہے کہ فون پر نہیں بتائی جاسکتی تھی۔ تشریف رکھیں، ہم
 ڈیپٹی کمیشن شرمہ۔“ کرنل سنڈاری نے کہا اور شاگل کے
 ہاتھ پکڑے ہوئے کیپٹن شرمہ کو بھی بیٹھے کا اشارہ کیا۔
 ان کے بیٹھنے کے بعد کرنل سنڈاری نے میز کے کنارے پر
 لمبے جوڑے مختلف بٹن دبا کر کمرے کا حفاظتی نظام آن کر دیا۔

اور اس کے بعد اس نے کریک اس میں موجود گن اور پھر شوگران
 اٹرن سے موسیقی سنڈ کی تعمیر اور بر فانی انسانوں کے حملوں سے لے
 لپا کیشیا ملٹری انٹیلی جنس کے پیشہ لی اکینٹ قائم کی موت اور اپنے
 بھی آدمی کو رپورٹ تک تمام باتیں تفصیل سے شاگل کو بتا دیں۔

”ادہ ویرجی گڈ۔ بڑی عجیب ترکیب استعمال کی آپ نے۔ بہر حال
 اسی دلچسپ اور انوکھی ترکیب تھی۔ لیکن اب مزید کیا براہ عمل پیش آگیا
 ہے جس کے لئے مجھے بلوایا گیا ہے۔“ شاگل نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

اور کرنل سنڈاری نے خصوصی میٹنگ میں سیکرٹری دفاع کے
 ہٹے اور پھر میٹنگ کے فیصلے کی تفصیلات بتا دیں۔

”ہمارا مقصد یہ تھا کہ آپ پانچویں سیکرٹ سروس کی کارگزاری
 جاریہ لیتے دیں۔ ادل تو مجھے یقین ہے کہ انہیں پتہ ہی نہ چلے

دَر وَا زَمے پر دستک کی آواز ابھرتے ہی کمرے کے
 اندر موجود کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل سنڈاری
 نے چونک کر سر اٹھایا۔ اور پھر میز کے کنارے پر لنگھا ہوا بٹن د
 دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن شرمہ اندر داخل ہوا۔

”سے۔ سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل تشریف
 لائے ہیں۔“ کیپٹن شرمہ نے مودبانہ ہلچے میں کہا۔
 ”ادہ اچھا ٹھیک ہے ملاؤ۔“ کرنل سنڈاری نے کہا۔
 کیپٹن شرمہ ماسر بلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اندر د
 ہوا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

”خوش آمدید مسٹر شاگل۔ آپ کو یہاں تک پہنچنے میں کوئی ٹکاوہ
 تو نہیں ہوئی۔“ کرنل سنڈاری نے اٹھ کر شاگل کا استقبال کیا۔

گا۔ لیکن پھر بھی ہمیں ہر طرف سے محتاط رہنا ہوگا۔ کرنل سنڈا نے کہا۔

”سیکرٹری دفاع صاحب کی بات سو فیصد درست ہے۔ پورے کیف کو اڈا دینا بہت بڑی حاکمیت تھی۔ پاکیشیا سیکرٹری اس معاملے میں بال کی کھال اتار لینے میں ماہر ہے۔ وہ لازماً اس کا تحقیق کرے گی۔ اور پھر آپ کا سارا پروگرام دھرا کا دھرا رد جلتے گا۔ میں ان لوگوں کی کارگزاری جانتا ہوں۔ اگر وہ بے بس ہوتے ہیں تو صرف میرے سامنے۔ میں نے کبھی کافرستان یہ انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ دیے آپ بے فکر ہیں آپ نے اچھا کیا کہ مجھے سب کچھ بتا دیا۔ اب اگر وہ چاہیں بھی تو کچھ کر سکیں گے۔ شاگل ان کے سامنے ایسی دیوار ہوگا جس سے وہ سر ہلکا کر مرقوہ ہو سکتے ہیں اسے عبور نہیں کر سکتے۔“ شاگل نے بڑے فخریہ انداز میں باقاعدہ اپنی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”ہمیں معلوم ہے کہ آپ سے وہ ڈرتے ہیں۔ بہر حال اب آپ کا کام ہے کہ اگر وہ یہاں اس مشن کے لئے آئیں تو آپ انہیں روکیں۔“ کرنل سنڈا نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”آپ مجھے اصل سائنٹ دیکھا دیں۔ کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹری سرویس کو اصل واقعات کا علم ہو گیا تو ہو سکتا ہے وہ پیراشوٹوں کے ذریعے براہ راست یہیں پہنچا دی پر ہی نہ اتر پڑے اور میں ان کا دلوں شہر میں انتظار کرتا رہ جاؤں۔“ شاگل نے کہا۔

اس کی آپ فکر نہ کریں سر۔ اگر وہ یہاں آئے تو ان کی لاشیں چیل توے کھائیں گے وہ زندہ واپس نہیں جا سکتے۔ کیپٹن شرمہا کا۔ اس کی ایک کی حفاظت کر رہا ہے۔“ کرنل سنڈا نے کیپٹن شرمہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

آپ لوگ پاکیشیا سیکرٹری سرویس کو نہیں جانتے۔ وہ مجسم سلطان ہیں۔ میں خود کیپٹن شرمہا کے حفاظتی انتظامات دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے پھر یہ تسلی ہو سکتی ہے۔“ شاگل نے کہا۔

”اور کے۔ کیپٹن شرمہا آپ چیف شاگل کو اپنے ہمراہ لے جائیں اور ان کی تسلی کریں۔ یہ ضروری ہے۔“ کرنل سنڈا نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

یہ سر آیتے۔ کیپٹن شرمہا نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور شاگل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ کرنل سنڈا نے بھی اٹھا اور پھر دووں نے آپس میں بڑے بے جوش انداز میں مصافحہ کیا۔ اور شاگل کیپٹن شرمہا کے ہمراہ دفتر سے باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی جیب اوپنی نیچی پہاڑیوں پر دوڑ رہی تھی۔ ایک یونگ سیٹ پر کیپٹن شرمہا تھا۔ جب کہ شاگل اس کے ساتھ بیٹھا بغور اور دگر کے علاقے کو دیکھ رہا تھا۔

”خاصا دشوار گزار اور دیران علاقہ ہے۔“ تھوڑی دیر بعد شاگل نے کہا۔

یہ سر۔ یہ علاقہ بے حد دشوار گزار ہے۔ اس لئے یہاں بے بسی بھی نہیں ہے۔“ کیپٹن شرمہا نے کہا۔

شاگل نے کہا۔

"ادہ یں سر۔ دیسے سر آپ نے اس کا نام کن کر یک خوب رکھا ہے۔ اچھا نام ہے۔" کیپٹن شرمانے مسکراتے ہوئے کہا اور شاگل ہنس پڑا۔

ادہ کیپٹن شرمانے چوکی سے ایک طاقتور دوربین اٹھائی اور شاگل کو لے کر ایک اونچی پہاڑی کی طرف چل پڑا۔

"یہاں آپ بڑے اطمینان سے تفصیلی معائنہ کر سکتے ہیں۔" کیپٹن شرمانے پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر دوربین شاگل کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

اور شاگل نے دوربین آنکھوں سے لگا کر ڈیم کا معائنہ شروع کر دیا۔ وہ کافی دیر تک ڈیم کو دیکھتا رہا۔

"ڈیم کی حفاظت کے لئے بڑے انتظامات کر رکھے ہیں ان لوگوں نے۔" لہجہ ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ ہم جب چاہیں کن کر یک کے بیٹے ایک لمحے میں ڈیم کو اڑا دیں۔ ان کے سارے انتظامات ہمارے دھڑے رہ جائیں۔ بہت خوب۔ واقعی اس ڈیم کی ایسی ہیئت ہے کہ اسے توڑنے کے لئے اس قسم کے انتظامات ضروری تھے۔" شاگل نے دوربین سے ڈیم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شرمانے سر ملادیا۔

شاگل نے ڈیم کو دیکھتے دیکھتے دوربین کو اورد گرد کے علاقے جائزہ لینے کے لئے گھمایا یہ تھا کہ وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اور سرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ جس جگہ کھڑا تھا۔ وہ

تقریباً تین گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد آخر کار وہ اس چوکی تک پہنچ گئے جو کیپٹن شرمانے کر یک کی حفاظت کے لئے قائم کی تھی۔ یہ اس دہ سے ذرا ہٹ کر ایک بہت بڑی قدرتی غار تھی۔ جو پاکستانی علاقے سے تو نظر آتی تھی۔ جب کہ شوگر ان علاقے سے صاف نظر آتی تھی۔ پھر کیپٹن شرمانے کر یک میں لے گیا۔ اس کے لئے نائکون کی بنی ہوئی خصوصی میٹھی استعمال کی گئی۔ اور شاگل بے چارے کی تو کر یک تک پہنچتے پہنچتے جان پر ہن گئی۔ وہ شہری سہولتوں کا عادی تھا۔ لیکن اپنی لالچ رکھنے کے لئے بہر حال اس نے جہت کر ہی لی۔ کر یک میں موجود خصوصی گن اور اس کا تمام آپریشن نظام دیکھ کر شاگل حیران رہ گیا۔ پھر کیپٹن شرمانے اسے تفصیل سے اپنے حفاظتی انتظامات کے متعلق بتایا۔ اور شاگل کیپٹن شرما کی ذہانت پر بے حد خوش ہوا۔ واقعی کیپٹن شرمانے ایسے انتظامات کئے تھے کہ ایک چڑیا بھی بچ کر نہ جا سکتی تھی۔

"دیر ہی گزیرے گی۔" واقعی تم نے بے حد اچھے انتظامات کئے ہیں۔ میں بے حد خوش ہوا ہوں۔" شاگل نے دل سے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

دیر کیپٹن شرمانے خوش ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس وقت وہ واپس چوکی میں پہنچ گئے تھے۔

یہاں سے کوئی ایسی جگہ ہے جہاں سے میں اس ڈیم کا جو کن کر یک کا ٹارگٹ ہے تفصیلی معائنہ کر سکوں۔ میں اس ڈیم کو دیکھنا چاہتا ہوں جس کے لئے اس قدر زبردست انتظامات کئے گئے ہیں۔"

کہ پائیکشیا سیکرٹ سروس کو علم ہی نہیں۔ حالانکہ عمران یہاں موجود ہے۔۔۔ شاگل نے اُسی طرح دو دربین آنکھوں سے لگائے ہوئے جواب دیا۔

”کون موجود ہے۔ کہاں سر۔۔۔ کیپٹن شرما نے حیرت جھڑے انداز میں کہا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سیکرٹ سروس کا چیف پاگل ہو گیا ہو۔

”پائیکشیا کا شیطان۔ علی عمران۔ اس کے ساتھی لازماً سیکرٹ سروس کے رکن ہی ہو سکتے ہیں۔۔۔ شاگل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”نور پھر دو دربین آتا کہ اس نے کیپٹن شرما کی طرف بڑھادی۔ ڈیم سے دائیں ہاتھ پر پہاڑی کو دیکھو۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”شرما نے جلدی سے دو دربین آنکھوں سے لگالی۔ اور چند لمحوں بعد اُسے پہاڑی پر بیٹھے ہوئے بہت سے افراد نظر آ گئے۔ ان میں ایک غیر ملکی عورت بھی تھی۔۔۔ وہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

”یہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔۔۔ کیپٹن شرما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ علی عمران کی موجودگی تو یہی بتاتی ہے۔ وہ ہے علی عمران۔ جس کی شکل پر حاکمت برستی رہتی ہے۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”الحق سانو جوان۔۔۔ ٹال سر۔ وہ ایک درخت کی طرف جا رہا ہے۔ اس کے چہرے پر حاکمت نظر آ رہی ہے۔۔۔ کیپٹن شرما

پہاڑی پٹان کی کڑھ تھی۔ اور اچانک اچھٹنے کی وجہ سے وہ ہزاروں فٹ کی چھرائی میں گرتے گرتے بجلی۔ کیپٹن شرما نے اُسے انتہائی مہارت سے سنبھال لیا تھا۔۔۔ درنہ شاگل کی موت یقینی ہو جاتی۔ اس کے حلق سے پتھ بھی اس اچانک گرنے کی وجہ سے نکلی تھی۔ دو دربین اس کے ہاتھوں سے چھوٹ جھمی تھی۔ لیکن چونکہ اس کا تسمہ اس کے گلے میں تھا اس لئے وہ نیچے گرنے سے بچ جھمی تھی۔ اور گلے میں ہی ٹھکتی رہ گئی۔

”ادہ شکریہ شکریہ۔ آپ نے میری جان بچالی۔۔۔ شاگل نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ دیلے موت کے خون سے اس کے جسم پر ابھی تک لہڑہ طاری تھا۔

”یہ آپ کو اچانک کیا ہو گیا تھا سر۔ یہاں تو معمولی سی غلطی سے جان چلی جاتی ہے۔۔۔ کیپٹن شرما نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ادہ واقعی۔ مجھے دراصل خیال ہی نہ رہا کہ میں کہاں کھڑا ہوں۔ میں نے دیکھا ہی ایسا نظارہ تھا۔۔۔ شاگل نے کہا۔ اور پھر اس نے اپنے چہرے پر موجود گھبراہٹ شرما سے چھپانے کے لئے دوبارہ دو دربین آنکھوں سے لگالی۔

”کیسا نظارہ سر۔۔۔ کیپٹن شرما کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔ وہ سمجھ ہی نہ سکا تھا کہ ایسا کون سا نظارہ ہو سکتا ہے جسے اچانک دیکھتے ہی چیخ اس طرح بے اختیار اچھل پڑا۔

”ادہ اچھا ہوا میں یہاں آ گیا۔ کرنل سنڈاری تو کہہ رہے تھے

نے کہا۔

”یہی علی عمران ہے۔ پاکشیا کا شیطان۔ اور باقی سب یقیناً سیکڑ
سروس کے لوگ ہوں گے۔ بظاہر وہ پکنک مناد ہے ہیں لیکن مجھے
یقین ہے کہ وہ دراصل یہاں کے متعلق سن گئی لینے کے لئے آئے
ہیں۔ آدھیں۔ اب مجھے فوری کارروائی کرنی ہوگی۔“ شاگل
نے تیز ہلچے میں کہا۔

اور شہر مانے سر ملاتے ہوئے دور میں آنکھوں سے بھلائی۔
”سہرہ جگہ جہاں وہ پکنک مناد ہے ہیں۔ واقعی ایک پکنک پاٹ
ہیں۔ یہاں اکثر پکنک پارٹیاں آتی رہتی ہیں۔“ شہر مانے کہا۔
”تم نہیں جانتے۔ تم جان ہی نہیں سکتے۔ مجھے مکمل یقین ہے کہ
یہ پکنک منانے نہیں آئے۔ یہ ضرور کسی خاص چکر میں آئے ہیں۔
ہو سکتا ہے وہ یہاں اترنے کے لئے کسی ٹارگٹ کا انتخاب کرتے آئے
ہوں۔“ تم پوری طرح محتاط رہنا۔ میں بھی پوری سیکڑ سروس
کو الٹ کر دیتا ہوں۔“ شاگل نے واپسی کے لئے مڑتے ہوئے
کہا۔

”آپ بے فکر ہیں جناب۔ ہم ہر لحاظ سے چوکنا رہتے ہیں۔ اگر
یہ لوگ یہاں آئے بھی سہی تو زندہ نہ پہنچ سکیں گے۔“ پکیشن شرز
نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے واپس شہر پہنچاؤ جلدی کرو۔ تاکہ میں انتظامات مکمل
کروں۔“ شاگل نے کہا اور پکیشن شرز اُسے لے کر چوکی کی طرف
بڑھ گیا۔ شاگل کے چہرے پر شدید بے چینی اور اضطراب کے آثار نمایاں تھے

”بڑی خوب صورت جگہ ہے۔“ جولیا نے ادھر ادھر
مہکتے ہوئے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔
”ہاں واقعی اس بار عمران نے اس قدر خوب صورت جگہ پکنک
مکے لئے منتخب کر کے لطف دو بالا کر دیا ہے۔“ صفد نے جولیا
کی پکینہ کرتے ہوئے کہا۔

”ارے میں نے تو ہنسی مون کے لئے اس جگہ کا انتخاب کر رکھا تھا۔
مجھے اب کیا کروں قسمت کر با داتی بھی ساتھ آگئے ہیں۔“ عمران نے
تھکتے ہوئے کہا۔ اور سب تھقہ مار کر منہں پڑے۔
”عمران پکنک کا لطف عادت نہ کر د اور اپنا منہ پلیر بند رکھو۔“

”یہ دماغ خراب نہیں ہے کہ میں تم جیسے احمق آدمی کے ساتھ شادی
کے اپنی زندگی کا بڑھ غرق کر لوں۔“ جولیا نے مصنوعی غصے
کے ساتھ کہا کرتے ہوئے کہا۔ پکنک کی وجہ سے وہ بھی کھل کر بات کر

نے کہا۔

ادھر اس وقت تک خاموشی طاری رہی جب تک کار ایک موڑ کاٹ کر ادھر نہ پہنچ گئی۔ وہ ان سے کچھ فاصلے پر جا کر رکی۔ ان سب کی نظریں کار پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ کار کا دروازہ کھول کر ایک لمبا توڑنگا اور خاصا درجہ آدمی جس نے عام سا لباس پہنا ہوا تھا۔ نیچے اترا۔ اور پھر اس نے مڑ کر ڈیگ کھولی اور اس میں سے ایک بڑا سا بیگ اٹھا کر کانٹھے پر لٹا اور مڑ کر پہاڑی کی دوسری طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک نظر اٹھ پر ڈالی تھی۔ اور پھر مڑ گیا تھا۔

”ارے کمال ہے۔ کیا بے چارہ اندھا ہو گیا ہے؟“ — عمران نے اچانک تاسف بھرے لہجہ میں کہا۔

”اندھا ہو گیا ہے۔ کیا مطلب؟“ — تو میرا درصددہ دونوں نے چونک کر پوچھا۔

”ارے یہ تو میرا ننگوٹیا اور بے تکلف دوست آصف جاہ ہے۔ ہم اسے کالج میں آصف جاہ جاہ کہا کرتے تھے تو یہ مجھ سے لڑ پڑتا تھا۔ لیکن اب تو یہ واقعی جاہ جاہ ہو گیا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا ہے تو پچانائیکوں نہیں۔ وہ جوانی میں گھٹیا تو بہت قابل افسوس ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”آپ اسے اندھا کہہ رہے ہیں۔ وہ مصوری کا شیڈ نصب کر رہا ہے۔ مصوّر اندھے ہوتے ہیں۔“ — نعمانی نے ہنس کر کہا۔

”چلو چھوڑو۔ اچھا ہوا ادھر چلا گیا۔ اب تم کھانا پکنا شروع کرو۔“

”میں اسے تم سیما کو کو ساتھ لائے ہی نہیں۔“ — جولیانا نے

دہی تھی۔ اور جولیانا کی بات سن کر ایک طرف کھڑے تنویر کا چہرہ ایک لمحہ کھل اٹھا۔

”بیڑے کی غرقابی کے لئے تو ڈیم کا پانی ہی کافی ہے۔ البتہ میں نے تو سنا تھا کہ عقلمند لڑکیاں احمق شوہروں کو پسند کرتی ہیں۔ لیکن تمہاری بات سن کر مجھے تمہاری عقل کے متعلق کچھ شک سا پیدا ہو گیا ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب ایک کار آکر ہی ہے۔ میرے خیال میں ادھر آ رہی ہے۔“ — اچانک چوہان نے کہا۔

”کار آ رہی ہے۔ پھر یقیناً اس میں مولوی صاحب پھولاروں کی بو اٹھائے آ رہے ہوں گے۔“ — عمران نے چونک کر نیچے جاتی ہو کر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کار اب موڑ کاٹ کر نظر آنے لگی تھی۔ اس کا رخ واقعی ادھر ہی تھا۔

”یہ کون رنگ میں بھنگ ڈالنے آ رہا ہے۔“ — تنویر نے غصے

اندا میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”رنگ میں بھنگ ڈالی جائے تو رنگ گہرا ہو جاتا ہے۔ البتہ میں رنگ ڈال دیا جائے تو بے چارہ بھنگ کا نشہ ہرن بلکہ شیر میں جاتا ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب سچ بتائیں یہ کون ہو سکتے ہیں۔ کہیں واقعی آئے تو کسی کو نہیں بلایا۔“ — صفد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے بھائی۔ یہ مشہور پکنک سپاٹ ہے۔ یہاں کوئی بھی آئے۔ ویسے خدا کرے مولوی صاحب ہی ہوں۔“ — ع

بیک زیر و بے۔ لیکن بیک زیر و نے چونکہ ایک نیا میک اپ کر رکھا تھا۔ اس لئے عمران نے اس کا نام بھی بدل دیا تھا۔ ورنہ ظاہر ہے اس کی اصل شکل میں تو سیکرٹ سروس کے ممبران سر سلطان کی بیٹی کی شادی میں اس سے مل چکے تھے۔ دہاں عمران نے اس کا ہم طاہر ہی بتایا تھا۔

معاف کیجئے۔ ماچس تو ہو گی آپ کے پاس۔ بچانے میں ماچس لیوں بھول آیا۔ بیک زیر و نے قریب آکر چوبان سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اس طرف کھڑا تھا۔

”نہ صرف ماچس بلکہ نگاہ بھی شاید گھر بھول آئے ہو۔ مسٹر آصف۔“
 ”جا۔ جا۔“ عمران نے جو دوسری طرف کھڑا تھا۔
 ”کہہ کر کہا اور جا۔ جا۔ جا۔“ کے الفاظ اس نے باقاعدہ ترجمے سے کہے تھے۔

بیک زیر و نے یوں چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ جیسے وہ اسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ پھر اس کے لبوں میں دبا ہوا بغیر جلا سگریٹ ہو خود پیچے کر گیا۔ اس کا منہ کھل گیا تھا۔ اور آنکھیں پھٹی پھٹی شروع ہو گئیں۔ وہ اچانک حیرت ظاہر کرنے کی دقتی بے داغ اداکاری کر رہا تھا۔

”اے اے منہ زیادہ نہ کھولنا یہاں کی کھیاں بے حد شرمیلے۔“
 ”حلق کے اندر جا کر ڈسکوڈ انس کرنا شروع کر دیتی ہیں۔“
 ”لڑن نے کہا۔“

”اوہ تم تم۔“ عمران تم۔“ بیک زیر و نے خوشی سے

چونک کر کہا۔

”سیما کو ساتھ لے آکر میں نے اپنے آپ پر نظم کرنا تھا۔ جس ترکیب سے میں نے کھانا پکانا ہے وہ ترکیب اس نے دیکھ لی اداوار پر عمل شروع کر دیا تو پھر میری زندگی کے باقی دن یقیناً ہسپتال میں ہی گزریں گے۔“ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اور وہ سب کھٹکھٹا کر منہس پڑے۔

”لیکن پھر اس شرط کا کیا ہوگا۔“ مصطفیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”وہ شرط تو میں نے جیت بھی لی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اُسے خیالی پلاؤ پکانا آتا ہے۔ اس نے کہا نہیں خیالی پلاؤ تو نہیں آتا۔

البتہ کچن پلاؤ۔ مٹن پلاؤ۔ سر پلاؤ۔ شامی پلاؤ۔ اور یہ نہیں کون کون سے پلاؤ کے نام لینے شروع کر دیئے۔ لیکن خیالی پلاؤ پکانا نہیں آتا۔ اس پر میں نے اُسے بتایا کہ میری تو سادی زندگی خیالی پلاؤ پکانے گزری ہے تو اس غریب کو میری بھارت پر یقین لانا پڑا۔ اور میں نے انعام کے طور پر اُسے خیالی پلاؤ پکانے کی ترکیب بتا دی۔ اور اب وہ فلیٹ میں میٹھا خیالی پلاؤ پکا رہا ہوگا۔“ عمران نے جواب دیا۔ اور سیکرٹ سروس کے امکان کے ہنستے ہنستے پید میں بل پڑ گئے۔

”اُسی لمحے کا سے اترنے والا نوجوان انہیں اپنی طرف آنا دکھا دیا۔ اس کے ہونٹوں میں بغیر جلا سگریٹ دبا ہوا تھا۔ اور چہرے پر قدرے شرمندگی کے آثار تھے۔ عمران تو سمجھ گیا تھا کہ

جیتے ہوئے کہا۔ امدد سے لے وہ یوں اچھل کر عمران کی طرف دوڑا جیسے اُسے بغل میں دبا کر پہاڑی سے نیچے چھلانگ لگا دے گا۔
 "ارے بچاؤ بچاؤ۔ ارے تم جلد۔ جا۔ جا۔ کی بجائے آ۔ آ۔ کب سے بن گئے ہو۔" عمران نے تیزی سے ایک دوڑ لگاتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیدو بے اختیار یوں رک گیا۔ جیسے اس کے چہرے پر شدید شرمندگی کے آثار ابھرتے تھے۔
 "ادہ آپ حضرات معاف کیجیے گا۔ اس سو کو میں نے کافی عرصے بعد دیکھا ہے۔ اس لئے میں نے اختیار دوڑ پڑا۔" بلیک زیدو نے رک کر چولیا ادا اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ امدد سو لقمہ سن کر چولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کیوں آئیندہ کیلنا چھوڑ دیا ہے کیا۔" عمران نے رک کر جواب دیا اور اس بار قہقہوں سے دافقی ساری پہاڑی گونج اٹھی۔ بلیک زیدو بھی ہنس پڑا۔
 "تم میں کوئی تبدیلی ہی نہیں آئی۔ وہی شیطان ہو اب تک۔" بلیک زیدو نے جنتے ہوئے کہا۔ ادا اگے بڑھ کر اس عمران نے زبردستی بغل گیر ہو گیا۔
 "ارے ارے ٹھہرو۔ مجھے لاجول پڑھنے کا موقع تو دو۔ ارے میری پسلیاں۔" عمران نے بڑی طرح تڑپتے ہوئے کہا۔ بلیک زیدو نے جنتے ہوئے اُسے چھوڑ دیا۔
 "بڑے عرصے بعد ملاقات ہوئی ہے تم سے۔ کہاں رہتے ہو؟"

بلیک زیدو نے گلو کرتے ہوئے کہا۔
 "ملاقات کیسے ہوتی۔ میں مسلسل لاجول کا درد بڑھتا رہتا ہوں۔ پس قہقہہ کی خوشی میں بھول گیا اور تم نے آج ہی دبایا۔" عمران نے منہ بندتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیدو ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اب آپ آپس میں ہی باتیں کرتے رہیں گے یا کوئی تعارف دیا۔" بلیک زیدو نے جنتے ہوئے لقمہ دیا۔

"تعارف تو اس نے اپنا خود کر دیا۔ یعنی شیطان۔ ویسے پہلے کا نام آصف جلد۔ جلد۔ تھا۔ یا رکھ از کم تبدیلی نام کا تھا۔ تو دے دیتے۔ کہ آج سے میں نے اپنا نام آصف جاہ کی بجائے شیطان رکھ لیا ہے۔ کم از کم لوگوں کو تمہارے اصل نام علم ہو جاتا۔" عمران نے کہا۔

"تمہارا اشتہار تو میں نے پڑھا تھا کہ تم نے اپنا نام شیطان کی بجائے عمران رکھ لیا ہے۔ میں نے کہا۔ چلو فافہ تو ایک ہے۔" بلیک زیدو نے کہا۔ اور سب ایک بار پھر ہنس گئے۔

"مطلب یہ کہ ہم آپس میں ہی نام بدلتے رہے۔ چلو کوئی بات نہیں سنی اسی کا نام ہے۔ آؤ تمہارا اب باقاعدہ تعارف کرا دوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ادا پھر اس نے بڑی سنجیدگی سے اصل نام بتا کر ان سے بلیک زیدو کا تعارف کرایا۔

"اب اپنا باقیہ تعارف تم خود کرا دو۔ آج کل کیا کر رہے ہو؟" عمران نے ایک طرف پھٹی ہوئی دوسری پر سب کے ساتھ بلیک زیدو کو

بٹھاتے ہوئے کہا۔

”اب تم سے کیا چھپانا۔ میرا تعلق یہاں کی ایم سیکرٹ سروس سے ہے۔“ بلیک زیدو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا یہ فقرہ اس قدر خلاف توقع تھا کہ باقی لوگ تو ایک طرف رہے عمران کا منہ بھی دھرت سے کھل گیا۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ بلیک زیدو اس حد تک کھل جائے گا۔ ایم کے لفظ پر کسی نے غور ہی نہ کیا تھا۔

”لیکن اس ملک میں ہنردو تو موجود نہیں ہے پھر یہ سیکرٹ سروس عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔“

”ہنردو کا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق۔“ بلیک زیدو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”بھئی خفیہ خدمت تو صرف مجھروں کے لئے ہی مخصوص ہے۔ رات کے اندھیرے میں آتے ہیں ادا انسانوں کی خدمت کو جلتے پور عمران نے منہ بنا کر وضاحت کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیدو بند پڑا۔“

”وہ تو سیکرٹ سروس ہو ہی نہیں سکتے وہ تو باقاعدہ اپنی آمد اعلان کرتے ہیں۔ اب میں نے تو بتا دیا۔ اب تم بھی تو بتاؤ کیا رہے ہو آج کل۔“ یہ سب دوست شاید تہاڑے دفتر کے سامنے ہیں۔“ بلیک زیدو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر تہاڑا تعلق واقعی سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔“ عمران نے بٹہ بٹہ ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ملکی سی جھجلاہٹ تھی جیسے اُس

بلیک زیدو کا سیکرٹ سروس کا حوالہ دینا ذہنی طور پر ناگوار گزرا ہو۔

”کمال ہے اب میرے ہی منہ پر بیٹھے جھوٹ بولی رہے ہو جیسے میں نے چیف کو کبھی نہ دیکھا ہو۔“ بلیک زیدو نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”آپ نے چیف کو دیکھا ہوا ہے۔“ جولیانا نے یک لخت پوچھا۔

”ہاں سس۔“ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بار دیکھا ہے۔ میں اندھا تو نہیں ہوں۔“ بلیک زیدو نے سر ہلاتے ہوئے جولیانا کو جواب دیا۔

”ذرا ان کا حلیہ تو بتائیے۔“ جولیانا نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

”باقی ممبران بھی حیرت سے منہ پھاڑے بلیک زیدو کو دیکھتے تھے جو نہ صرف سیکرٹ سروس سے متعلق ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا بلکہ چیف کو ہزاروں بار دیکھنے کی بات بھی کر رہا تھا۔ صورت حال ان کے سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔“

”حلیہ۔ ان کی لمبی لمبی سفید مونچھیں ہیں۔ سرخ و سفید رنگ ہے۔“

”ہمے سر سے گئے ہیں۔ لمبے قد اور پھر میرے جسم کے مالک ہیں۔ اس نے آنے سے پہلے ایٹلی جنس ٹریننگ اسکول میں پرنسپل تھے۔“

”بلیک زیدو نے باقاعدہ حلیہ بتاتے ہوئے کہا۔“

”اور سب آنکھیں پھاڑے حیرت سے بلیک زیدو کو دیکھتے رہ گئے۔“

”آج تک چیف کی شکل دیکھنے کی حسرت میں مر رہے تھے اور یہ اجنبی کا حلیہ اور سابقہ زندگی کے متعلق یوں بتا رہا تھا جیسے یہ کوئی خاص بات ہی نہ ہو۔“

”ان کا نام کیا ہے۔“ اس بار تنویر نے پوچھا۔

”میں کرنل حسن کا پرسنل سیکرٹری ہوں۔ دو سال پہلے اس شعبے میں آیا ہوں۔ اس سے پہلے میں کانٹونمنٹ میں تھا۔ بیک ڈیوڈ نے مکرانے ہوئے کہا۔“

”لیکن آپ نے پہلے تو صرف سیکرٹ سروس کہا تھا۔ اب آپ طری سیکرٹ سروس کہہ رہے ہیں۔“ جولیانے بڑا سامنے بناتے ہوئے کہا۔ ”اُسے شاید بیک ڈیوڈ کی وضاحت کے بعد خاصی مایوسی ہوئی تھی۔“

”ہم عرف عام میں طری کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ صرف ایم سیکرٹ سروس ہی کہتے ہیں۔ میں نے ایم سیکرٹ سروس ہی تو کہا تھا۔ یہ تو آپ نے مجھ میں تفصیل پوچھ کر تو میں نے بتا دی۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ پہلے آپ مجھے جہرہ پر حیرت کے تاثرات تھے۔ اور اب مایوسی کی نظر آ رہی ہے۔“

”یہ بات ہے۔ اور آپ نے اپنے متعلق بھی تفصیل نہیں بتائی۔“

بیک ڈیوڈ نے سنجیدہ لہجہ میں کہا۔

”یاد رہے تفصیل مذہبی پوچھو تو اچھا ہے۔ میرے علاوہ ان سب کا تعلق بھی ایم سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس لئے یہ حیران ہوتے تھے کہ وہاں اگنام بلکہ نجم شکل ساتھی کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہاں سے پیدا ہوا گیا۔ لیکن تمہاری وضاحت کے بعد اسنے اچھے ساتھی کے ٹیپر نے سے مایوسی پیدا ہوئی۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ جناب فیاض کا پرسنل سیکرٹری ہوں۔ اس کے دینے ہوئے فلیٹ میں رہتا ہوں۔ اپنے باؤدی کا بچا ہوا کھانا کھاتا ہوں۔ یہ فیاض کے لئے جھٹے کی دھولی کا کام کرتا ہوں۔“

”ان کا نام کرنل حسن ہے۔“ بیک ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”کرنل حسن۔ کیا مطلب۔“ پہلے ان کا تعلق طری سے تھا۔

جولیانے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

”پہلے کا کیا مطلب۔ وہ شروع سے ہی طری سے متعلق ہے یہ بتایا تو ہے پہلے ٹریننگ اسکول کے پرنسپل تھے اب چیف بن گئے۔ یہ بیک ڈیوڈ نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ جیسے اُسے جولیا کی بات میں نہ آئی ہو۔ اور اتنے وقفے میں پہلی بار عمران کے لبوں پر مکرانہ ابھری تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بیک ڈیوڈ صرف سپنس پھیلا رہا ہے۔ کرنل حسن واقعی طری انٹیلی جنس کے چیف تھے۔ اور بیک ڈیوڈ طری انٹیلی جنس کو صرف سپنس پھیلانے کے لئے سیکرٹ سروس کہہ رہا ہے۔ اب اُسے ایم کا بھی خیال آ گیا تھا۔ ایم ظاہر ہے طری کا ہی مخفی ہو سکتا ہے۔“

”لیکن کرنل حسن تو طری انٹیلی جنس کے چیف ہیں۔“ کیپٹن نکول نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔ وہ پہلے طری انٹیلی جنس میں رہا تھا۔

”ہاں۔ میں بھی انہی کی بات کر رہا ہوں۔ پہلے اسے انٹیلی جنس کہتے تھے اب اس کا نام بدل کر طری سیکرٹ سروس رکھ دیا گیا ہے۔ یعنی ایم سیکرٹ سروس۔ آپ انہیں کیسے جانتے ہیں۔“ بیک ڈیوڈ نے کہا۔ اور دو سرے لٹے جولیا سمیت سب ممبرانہ کے حیرت سے کھلے ہوئے منہ ایک جھٹکے سے بند ہو گئے۔

”میں بھی کبھی طری انٹیلی جنس میں تھا۔ آپ کا تعلق کس شعبے سے ہے کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔“

جوں۔ تاکہ مزید مداخلت بے جا کا مرکز نہ بن جائیں۔
جیک زبرد نے جیب سے سگریٹ کی ڈبیا نکال کر اس میں سے ایک
سگریٹ کھینچتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”چھوڑو اس مصوری کو۔ ہم سب یہاں تفریح کرنے اور بیکنگ
منہ آئے ہیں۔ تم بھی شامل ہو جاؤ۔ ابھی مس جولیا بیٹے ڈانس کا
ٹکڑا کرہ کریں گی۔ یہ بڑی ماہر فن بیٹے ڈانسر ہیں۔“ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”خواہ مخواہ مجھے ڈانس سنا دیا۔ سو رہی مسٹر آصف جاہ۔ اس کی تو
لحس کر کے کی عادت ہے۔“ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو اس میں بُرائی بھی کیا ہے مس جولیا۔ یہ تو ایک فن ہے۔ مجھے
پہلے۔ عمران کا لُچ لاف میں بہترین ڈانس کرتا تھا۔“ بلیک زبرد
نے سگریٹ سگاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس دوران تنویر نے اُسے
پچس دے دی تھی۔

”عمران اور ڈانس۔ واہ مزہ آگیا۔“ عمران اب تہیں ڈانس
لگھانا ہوگا۔“ سب نے بُری طرح چونک کر کہا۔

”اے اے میں نے جولیا کے ڈانس کی بات کی تو جولیا نے
لحس کرہ کر ٹال دیا۔ اور اب انہیں کہوں کہ مسٹر آصف جاہ جا جا
لحس کر رہے ہیں تو آپ یقین نہیں کر رہے۔“ عمران نے ہنکتے
ہوئے کہا۔

”میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔“ بلیک زبرد نے کہا۔ وہ
نصیب پوری طرح لطف لے رہا تھا۔

باقاعدہ تعادلت کرتے ہوئے کہا۔

”ایم سیکرٹ سروس سے۔“ لیکن میں نے تو ان میں سے کہ
کو ایم سیکرٹ سروس میں نہیں دیکھا۔“ بلیک زبرد نے چونک کر
ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

”جس طرح تم ملٹری سیکرٹ سروس کو عرف عام میں ایم سیکرٹ
سروس کہتے ہو۔ اس طرح یہ لوگ بھی اپنی پیشہ دارانہ تنظیم کو ایم سیکرٹ
سروس ہی کہتے ہیں۔“ دے بھی نیشات کی سمجھنا کہنے والی تنظی
کا نام ایم سیکرٹ سروس ہی ہونا چاہیے۔ سمجھنا کہ بھی تو سیکرٹ کا
ہی ہے اور نیشات کا مخفف ایم ہی ہوتا ہے۔“ عمران نے منہ
بالتے ہوئے کہا اور بلیک زبرد بے اختیار ہنس پڑا۔

ایچانداق ہے۔ بہر حال آپ انہیں بتانا چاہتے تو نہ بتائیں۔ یہ
نے تو آپ کو عمران کا دوست سمجھ کر سب کچھ بتا دیا تھا۔ اسے ملے
تو یہاں مصوری کرنے آیا تھا اور بیچ گیا یہاں باتیں کرنے۔ وہ میرا
سگریٹ۔ اسے ملے میں تو ماچس لینے آیا تھا۔“ بلیک زبرد۔
جیسوں کو ٹوٹتے ہوئے کہا۔

حضرت موسیٰ اُگھ لینے گئے تھے اور انہیں پیغمبری مل گئی تھی۔ یہ
تم ماچس لینے آئے تھے کہیں داپس جا کر دہریت کا دعویٰ نہ کر دینا
عمران نے کہا۔

اور بلیک زبرد کے ساتھ ساتھ باقی لوگ بھی بے اختیار ہنس پڑ
اور محفل پر چھائی ہوئی سنجیدگی ایک لمحت دور ہو گئی۔
”اب ماچس دے دیجئے تاکہ میں سگریٹ سلگا کر اپنے کام“

تو بیک لخت دھڑاتا ہوا اٹھا۔ اور عمران کی طرف لپکا۔ جب کہ بلیک زیرو بیٹھا اپنا سر سہلا رہا تھا۔ چیت خاصی زوردار پڑی تھی۔

اے اے یہ تو ابھی ابتدا تھی۔ تم ابھی سے گھبرا گئے۔

عمران نے جھلناک لگا کر ایک طرف دوڑتے ہوئے کہا۔

ادب بانی لوگ جنتے جنتے پاگل سے ہو گئے۔ تو بیک بھی دوچار قدم

ڈکڑک گیا اور پھر شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ ظاہر ہے اپنے

ساتھیوں کو اس طرح ہنسا دیکھ کر اُسے عقل آگئی کہ وہ جتنا عمران کے

پچھے بھاگے گا عمران نے اُسے اتنا زیادہ تماشا بنا دینا ہے۔ اور

عمران سے کچھ بعید نہیں کہ اسی بھاگ دوڑ میں وہ اُسے دوچار اور

چیت رسید کر دے۔

”بھائی میں تو باز آیا ایسے ڈانس سے۔ میرے لئے تو ایک

بیگ کافی ہے۔ میں تو چلا مصوری کرنے۔“ بلیک زیرو نے سر

ٹوٹا ہواں سے دباتے ہوئے ہنس کر کہا۔ اور اٹھ کر ادھر چل پڑا۔

بھراس کا سامان موجود تھا۔

”بس یا۔ اس قدر خوب صورت ڈانس تھا۔ ذرا صبر کر لیتے۔“

عمران نے جنتے ہوئے کہا۔ اور واپس درمی پر آکر بیٹھ گیا۔

ڈانس کے لئے تم سے کہا تو جولیانا نے تھا۔ تم نے نشانہ بنا لیا

غیر اور آصف صاحب کو۔“ صنف نے جنتے ہوئے کہا۔

”ابھی تو میں صرف میوزک بجا رہا تھا۔ اور ان دونوں کے سراپے

تھے جیسے طبلوں کی جوڑی ہوتی ہے۔ بس اس لئے۔“ اے

بیا۔ بات کرتے کرتے عمران اپنا کب چونک پڑا۔

”بہر حال تمہیں آتا ہے یا نہیں آتا۔ اب تمہیں ڈانس کرنا ہی ہوگا۔

یہ ہم سب کا فیصلہ ہے۔“ جولیانا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

وہ بھلا ایسا موقع کہاں ہاتھ سے جانے دیتی تھی۔

”اچھا اگر تم سب بعد ہو تو چلو ایسا ہی سہی۔ بو کو کون سا ڈانس دیکھ

پسند کر دے گا۔ کو برا ڈانس۔ لڈی۔ رنک یا پھر انگشٹ ڈانس۔ چاچا

ڈسکو۔ راک اینڈ رول۔ یا پھر سب سے خوب صورت ڈانس چیت ڈانس

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چیت ڈانس۔“ یہ کیا ہوتا ہے۔“ سب نے چونک کر

کہ پوچھا۔

”نہیں دیکھا۔ کمال ہے۔ دنیل کے سب سے خوب صورت ڈانس

کو تم نے آج تک نہیں دیکھا۔ چلو آج میں وہی دکھا دیتا ہوں۔ لیکو

اس کے قواعد ہیں۔“ سب لوگ گھیر ڈال کر بیٹھ جائیں۔ پھر چیت ڈانس

شروع ہو جائے گا۔“ عمران نے پوری طرح رضامند ہوتے

”نئے کہا۔ اور وہ سب جلدی سے دائرہ بنا کر بیٹھ گئے۔ ان سب

کے چہروں پر مکمل اشتیاق تھا۔

عمران دائرہ کے درمیان کھڑا ہو گیا۔

”دیکھو دائرہ نہ توڑنا۔“ عمران نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا چٹاخ کی آواز سنائی دی اور

عمران کی بھر پور چیت تنویر کے سر پر پڑی۔ اور دوسرے

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بلیک زیرو کے سر پر چیت ماری۔

”تم۔ تم نے مجھے چیت ماری ہے۔ تمہاری یہ جرات۔“

اور پھر حقوڑی دیر بعد وہ سب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔
 ایک زبرد کو بھی دعوت دی گئی۔ تو اس نے بھی اپنی کار سے کھانے کا
 ڈپ نکال کر اُن کے ڈپوں کے درمیان رکھ دیا۔ اور ایک بار پھر منسی
 خاق شروع ہو گیا۔ چند لمحے پہلے پھلنے والی تلخی خود بخود دور ہو گئی۔

• اور آصف جاہ صاحب کی اس طرح آمد کو بھی خاص معنی پہناتے جا
 سکتے ہیں۔۔۔ کیسٹن شکیل نے کہا۔
 "ادبیت ڈانس کے متعلق کیا خیال ہے؟" — عمران نے منہ ہلے
 ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔

"دیکھو عمران صحیح صحیح بات بتا دو۔ ورنہ۔۔۔ جولیانا نے مصنوعی
 غصے کا اظہار کرتے ہوئے اپنے پیر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔
 "ورنہ میں جوتی اتار کر وضو کرنا شروع کر دوں گی۔ یہی مطلب تھا تھا۔
 بسم اللہ بسم اللہ یہ تو ثواب کا کام ہے۔" — عمران نے ہنستے
 ہوئے کہا۔

"تم نہیں بتاؤ گے۔۔۔ جولیانا نے سخت اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "ارے ارے اس قدر غصے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھ جیسا کچھ دیر آؤں
 تو ایک مسکراہٹ سے ہی ڈھیر ہو سکتا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں جو کچھ کھا کر
 مرے اُسے زہر دینے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے مسکراہٹ
 میری طرف اور جوتی کا رخ تنویر کی طرف کر دو۔ کیونکہ اس پر گڑا ہوا
 نہیں ہوتا زہر کا علاج زہر ہی ہوتا ہے۔" — عمران کی زبان چل پڑی
 "جھوڑو جولیانا۔ تم جس قدر اصرار کرو گی یہ کتنے کی دم کی طرح ڈیر
 ہی ہوتا جائے گا۔" — تنویر نے پھنکار تے ہوئے کہا۔

یہ کوئی طر فقیہ ہے کہ اچھے خاصے تقریبی موڈ کو بگاڑنے پر تیل گئے؟
 عمران نہیں بتانا تو نہ بتائے۔ ہمیں کیا۔ جیو چو یان اور لغانی۔ تم کاروں۔
 کھانے کے ڈپے نکالو۔ اب خاصی بھوک لگ گئی ہے۔" — کیسٹن
 نے بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔

پکنک سے واپسی پر عمران نے بلیک زید کو بتایا تھا کہ وہاں بیٹھے
 مے اس نے اچانک دور بین کے شیشے کی چمک مٹوس کی تو وہ
 بے چین لے کر درخت پر چڑھا۔ اور پھر اس کی نظروں کے سامنے
 بے حیرت ایگز منظر تھا۔ کافرستان فی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل
 ب فوجی کے ساتھ پہاڑی پر کھڑا تھا۔ فوجی کی آنکھوں سے دور بین
 یعنی کئی اور دور بین کا ٹارگٹ وہی سپاٹ تھا جہاں وہ پکنک بنا
 بے تھے۔ پھر چٹان کے کنارے پر جا کر اس نے دور بین سے
 اور اس فوجی کو ایک جیب میں بیٹھ کر واپس جاتے ہوئے
 کیا تھا۔ اس اچانک نظارے سے عمران کا خیال تھا کہ اس علاقے
 کوئی نہ کوئی ایسی حرکت ہو رہی ہے جس کا تعلق پاکیشیہ کے خلاف
 اور شاید اسی حرکت کو چھپانے کے لئے شوگر ان سنٹر کی تعمیر
 کرنے کے لئے چکر چلایا گیا ہے۔ چنانچہ عمران نے پہلے اس ساریے
 کو چھوچ لگانے کا فیصلہ کیا تاکہ بعد میں اس کے مطابق کارروائی
 کے۔ چونکہ یہ ایسے آدمی کا ہی کام تھا۔ اس لئے عمران نے
 پہلے جلنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر ارادہ بدل دیا۔
 شگل نے لازماً اسے پکنک سپاٹ پر چیک کر لیا ہوگا۔ اس لئے
 نے پوری سیکرٹ سروس کو البرٹ کر رکھا ہوگا۔ اور ظاہر
 وہ زیادہ تر عمران سے ہی واقف تھا۔ اس لئے عمران نے صرف
 نت حاصل کرنے کے لئے اپنی بجائے صفدر یا کیپٹن شکیل کو
 ارادہ کیا۔ کہ وہ کافرستان میں سیکرٹ سروس کے فائدہ
 عمران سیکشن کی مدد سے اصل معلومات نکال سکے۔ اس پر

بلیک زید نے اپنا بریف کیس چیکنگ کے لئے کاؤنٹر پر
 اور بڑے مطمئن انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت ایک
 آدمی کے ٹیک اپ میں تھا۔ کافرستان کی رڈ سے وہ کافرستان کا
 باشندہ تھا اور اس کا تعلق ملٹری رتھ سروے ڈیپارٹمنٹ سے
 تھا۔ کافرستان میں اس کا نام رام داس لکھا ہوا تھا۔ اور اس دا
 وہ ناراک میں ہونے والی ایک بین الاقوامی میٹنگ میں شرکت
 پر واپس کافرستانی دارالحکومت کے ایئر پورٹ پر پہنچا تھا۔
 بریف کیس چیک ہو جانے کے بعد ہنگے کاؤنٹر پر اس نے
 کافرستان چیکنگ کے لئے دیئے۔ اور جیب سے سگریٹ نکال کر
 شروع کر دیا۔ سگریٹ ناراک کے سی تھے۔ اس نے سگریٹ
 ہونے ایسے افراد کو چیک کر لیا تھا جو اس کاؤنٹر کے قریب موجود
 ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ہر مسافر کا بغور جائزہ لے رہے ہیں۔

بلیک زیرو نے صفدر اور یکپٹن شکیل کی بجائے خود چلنے کی آفر کی اور عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد حامی بھری۔ ایک تو اس پر کہ واقعی بلیک زیرو صرف دانش منزل تک ہی محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ اس طرح اس کی صلاحیتیں بھی عملی فیصلہ میں نہ آنے لگیں۔ ضائع ہو رہی تھیں اور دوسرا شاید اس لئے کہ بلیک زیرو شاگل لئے قطعی اجنبی تھا۔ اس طرح وہ آسانی سے کام کر سکتا تھا۔ چنانچہ طرح بلیک زیرو خود اس مشن پر چل پڑا۔ اور پھر اس کے لئے باغ منصوبہ بندی کی گئی۔ فادان ایجنٹ ناٹران کی مدد سے ملٹری ایئر کے ایئراج رام داس کا پتہ چلا گیا۔ جو کہ ایک بین الاقوامی میٹنگ میں شرکت کے لئے ناراگ گیا ہوا تھا۔ اس کا قد قدامت بلیک سے ملتا جلتا تھا۔ اس لئے ناٹران کی طرف سے بھیجی ہوئی فوٹو کے مطابق بلیک زیرو نے رام داس کا میک اپ کیا۔ پھر ناراگ میں ایک کے مخصوص ایجنٹوں نے رام داس کو اغوا کر لیا۔ بلیک زیرو د پہنچا۔ جلنے کی تصدیق کے ساتھ ساتھ اس نے رام داس کی آواز اور اس کے دفتری اور فیملی کے متعلق پوری تفصیلات حاصل کیں۔ رام داس چونکہ کنوارا تھا اس لئے زیادہ آسانی ہو گئی۔ پھر رام داس کو تھل کر کے اس کی لاش کسی گھر میں بہا دی گئی اور بلیک زیرو رام داس بن کر اسی کے کاغذات پر ناراگ سے سیدھا کافرستان پہنچ گیا۔ یہ سارا کچر اس لئے چلایا گیا تھا کہ رام داس کا تعلق ملٹری اوتھ سرور کے شعبے سے تھا۔ اس لئے رام داس کے میک اپ میں بلیک صرف اس علاقے کا دورہ کرنا

اور اسے اصل جگہ کا بھی آسانی سے علم ہو سکتا تھا۔
 سر آپ کے کاغذات سے۔ کاؤنٹر پر موجود آدمی نے بڑے خوبانہ انداز میں کاغذات واپس بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے رام داس خاصا بڑا افسر تھا۔ اس لئے وہ لوگ مؤدب سے بے تھے۔
 "اوتھ تھینک یو۔" بلیک زیرو نے کہا اور کاغذات لے کر اپنے حجب میں ڈالے اور پھر بیگ اٹھا کر چکنیگ روم سے باہر آ گیا۔
 چکنیگ روم کے دروازے سے باہر آتے ہی ایک نوجوان تیزی سے چلے بڑھا۔
 "سلام سر۔" نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں بلیک کی سلام کیا اور اس کے ہاتھ سے بیگ لے لیا۔
 "اوتھ ریش تم بخیریت ہو۔" بلیک زیرو نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اُسے رام داس سے ہی معلوم ہوا تھا کہ ایر پورٹ میں کاڈراتیور ریش موجود ہو گا۔ اسے شاید رام داس پہلے ہی اطلاع سے چکا تھا۔
 "یس سر۔ آئیے سر۔" ریش نے مؤدبانہ ہلچے میں کہا۔
 پھر وہ پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو سر ملتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔
 اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک لمبی سی سٹاف کار میں بیٹھا دارالحکومت کے مرکزوں پر آگئے بڑھ رہا تھا۔
 "سر۔ دورہ کیسا رہا۔" ڈراتیورنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے

رمیش نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ادے کے" — بلیک زید نے مختصر سا جواب دیا۔ اور رمیش نے سر ہلا دیا۔

کا شہر ہر کی سڑکوں سے گزرنے کے بعد باہر ایک وسیع فوج چھاؤنی میں داخل ہو کر ایک رہائشی کالونی میں پہنچ گئی۔ اور رمیش ایک چھوٹی سی کونٹری کے اندر کاروائے کیا۔ وہاں برآمدے میں خالسا اور مالی ثابت کے تین افراد موجود تھے۔ جنہوں نے بلیک زید کو سلاہ کیا اور بلیک زید و سر ملتا ہوا رمیش کے پیچھے چلتا ہوا ایک کمرے پہنچ گیا۔ یہ کمرہ وسیع روم کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ رمیش نے بلیک ایک چھوٹی پتیائی پر رکھ دیا۔ جب کہ بلیک زید و ایک آبا مکر آ پر ڈھیر ہو جانے کی صورت میں بیٹھ گیا۔ رمیش نے مسکراتے ہوئے ایک الماری کھولی اور اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور گلاس نکال کر کسی کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھ دیا۔

"آپ تھک گئے ہوں گے۔ آج رات کسی کو بلا لیا جائے تاکہ آپ کی ممکن دور ہو جائے۔" رمیش نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب اتنی بھی تھکاوٹ نہیں ہے۔ میں جہاز سے آ رہا ہوں پیدل چل کر تو نہیں آیا۔" بلیک زید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر بھی سچپا آپ کے لئے بے چینی سے منتظر تھی۔ اور مجھ سے پوچھتی تھی کہ صاحب کب آئیں گے۔ آج میں نے جب اُسے

دیا کہ صاحب آ رہے ہیں تو بہت خوش ہوئی۔ اور شاید اب بیٹھی میک اپ رہی ہو۔" رمیش نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زید و سمجھ گیا کہ مسٹر رام داس کنوارہ ہونے کے باوجود اچھا ہمارا عاشق واقع ہوا ہے۔ لیکن ظاہر ہے بلیک زید و ایسی کسی حرکت سے روکنا بھی نہ کر سکتا تھا۔

"ارے نہیں رمیش۔ کل دیکھا جائے گا۔ آج تو مجھے اپنی رپورٹ دیکھ کرنی ہے۔ شاید سادھی رات ہی دفتر میں گزارے جائے۔" بلیک زید نے ہاتھ دھوئے کہا۔

"اب آپ رات کو دفتر جائیں گے۔" رمیش نے چونکتے ہوئے حیران لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے رپورٹ تیار کرنی ہے۔" بلیک زید نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رمیش چند لمحے وہاں کھڑا رہا۔ پھر واپس چلا گیا۔

بلیک زید نے ایک لمحے کے لئے کمرے کا جائزہ لیا۔ اور پھر اس نے شراب کی بوتل کھولی اور گلاس میں شراب انڈیل کر اسے ہاتھ میں پکڑ کر چکیاں لینے کے سے انداز میں اداکاری کرنے لگا۔ پھر گلاس ہاتھ میں اٹھائے وہ اٹھا اور کمرے کی عقبی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کھڑکی کھولی اور باہر دیکھنے لگا۔ دوسری طرف سے باغ تھا۔ اور وہاں اس وقت کوئی موجود نہ تھا۔ بلیک زید نے پھر دھاک دھاک گلاس میں موجود شراب ایک باڈ میں ڈالی۔ اور

پھر واپس آ کر اس نے دوسرا گلاس بھر لیا۔ بوتل اب خالی ہو چکی تھی۔ پھر دوسرے گلاس کا بھی اس نے ہی حشر کیا اور اس کے بعد کھڑکی

لے بیچھ چلتے ہوئے پورچ میں کھڑی ہوئی کا رنگ پہنچ گئے۔ رمیش نے
دور دازہ کھولا اور بلیک زیرو کے اندر بیٹھنے کے بعد وہ خود رایتونگ
مٹ پر بیٹھ گیا۔

چند لمحوں بعد کاردار کاشی کالونی سے نکل کر ایک سائیڈ روڈ پر مڑ
تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد کار کاسٹری رنگ کی ایک
مٹ کے پورچ میں رک گئی اور رمیش نے باہر نکل کر پچھلا دروازہ
بلا اور بلیک زیرو باہر نکل آیا۔

میں نے چوکیدار کو فون کر دیا تھا کہ باس رات کو دفتر میں کام
ہو گئے۔ اس نے دفتر کھول دیا ہے۔ رمیش نے کہا۔ اور
بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد بلیک زیرو ایک مال نمائے میں موجود تھا۔ جس
میں کے قریب ڈیسک تھے۔ دیواروں کی سائیڈوں میں کھڑکی کے
پائپوں پر بیٹھی بیٹھی فائلیں پڑی نظر آ رہی تھیں۔ ایک
چاندھے شیشے کا دروازہ تھا۔ جس پر رام داس کے نام کی تہتی موجود
تھی۔

اور۔۔۔ اب تم جاسکتے ہو۔ مجھے شاید ساری رات کام کرنا
پڑے۔ ضرورت پڑی تو میں تمہیں فون کر کے بلا لوں گا۔

بلیک زیرو نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور رمیش
نے سر ہلاتے ہوئے بریف کیس سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ اور واپس
چلا گیا۔

چند لمحوں بعد بلیک زیرو کو مال کا بیرونی دروازہ بند ہونے کی

بند کر کے وہ دروازہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی سی شراب اس نے
گلاس کی تہ میں چھوڑ دی تھی۔ اب وہ آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔
”سہ کھانا تیار ہے۔۔۔ چند لمحوں بعد رمیش نے اندر دام
ہوکے مودبانہ ہجے میں کہا۔

”ادھ اچھا۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر ملحقہ ہاتھ روم کی
طرف بڑھ گیا۔ ہاتھ روم سے جب وہ ملحقہ وغیرہ دھوکہ باز نکلا تو میز
سے شراب کی بوتل اور گلاس غائب ہو چکا تھا۔ اور رمیش میز پر کھڑا
لگا کر ایک طرف کھڑا تھا۔

”فیک ہے تم جاکر کار تیار کرو میں کھانا کھا کر دفتر جاؤں گا۔
بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھ کر رمیش سے کہا اور رمیش سر ہلاتا ہوا داپس
چلا گیا۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ رمیش ہی رام داس کا سر چڑھا ہوا نوکر اور
اس کا دروازہ ہے۔ بہر حال بھوک تو بلیک زیرو کو لگی ہوئی تھی۔ اس نے
وہ اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔ کھانا کھانے کے
بعد وہ اٹھ کر جب ہاتھ دھونے کے لئے ہاتھ روم میں گیا تو واپسی پر میز
پر سے برتن اٹھ لئے گئے تھے۔ بلیک زیرو رمیش کی مستعدی پر
حیران تھا۔

”سہ کار تیار ہے۔۔۔ چند لمحوں بعد رمیش نے اندر
داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں چلو۔ میرا بیگ لے لو۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔
اور رمیش نے سر ہلاتے ہوئے بیگ اٹھایا۔ اور پھر وہ دونوں

آواز سنائی دی۔ تو اس نے اٹھ کر سب سے پہلے دام داس کی میز کی دوا:
کی تلاش یعنی شروع کر دی۔ وہ کافی دیر تک تلاشی لیتا رہا۔ لیکن اُسے ا:
مطلب کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ پھر اس نے کمرے میں موجود المار:
کی تلاش یعنی شروع کر دی۔ لیکن اس میں بھی ایسی کوئی چیز نہ تھی۔ بلکہ
نے اب سیر دنی ہال کی تلاش لینے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ اس نے
المار ہی کے پیٹ زور سے بند کئے۔ لیکن دوسرے لمحے و
بڑی طرح چونک پڑا۔ المار ہی کے پیٹ زور سے بند ہوتے ہی دو
خود بخود کھلے اور بلیک زبرونے دیکھا کہ المار ہی کے اندر کی سچوشت
بہل گئی تھی۔ وہ غلنے جن میں فائلیں تھیں غائب ہو گئے تھے۔ اور ارا
کی جگہ ایک لمبا سا خانہ نظر آ رہا تھا جس میں سدرخ رنگ کی تیرہ
فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ بلیک زبرونے آگے بڑھ کر ان میں۔
ایک فائل اٹھائی اس پر ٹاپ سیکرٹ کے الفاظ نمایاں تھے
بلیک زبرونے اُسے کھولا اور پھر اُسے دیکھنے لگا۔ وہ سرسری انا
میں نظرں گھما رہا تھا۔ تقریباً آدھی فائل پلٹنے کے بعد جیسے ہی
کی نظرں ایک صفحے پر پڑے ہوئے نقشے پر پڑیں وہ بڑی طرح اچھہ
پڑا۔ اس صفحے پر پاکریشٹیا کی سرحدی ڈیم کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اس نقشے
سے ظاہر ہی ہوتا تھا کہ یہ اس کی مہلوبہ فائل ہو سکتی ہے۔ اس
نے جلد ہی جلدی دوسری فائلیں دیکھیں۔ لیکن یہ فائلیں غیر متعلق تھیں
وہ فائل نے اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے اطمینان سے
پہلے فائل کو پڑھنا شروع کر دیا۔ پہلے تو فائل میں سرحدی علاقہ
کی جغرافیائی حیثیت کا تفصیلی ذکر تھا۔ اور پھر ڈیم کے نقشے کے بعد

جب اس نے فائل پڑھنی شروع کی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھلتی چلی
گئیں۔ اس میں اس ورہ میں نصب ہونے والی خصوصی گن کی تفصیلی
تجزیہ موجود تھی۔ اور یہ رپورٹ دراصل اس ورے اور اس کے
مدگرد علاقے کی فزیکل رپورٹ تھی جسے دام داس نے از خود خصوصی
چایا ت برتیا دیا تھا۔ تاکہ یہ بات حتی طور پر حکومت کو بتائی جا سکے۔
مردے کی زمین گن کا وزن وغیرہ سنہال سکتی تھی۔ اور اس
ورے کے نیچے کوئی خانہ نہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ ورے کے کوڈ نام کو ایک
کا بھی ذکر تھا۔ اور آخر میں ایک ایسا نقشہ بھی موجود تھا جس میں اس ورے
اور اس کے ارد گرد علاقے کو تفصیلی طور پر نظر کیا گیا تھا۔ اب
سادہ سازش بلیک زبرونے کے سامنے تھی۔ بلیک زبرونے جلد ہی
سے اپنا بریف کیس کھولا اور اس میں رکھا ہوا سگریٹ کیس کھول کر
اس نے سگریٹ باہر نکال کر ان میں موجود ایک سگریٹ کو سونگھا۔ اور
پھر سگریٹ کا تمباکو والا حصہ اس نے فائل کے صفحے پر رکھ کر اس کے
نظر والے حصے کو مخصوص انداز میں دبایا۔ اس سگریٹ کے اندر ایک
نہانی جگہ بہ ترین کیمہ فٹ تھا۔ ہر صفحے پر اسے دبا کر جلد ہی اس نے
پوری فائل ختم کر لی۔ اب فائل کے ضروری صفحات کے نوٹ سگریٹ
خیمے میں محفوظ ہو چکے تھے۔ بلیک زبرونے جلد ہی سے سگریٹ
کیس کے پچھلے حصے کو مخصوص انداز میں کیونہ اور سگریٹ کو ایک خفیہ خانے
میں رکھ کر اس نے کیس بند کر دیا۔ اور اسے مخصوص انداز میں اس طرح
بچھلے لگا جیسے ڈاکٹر تھرمائٹر کو بول پر لے آنے کے لئے بچھلے ہیں۔
دس بارہ بچھلے دینے کے بعد بلیک زبرونے سگریٹ کیس کے ایک

فرمے ہوئے بچے میں کہا۔

”ہاتھ اٹھا لو ورنہ بھون ڈالوں گا۔“ پہلے آدمی نے اورد زیادہ
نہتے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو ہاتھ سر سے بند کر کے
اٹھ اٹھ گیا۔

ادھر دیوار کی طرف منہ کر لوٹ۔۔۔ اس آدمی نے مٹین گن کی
بلیک زیرو کے پہلو سے لگا کر اُسی طرح پھینچے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو دیوار کی طرف مڑ گیا۔ اور پھر انتہائی چابکدستی سے
و کے ہاتھ پشت پر کر کے کھپ ہتھکڑی لگا دی گئی۔ اور اس کے
پہلو سے سیدھا کر دیا گیا۔ دوسرے لمحے اس کی جیبوں
میں شروع ہو گئی۔ لیکن ظاہر ہے بلیک زیرو کی جیبوں میں کوئی
کچھ چیز موجود نہ تھی جو مشکوک ہوئی۔

”تم لوگ کون ہو۔ تم جانتے ہو کہ تمہاری اس حرکت کا کیا مقصد ہو
نہے۔“ بلیک زیرو نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ دیسے وہ
بھی دل میں حیران ہو رہا تھا۔ کہ آخر اس پر شک کیسے ہوا۔

”ہمارا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے مسٹر رام داس۔ ابھی چھپ
ہے ہیں پھر تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔“ اس چہچہے ہوئے
نے سخت بے میں کہا۔

”کمال ہے۔ اب اپنے ہی آدمیوں کی گرفتاری شروع ہو گئی۔ انٹیلی جنس
کے روبرو اب یہی رہ گئی ہے۔“ بلیک زیرو نے منہ بناتے
کے کہا۔ لیکن کسی نے اس کی بات کوئی جواب نہ دیا۔

اور جسے کو کھولا تو اس میں سے ایک پھوٹے بٹن کے برابر مائیکروفلم باہر
آگئی۔ اب فائل اس مائیکروفلم میں بند تھی۔ بلیک زیرو نے مائیکروفلم
اٹھائی اور اُسے اپنے منہ میں سچے دانتوں کے اندر کی طرف ایک مسوڑے
کے ساتھ رکھ کر مخصوص انداز میں دبایا تو وہ بٹن مسوڑے کے اندر
غائب ہو گیا۔ بلیک زیرو نے منہ کو مختلف انداز میں بند کر کے
اور کھول کر پوری تسلی کو لی کہ مائیکروفلم صحیح جگہ پر ایڈجسٹ ہو گئی ہے۔
تو اس نے میز پر پڑے ہوئے سگریٹ جلدی سے واپس کیس میں ڈالے
اور اُسے بند کر کے بریف کیس میں رکھ دیا۔ پھر اس نے فائل اٹھ
کر واپس الماری میں اُسی جگہ پر رکھ دی۔ اور الماری کے پتوں کو
ایک بار پھر زور سے بند کیا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ
اُبھرائی۔ پہلے دالے خانے دوبارہ نمودار ہو گئے تھے۔ اس بار
بلیک زیرو نے الماری کے پٹ آہستہ سے بند کئے اور واپس اپنی
میز کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ٹال کا بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی
دی۔ بلیک زیرو جلدی سے اپنی کرسی پر بیٹھا اور اس نے بیگ
میں رکھے ہوئے چند کاغذات نکال کر سامنے رکھ لئے۔ اُسی لمحے
اس کے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے
بلیک زیرو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کمرے میں سٹین گنوں سے مسلح چار
افراد موجود تھے۔

”ہینڈ ڈاپ۔“ ان میں سے ایک نے چیخ کر بلیک زیرو
سے کہا اور باقی تین نے تیزی سے بزنسٹین لے لیں۔
”گگ۔ گگ۔ گگ۔“ کیا مطلب۔ بلیک زیرو نے

”سر میرا نام ریش ہے۔ اور میں ملٹری اہلکار ہوں۔ ڈیپارٹمنٹ کے
جناب رام داس صاحب کا ڈرائیور ہوں۔ اور انہی کی کوٹھی سے بول رہا
ہوں۔ دوسری طرف سے تفصیلی تعارف کراتے ہوئے جواب
ادے کے۔ کیا اطلاع ہے۔“ نوجوان نے سر ہلاتے
سے پوچھا۔

”جناب رام داس صاحب آج شام کو ناراک سے ایک بین الاقوامی
فلک میں شرکت کے بعد واپس پہنچے ہیں۔ اور اس وقت اپنے دفتر
پر ریش نے کہا۔“

”نوجوان نے کہا ہوا۔ ویسے وہ رات کو دفتر میں کیا کر رہے ہیں۔“

”جناب ان کا کہنا ہے کہ وہ ساڑھی رات کام کر کے پورٹ تیار
کے۔ میں خود انہیں دفتر میں چھوڑ آیا ہوں۔“ ریش نے
بے دیا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں اہم اطلاع کہاں سے داخل ہو گئی۔
”نہے میں ہو۔“ نوجوان نے انتہائی گزشت اور جھنجھلاہٹ
سے بچے میں کہا۔

”جناب مجھے یقین ہے کہ رام داس صاحب اصلی نہیں ہیں بلکہ
”ریش نے سچے ہوئے بچے میں کہا۔
”گگ۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ ریش نے کہا۔
”واقعی نہے میں ہو۔“ نوجوان ریش کی بات سن کر بڑی طرح

”یہ ملٹری انٹیلیجنس ہیڈ کوارٹر۔“ ریش کے پیچھے
ہوئے تو ہی ہیکل نوجوان نے سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی سن
سیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”سر میں نے ایک اہم اطلاع دینی ہے۔ انتہائی اہم۔“
دوسری طرف سے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”پہلے اپنا تعارف کراؤ۔ کون ہو تم۔ کہاں سے بول رہے ہو۔“

نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

”جناب میں انٹیلیجنس کے کسی بڑے افسر سے ملنا چاہتا ہوں۔“

”کیونکہ اطلاع ایسی ہے۔“ تعارف کی بجائے جواب دیا گیا۔

”تم آفسر سے ہی بات کر رہے ہو۔ پہلے اپنا تعارف کراؤ۔“

نوجوان نے اس بار سخت ہلچل میں کہا۔ ”اور ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون
سیٹ کے نیچے لگا ہوا جین دبا دیا۔“

لیڈ منٹ کے چیف رام داس کے ڈائریور رمیش نے خون پر اظہارِ حسرت کیا کہ رام داس صاحب آج ناراگ سے ایک بین الاقوامی میٹنگ سے شام کو واپس لوٹے ہیں اور اس وقت اپنے دفتر میں بیٹھ پڑے ہیں۔ رمیش کے کہنے کے مطابق وہ اصلی نہیں بلکہ فنی ہیں۔ نوجوان نے جس کا نام بھگت رام تھا۔ تفصیل بتاتے گئے کہا۔

طرہی اوتھ سروے ڈیپارٹمنٹ - ادہ - کہاں ہے وہ رمیش "۔
 "ہماری طرف سے انتہائی چوکنے ہوئے انداز میں پوچھا گیا۔
 "اُسے سرچنگ شے کے افراد ہیڈ کوارٹر لا رہے ہیں جناب "۔
 رام نے کہا۔

ادہ - تم ایسا کرو۔ رمیش کو فوراً میرے پاس لے آؤ۔ اور ایکشن شے کے بعد دو کہ وہ دفتر میں جا کر رام داس کو کور کر کے گرفتار کر لے۔ اصلی فیصلہ بعد میں ہوگا۔ اور انہیں کہنا کہ اُسے وہیں روک رکھیں۔ رمیش سے بات کر کے خود وہیں جاؤں گا۔ چیف نے تیز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ ادہ اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کیا۔

یس سر۔ بھگت رام نے رابطہ ختم ہونے سے پہلے کہا اور پھر اس نے کریڈٹل دیا کہ جلد ہی سے دوسرا نمبر ڈائل کیا۔ ادہ نے شے کے سربراہ کو چیف کی ہدایات پہنچانے لگا۔ ہدایات کے بعد ابھی اس نے رسیور دیکھا ہی تھا۔ کہ اس کمرے کا دروازہ کھلا۔ چار افراد جن کے کاندھوں سے سٹین گنیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک

چوکنک پڑا۔
 "جناب میرے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں۔ یہ انتہائی اہم ہے۔ اس لئے سر آپ میری کسی آفیسر سے بات کرائیں ادہ۔" رمیش کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔ اور پھر اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ کے ساتھ ہی رسیور اس کے ہاتھ سے گرنے کا دھماکا سن دیا۔ نوجوان خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے بٹن دبائے وچ سے سیکرٹ سروس کا سرچنگ شے حرکت میں آچکا ہوگا۔ اور ٹریس کر کے وہ رمیش کے سر پر پہنچ گئے ہوں گے۔
 "ہیلو۔ کھنڈ کر سپیکٹنگ سرچنگ ڈیپارٹمنٹ آفیسر۔"

چند لمحوں بعد رسیور سے آواز سنائی دی۔
 "کھنڈ کر۔ اس آدمی کو لے کر فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ اسے کوئی بڑا نہ ہو۔ اس کے پاس ایک اہم اظہار ہے۔ اور سنو۔ کوٹھی میں کسی کو اس کے کپڑے جلانے کا علم نہیں۔ نوجوان نے ساری کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ صرف یہی اکیلا موجود ہے۔ کھنڈ کر نے جواب دیا۔

"اور کے۔ اپنا ایک آدمی وہیں روک دو۔ کہ اس فون کوئی اور کسی اور جگہ فون نہ کرے۔ اور تم اسے آؤ جلد ہی۔" نوجوان نے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر کریڈٹل دیا۔ اس کے بعد تیزی سے ایک نمبر گھمایا۔
 "یس۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
 "سر میں ہیڈ کوارٹر سے بھگت رام بول رہا ہوں۔ طرہی اوتھ

نوجوان کے ہمراہ اندر داخل ہوئے۔ نوجوان بڑی طرح سہما ہوا تھا۔
 ”تمہارا نام رمیش ہے۔ تم نے ابھی فون کیا تھا“ بھگت رام
 نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن اس طرح مجھے“
 رمیش نے اجازت
 کہنے کے سے انذار میں کہا۔

”گھبراؤ نہیں۔ یہ صرف ایک طریقہ کار ہے۔ تمہیں کچھ نہیں کہا
 جائے گا۔ میں نے مٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل سنڈاری سے
 بات کی ہے۔ وہ خود تم سے بات کریں گے۔ آؤ میرے ساتھ“
 بھگت رام نے کسی سے اٹھ کر اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ رمیش کو ہمراہ لئے ایک راہداری میں جوٹا ہوا سب
 سے آخری نمبر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا
 اور اس کے باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ یہ کرنل سنڈاری کا دفتر
 وہ دفتر میں ہی موجود تھا۔ باہر جلنے والا سرخ رنگ کا بلب اس
 بات کو ظاہر کرتا تھا۔ بھگت رام نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص

انداز میں دستک دی۔
 ”بس کم ان“۔ اندر سے کرنل سنڈاری کی آواز سنائی د
 اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔

بھگت رام رمیش کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ بڑی سی میز پر
 پیچھے کرنل سنڈاری بیٹھا ہوا تھا۔ رمیش کے جسم میں شاید یہ سہ
 کمرہ لہڑی طاری ہو گیا تھا کہ وہ اس وقت کا فرستان کی مٹری سے
 سردس کے چیف کے سامنے کھڑا ہے۔

”رام داس کی گرفتاری ہو گئی ہے۔“ کرنل سنڈاری نے
 وقت پہلے میں بھگت رام سے پوچھا۔

”یس سر۔ آپ کے احکامات پہنچا دیئے گئے ہیں“
 بھگت رام نے انتہائی مستعدانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 جاؤ جا کر معلوم کرو کہ احکامات پر عمل درآمد ہوئے ہیں یا نہیں اور
 تم ادھر کو کسی پر بیٹھ جاؤ۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہم محب وطن
 فرد کو انعامات دیا کرتے ہیں۔“ کرنل سنڈاری نے شاید رمیش
 کو مطمئن کرنے کے جسم کو دیکھ کر اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اور کرنل سنڈاری کے ان الفاظ نے رمیش پر نمایاں اثر ڈالا۔
 ”کرنل زنا بند ہو گیا۔ اور سنا ہوا اور سنا ہوا اپنا کھل اٹھا۔ وہ جلدی
 کر رہا ہے۔“ رمیش نے کہا۔
 ”اب بتاؤ۔ کہ رام داس نفی کیسے ہے۔“ کرنل سنڈاری

جناب میں رام داس صاحب کے پاس گزشتہ پندرہ سال سے
 ہوں۔ میں ان کی ایک ایک عادت جانتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے
 جو وہ نام داس کا قد اصل رام داس صاحب سے قدرے نکلتا
 ہے۔ گو عام طور پر دیکھنے میں مجھوس نہیں ہوتا۔ دوسری بات
 صاحب بے تحاشا شراب پینے کے عادی ہیں۔ لیکن جو خود صاحب
 بھابھو شرباب بی لیکن اب مجھے پتہ چلے ہے کہ انہوں نے
 اب نہیں پی بلکہ کھڑکی کھول کر پائیں باغ کی باڈیں انٹیل دی ہے۔
 مرقہ بات صاحب یہ ہے کہ صاحب کی عادت ہے کہ کھانا کھانے

کوئی ایسی خصوصی نشانی بتاؤ جس کا علم کسی اور کو نہ ہو۔

جس سنڈاڑی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

ماں صاحب ایک نشانی ایسی ہے جس سے صحیح چینگ ہو سکتی ہے۔ صاحب کے دائیں کانہ سے پرمیداشی طور پر ایک ستارے نشان ہے۔ — رمیش نے جواب دیا۔

گنگو۔ اب صحیح پتہ لگے گا۔ — کرنل سنڈاڑی نے کہا۔
لکھے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل سنڈاڑی
بے بیور اٹھ اٹھا۔

سے۔ — کرنل سنڈاڑی نے سخت الجھے میں پوچھا۔

سہ۔ رام داس کو ان کے دفتر میں قابو کر لیا گیا ہے۔ ان
ماتحتوں میں کلپ ہتھکڑی ڈال دی گئی ہے۔ اور اسٹیشن شیعہ کے
ماتحتوں موجود ہیں۔ — دوسری طرف سے بھگت رام کی آواز
آئی۔

ٹھیک ہے۔ میں خود وہیں جا رہا ہوں۔ — کرنل سنڈاڑی
کے اور کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

آؤ رمیش میرے ساتھ۔ اگر تمہاری اطلاع درست ثابت ہوئی تو
ایسا انعام دیا جائے گا کہ تم ہمیشہ یاد رکھو گے۔

سنڈاڑی نے کہا۔ اور پھر رمیش کو ہمراہ لئے وہ دفتر سے باہر
نکل چھوٹی دابھاری میں ہوتا ہوا ایک پوریچ میں پہنچ گیا۔ یہاں
سیاح رنگ کی ایک کار موجود تھی۔ چند ہی لمحوں بعد کار کرنل
سنڈاڑی اور رمیش کو لئے اس خاک کی رنگ کی عمارت کی طرف دوڑ

کے بعد وہ ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرتے ہیں دھوتے نہیں۔ لیکن موجودہ
صاحب نے کھانا کھانے سے پہلے اور پھر بعد میں ہاتھ دھوئے ہیں۔
رمیش نے جلدی جلدی کہا۔

سنو۔ تمہاری ان سب باتوں میں صرف شراب والی بات
اہم ہے۔ باقی باتیں عادتوں میں شمار ہیں۔ وہ تبدیل بھی ہو سکتی ہیں۔
رام داس شراب نہ پینا چاہتا تھا تو وہ الکار کر سکتا تھا۔ اسے شراب
انڈیلنے کی ضرورت نہ تھی۔ تم نے کب چیک کیا کہ شراب باغ
باغ میں انڈیلی گئی ہے۔ — کرنل سنڈاڑی نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

جناب انہیں دفتر میں پہنچی کر آنے کے بعد میں نے عادت کے
طریقے کے ساری کوٹھی کا راونڈ نکھایا تو اتفاق سے مجھے وہ جگہ نظر
آئی۔ جہاں شراب موجود تھی۔ یہاں چونکہ سنگ مرمر کی ایک
چھوٹی ٹیسی حوض بنی ہوئی تھی۔ یہ حوضی اتفاق سے صاحب کے پس
روم کی عقبی کھڑکی کے عین نیچے باڑ کے تحتھے ہے۔ یہاں پانی کا
لگا ہوا ہے۔ اس حوضی میں شراب جمع تھی۔ پوری بوتل۔
عام زمین پر گر گئی تو شاید اس کا پتہ نہ چلتا۔ شک تو مجھے پہلے تھا کہ
یہ شراب دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ صاحب اصل نہیں ہو سکتے۔
کے علاوہ اور بے شمار باتیں ہیں صاحب۔ لیکن وہ محسوس کی
سکتی ہیں۔ ایر پورٹ پر صاحب نے میری خیریت پوچھی۔ حالانکہ صدمہ
ان تکلفات کے عادی نہیں تھے۔ اس طرح کی باتیں ہیں۔ —
نے جواب دیا۔

رہی تھی۔ جس میں بلیک زیر و پھنسا ہوا تھا۔



۴۔ آئی پنی۔ تھا۔ اس لئے اُسے کچھ نہیں کہا گیا۔ لیکن باس کیا آنے
لے صاحب کا تعلق سیکرٹ سرورس سے ہے۔ پہلے تو اس جہامت
مقتد قدامت کا آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ فیصل جان

کہا۔
سیکرٹ سرورس ایک وسیع ادارہ ہے۔ ظاہر ہے اس میں
گنتی کے چند افراد تو نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ضروری نہیں کہ
سب کو جانتے ہوں۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
باس۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ جس مقصد کے لئے
ہب چوڈا چکر چلایا گیا ہے۔ ایسا کام تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔

جس جان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید اس بات کی ترغیب
دی کہ ایک ٹونے ان سے کام لینے کی بجائے باہر سے آدمی بھیجا ہے۔
دیکھو فیصل جان۔ ایسی باتیں ہمارے سوچنے کی نہیں ہیں چیف باس
بہرحر مناسب سمجھتا ہے کام کرنا ہے۔ اُسے کام سے مطلب ہوتا
افراد سے نہیں۔ آئندہ ایسی بات منہ سے نہ نکالنا۔ ناٹران
ہرے سخت ہلچے میں کہا اور فیصل جان سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔
باس۔ رام داس صاحب کے متعلق صرف یہی احکامات تھے۔
انہیں ایر پورٹ پر چیک کرنا ہے یا اس سے آگے بھی کوئی کام ہے۔
جان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

اس کے لئے میں نے بندوبست کر دیا ہے۔ رام داس نے رات
بجری اور تھک کر دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے دفتر میں کام کرنا ہے۔ چونکہ یہ
موجودی چھانڈنی کے اندر ہے۔ اس لئے ہم لوگ اگر اندر جاتے تو

کا فرسٹ اسٹاپ میں ایک ٹوکا فاران ایجنٹ ناٹران اپنے
میں بیٹھا کسی فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلا
کاغذ پر فیصل جان اندر داخل ہوا۔ ناٹران نے چونک کر فیل
کی طرف دیکھا اور اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر دی۔
”کیا رپورٹ ہے۔“ ناٹران نے پوچھا۔

”او۔“ جسے دہاں کسی کو شک نہیں ہوا۔ رام داس کا ڈ
بھی مطمئن تھا۔ ”فیصل جان نے کسی پر بیٹھے ہوئے
ہلچے میں کہا۔

”سیکرٹ سرورس کی طرف سے کوئی کارگزاری۔“
نے پوچھا۔

”ہاں۔ ان کے دو افراد ایر پورٹ پر موجود تھے۔ لیکن رام

ہے نوں ٹوں کی آوازیں ابھریں۔ اور ناٹھان نے جلدی سے اس کے
 لہجہ بدادیتے۔

"میں ناٹھان سپیکنگ اور۔" ناٹھان نے تیز لہجے میں کہا۔
 "سجاد بول رہا ہوں جناب۔ رام داس صاحب دفتر میں موجود تھے۔

میں نے ڈرائیور رمیش نے مٹری انٹی جنس کو اطلاع دی کہ رام داس
 نہیں۔ جس پر سچنگ شجے کے افراد کو ان کی فوری گرفتاری کے

لہجہ دیتے گئے۔ اور رمیش کو چیف کے دفتر میں لے جایا گیا۔ اب
 رمیش کے ہمراہ دیں دفتر جا رہے ہیں۔ صورت حال خاصی خراب
 ہے اور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم کیا کر رہے ہو اور۔" ناٹھان نے پوچھا۔
 "میں اس خانی رنگ کی عمارت جس میں دفتر ہے مئی لمحہ عمارت

موجود ہوں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ رام داس صاحب کو مزید
 ہت کے لئے ہیڈ کوارٹر لے جایا جائے گا اور۔" سجاد

کہا۔
 "کیا ابھی معاملہ صرف شک پر مبنی ہے یا اور۔" ناٹھان

کہا۔
 "میرے خیال میں ابھی صرف شک ہے اور۔" سجاد نے

اب دیا۔
 "سنو۔ ہم نے اس آدمی کو ہر قیمت پر چھڑانا ہے۔ میں اور

جان آ رہے ہیں۔ کوئی ترکیب دیاں تک پہنچنے کی اور پھر واپس
 جاننے کی اور۔" ناٹھان نے کہا۔

چیک ہو سکتے تھے۔ اس کے لئے میں نے سجاد کو احکامات دے دیے
 ہیں۔ ضرورت پڑنے پر وہ خود بھی کارروائی کر سکتا ہے اور ہمیں

اطلاع دے سکتا ہے۔ دیے تم ابھی ہیڈ کوارٹر سے جانا نہ
 شاید ضرورت پڑ جائے۔ ناٹھان نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔" فیصل جان نے کہا۔ اور اٹھ کر
 کی طرف مڑ گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد ناٹھان نے دوبارہ فائل کھولی ا
 اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

پیرٹی فون کی گھنٹی بجنے پر وہ چونک پڑا۔ اس نے رسیورائٹ
 سے پہلے گھڑی پر نگاہ ڈالی۔

"آدھے خالص وقت گزر گیا۔" ناٹھان نے بڑبڑاتے ہوئے
 اور ہاتھ بڑھا کر رسیورائٹ اٹھا لیا۔

"میں نمبر ون۔" ناٹھان نے کہا۔
 "تھری سکس بول رہا ہوں۔ مال پکڑا گیا ہے۔ ایم۔ آئی کا چپ

باس دفتر میں پہنچ رہا ہے۔ ایس۔ ڈی کے اداکان نے مال کو قابو
 ہے۔ صورت حال خراب ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا

اور ناٹھان کے جہے پر بول کھلا ہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔
 "سپیشل کال کر د جلدی۔" ناٹھان نے تیز لہجے میں کہا

جلدی سے رسیورائٹ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز
 کنارے پر لگا ہوا بین دبا دیا۔ اور چرمینر کی دائر کھول کر اس میں

ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ دوسرے لمحے ٹرانس

بجھتے ہوئے کار کی رفتار اور بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار فوجی چھاؤنی کے شمالی طرف گیٹ پر پہنچ گئی۔
جنس باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی۔ فیصل جان نے کار ایک سائینڈ پر
رک دی۔ اور ناٹران دروازہ کھول کر بیٹھے اتر آیا۔ گیٹ پر موجود

فوجی سائینڈ نے اسے دیکھتے ہی سیلوٹ مارا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا سائینڈ
بجھتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس کا آدمی بطور انچارج موجود
تھا۔

ادھر سے آپ تھے۔ کمرے کے اندر میز کے پیچھے بیٹھ ہوئے
فوجی نے ناٹران کو اندر داخل ہونے کی اجازت دے کر کہا۔ اور جھکے سے اٹھ کھڑا
اس کے پیچھے پر حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے وہ اچانک
خدا کو اپنے سامنے دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا ہو۔

تمہیں سجاد نے میرے آنے کی اطلاع نہیں دی۔ ناٹران نے
حیرت بھرے امان میں پوچھا۔ کیونکہ اس نے تو سجاد کو کہہ دیا تھا کہ وہ اطلاع
دے دیں لیکن یہاں اپنے آدمی کے پیچھے پر حیرت دیکھ کر وہ سمجھ گیا
کہ اسے اطلاع نہیں ملی۔

”نہیں جناب مجھے تو کوئی اطلاع نہیں۔ حکم۔“
ج نے پوچھا۔

”طرطری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر یہاں سے کتنی دور ہے۔ ناٹران
نے پوچھا۔

”یہاں سے قریب ہے۔ انچارج نے جواب دیتے
ہے کہا۔“

”ایسی صورت میں سر آپ گیٹ نمبر نیٹل پر پہنچ جائیے۔ وہاں اس
وقت ایوان سکس ڈیوٹی پر ہے۔ اتفاق سے اس کی ڈیوٹی لگ گئی ہے۔
وہ آپ کو ہیڈ کوارٹر تک بھی پہنچا دے گا۔ اور واپسی کی صورت بھی
نکالنے کا ادارہ۔“ سجاد نے کہا۔

”اور کسے تم اسے ٹرانسمیٹر پر آگاہ کر دو میرے پاس دفتر
نہیں ہے اور اینڈ آل۔“ ناٹران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا
”کیا ہوا باس۔“ فیصل جان نے پوچھا۔ وہ کال کے دوران
ہی کمرے میں آچکا تھا۔

”رام داس چیک ہو چکا ہے۔ ہم نے فوراً وہاں پہنچا ہے۔
جلدی سے طرطری یونیفارم پہن کر جلدی کر دو۔ میں بھی لباس بدل لیتا ہوں
جہیں پہلے ہی ایسا کر لینا چاہیے تھا۔ بہر حال جلدی کر دو۔“ ناٹران
نے کہا اور تیزی سے اپنے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ فیصل
بھی تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھے دونوں فوجی چھاؤ
کی طرف بڑھے جا رہے تھے دونوں کے جیبوں پر طرطری کی یونیفارم
اور دونوں ہی کا تھوڑا سا ہونٹا ہوا سا دھڑکا ہوا سا دھڑکا ہوا سا
نظر آ رہا ہے۔

”آخر یہ رام داس کیسے چیک ہوا۔“ فیصل جان نے کہا
چلاتے ہوئے پوچھا۔

”اس کے ڈرائیور ہمیشہ نے اطلاع دی ہے۔ کوئی شک پڑ
ہوگا۔“ ناٹران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان

تو ہمیں وہاں پہنچا دو۔ جلد ہی کروڑ اور سئو۔ واپسی بھی جمادی اسی طرف سے ہوگی تم ہوشیار رہنا۔ ناٹران نے کہا۔
 "ٹیکس ہے۔ آئیے۔" انخارج نے کہا۔ اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ اس نے ایک فوجی سپاہی کو بلا کر اُسے سرگوشیاں انداز میں کچھ کہا۔ اور پھر ناٹران کے ساتھ چلتا ہوا ان کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ رکاؤ جٹا دی گئی۔ اور چند لمحوں بعد کار فوجی چھاؤنی میں داخل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

میک زمرہ وکسی پر خاموش بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب یہاں سے نکلنے کے کیا طریقہ استعمال کرے۔ اس نے اب تک صرف اس قدر فکری حرکت نہ کی تھی کہ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو شک کس پر ہوا ہے اور کس حد تک ہے۔ یہ تو اُسے یقین تھا کہ یہ اس میک اپ صاف نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انرا تھراپی میک اپ کی ترکیب ان کی خود ساختہ تھی اور سولے ایک خاص دوا کے اس میک اپ پر کسی طرح چیک کیا جاسکتا تھا اور نہ صاف کیا جاسکتا تھا۔
 مگر وہ فلم بھی محفوظ تھی۔ اور اُسے یقین تھا کہ وہ لوگ اس بارے میں کچھ نہ جانتے ہوں گے۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن پھر وہ دن میں وہ ضرورت پڑنے پر یہاں سے فرار کا کوئی ایسا طریقہ سوچا کہ جو محفوظ بھی ہو اور یقینی بھی۔ اُسے معلوم تھا کہ ایک بار وہ فوجی چھاؤنی سے نکل جائے میں کامیاب ہو گیا تو پھر وہ آسانی سے نادان ایک جٹ

سنو مسٹر۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ بہر حال رام داس نہیں ہو۔ اس بات
 حتمی ثبوت ہمارے پاس موجود ہے۔ اس لئے شرافت سے اصل بات
 دو کہ رام داس کہاں ہے۔ تم کون ہو اور یہاں سے کیا حاصل کرنا چاہتے
 تھے۔ چیف نے غراتے ہوئے کہا۔

آپ کو شدید غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں اصل رام داس ہوں۔ آج ہی
 لٹک سے سرکاری میٹنگ اسٹنڈ کر کے واپس آیا ہوں۔ اور یہاں
 یہ سرکاری رپورٹ تیار کر رہا تھا۔ آپ کو یقین نہ آئے تو زمیش
 سے پوچھ لیں۔ یہ خود مجھے ایرپورٹ سے لے آیا تھا اور پھر یہاں چھوڑ گیا
 تھا۔ بلیک زیرو نے گھبرائے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

لالہ سنگھ۔ اچانک چیف اس آدمی کی طرف مڑا جو مسلح
 ٹروکا اپنا راج تھا۔

میس باس۔ اپنا راج نے ایک نیت اسٹنشن ہوتے ہوئے

اس کا دایاں کاندھا ٹنگا کر دو جلدی۔ چیف نے کہا۔

میس سر۔ اپنا راج نے کہا اور تیزی سے بلیک زیرو کی

اب بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔ اپنا راج نے بڑی پھرتی سے اس کا
 کاندھوں سے نیچے اتارا اور پھر تمغے کا گلا کھول کر اس نے جبراً دایاں
 کاندھا ٹنگا کر دیا۔

اب بولور اصل رام داس کے دائیں کاندھے پر پیدائشی طور پر ستائے
 تھے۔ جب کہ تمہارا کاندھا خالی ہے۔ چیف نے

ناٹان تک رسائی حاصل کر لے گا۔ اور اس کے بعد کافرستان سے نکلا
 اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ رہے گا۔

ابھی وہ بیٹھا اسی بات پر غور کر رہا تھا کہ ہیردنی ٹال کا دروازہ کھلا
 اور دو افراد کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ کمرے میں موجود مسلح
 افراد یہ آوازیں سنتے ہی پوچھنے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا در
 کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اور پھر اس کے پیچھے زمیش
 کو آتا دیکھ کر بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا وہ سمجھ گیا کہ یہ اطلاع
 نے ہی دی ہوگی۔ لیکن زمیش کو کس بات پر شک ہوا ہے۔ یہ اسے
 نہ آتا تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کے اندر داخل ہوتے ہی کمرے میں موجود مسلح
 افراد ایک لحٹ اٹھن شروع ہو گئے۔ بلیک زیرو بھی کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
 وہ سمجھ گیا کہ آنے والا ایشیا طرزی انٹیلی جنس کا چیف ہے۔

سر دیکھیں۔ میرے ساتھ کس قدر زیادتی ہو رہی ہے میں سر
 رپورٹ بنانے کے لئے یہاں بیٹھا تھا کہ ان لوگوں نے ذبردستی مجھے قابو
 میں کر لیا۔ بلیک زیرو نے رام داس کے ہاتھ میں احتجاج کرنا
 ہونے کہا۔

چیف تدم بڑھاتا اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظروں
 بلیک زیرو کے پہرے پر گہمی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ سچاٹ تھا۔
 "رام داس کہاں ہے۔" چند لمحوں بعد چیف نے
 بلجے میں پوچھا۔

"میں ہوں رام داس۔" بلیک زیرو نے حیرت بھرے
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

جگڑتے ہوئے پہنچے میں کہا۔
اور بلیک زیرو نے دیکھا کہ دیش کے چہرے پر جگرے اٹھینا
کے آثار ابھرتے۔

”کس نے آپ کو کہا ہے کہ میرے کاندھے پر ستارے کا نشان
ہے۔ اگر مڑتا تو آپ دیکھ نہ لیتے۔ یہ سب خواہ مخواہ کی بات ہے۔ کی
ثبوت ہے آپ کے پاس۔ اس بار بلیک زیرو نے بھرے
ہوئے ہاتھ میں کہا۔

”ابھی سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ ابھی تمہاری ہڈیاں بھی سج ہو۔
پر مجبور ہو جائیں گی۔“ چیت نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے
ہوئے کہا۔

”اسے پلو بلیک روم میں لے چلو۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے۔
تو بے شک گوئی مار دینا۔“ چیت نے اپنا راج سے مرکر ٹھکانا
میں کہا۔

اور پھر اپنا راج اور اس کے ساتھی اُسے بازوؤں سے جکڑے کمر
سے باہر مل میں لے آئے۔ چیت اور دیش آگے آگے تھے۔
ابھی وہ مل میں پہنچے ہی تھے کہ مال کا دروازہ کھلا اور چار مسلح آدم
ایک فوجی سپاہی کو دھکیلتے ہوئے اندر لے آئے۔ اس کے دونوں ہا
بھی پشت پر بندھے ہوئے تھے اور چہرے کا گوشت جگہ جگہ سے پھٹ
ہوا تھا۔

”یہ شخص متحدہ عمارت کی سائیڈ میں کسی سے ٹرانسمیٹر باندھا
کہ رہا تھا۔ یہ ٹرانسمیٹر ہے۔ یہ رام داس کے بارے میں کسی کو اطلاع
دے رہا تھا کہ ہم نے اسے قابو کر لیا۔“ آنے والے سپاہیوں میں
سے ایک نے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر
چیت کی طرف بڑھا دیا۔

”اوہ تو کوئی لمبا ہی سلسلہ ہے۔ ٹھیک ہے اسے بھی بلیک روم
لے جیجا دو۔ اور سنو۔ سب لوگ ادھر ادھر پھیل جاؤ۔ یقیناً ان کے
ساتھی بھی ہوں گے۔“ چیت نے کہا اور پھر وہ باہر نکل کر سب سے
اپنی کار کی طرف بڑھا۔

”دیش کو بھی ہیڈ کوارٹر لے آؤ۔ باقی ہماری امداد کر سکے گا۔“
چیت نے اپنی کار میں دیش سے پہلے کہا اور اس کی کار تیزی سے ہیڈ کوارٹر
کی طرف بڑھ گئی۔

بلیک زیرو اور ٹرانسمیٹر والے آدمی کو ایک کھلی جیب میں سوار کر لیا
نہ۔ اس جیب میں ان کے ساتھ چار لارڈز مسلح افراد بھی سوار ہو گئے۔
بلیک دیش اور دوسرے مسلح افراد دوسری جیب میں سوار ہو گئے۔

بلیک زیرو دہان سے فرار ہونے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کیونکہ
یہ معلوم تھا کہ ایک بار انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا۔ تو پھر
اس سے ٹھکانا بے حد مشکل ہو جائے گا۔ لیکن اب مسئلہ تھا یہاں
مکھنے کا۔ اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ اور اُسے بٹھایا بھی
چپکے آخری حصے میں گیا تھا۔

”مہر۔ ایک منٹ کے لئے جیب لٹو کو۔“ اچانک
بلیک زیرو نے بڑی طرح چخنے ہوئے کہا۔
”کیا ہوا کیا ہوا۔“ ڈرائیور ادباتی لوگوں نے چونک کر کہا۔

لگا لگانا خاصا خطرناک کام تھا۔ لیکن اس وقت صورت حال ایسی تھی کہ
مکے سوا چارہ نہ تھا۔ بچوں کے بل بیچنے کو کہ بلیک زیدو نے جلدی
اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ گٹر کی گھرائی زیادہ نہ تھی اور وہ خشک
ہوا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے کوئی مرنے لگا ہو۔
آجائے۔ جلدی کیجئے۔ ابھی وسیع پیمانے پر بیماری تلاش شروع ہو
نے لگی۔ ٹرانسمیٹر والے نے کہا۔

ادھر وہ دونوں ہی اس مرنے لگا گٹر میں دوڑتے ہوئے آگے
گئے۔ اور پھر تھوڑی دور بھگنے کے بعد ٹرانسمیٹر والا دک گیا۔ اب
ایک اور دھانہ نظر آ رہا تھا۔ جس پر لوہے کا ڈھکن موجود تھا۔ اور
یہ کی سیڑھی نما ڈنڈے دیوار کے ساتھ نصب تھے۔
اب ان پر چڑھا کیسے جائے۔ ٹرانسمیٹر والے نے بے بس
گھماڑیں کیا۔

ظاہر ہے بندھے ہوئے ہاتھوں سے نیچے تو کودا جاسکتا تھا۔
دیوار میں نصب ان ڈنڈوں پر چڑھنا جاسکتا تھا۔
تم اپنی پشت میری طرف کر دو جلدی۔ بلیک زیدو نے کہا۔
لیکن..... ٹرانسمیٹر والے نے جھنجھکتے ہوئے کہا۔

جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ بلیک زیدو نے غرائے ہوئے
اور ٹرانسمیٹر والا شخص اس کی غرابٹ سن کر تیزی سے گھوما۔ لیکن
وہ میں بلیک زیدو کو اس کے ہاتھوں میں موجود کلپ مٹھکڑی نظر
آ۔ بلیک زیدو نے جلدی سے مڑ کر اس کی طرف پشت کی اور
ان کی پشت کے ساتھ اپنی پشت ملا کر وہ کھڑا ہو گیا۔ پھر اس کے

اور ڈرائیو نے لاشعوری طور پر بیک لگا دیئے۔
"نیچے سیٹ میں سانپ ہے۔ میں نے اس کی پھیکاہی ہے۔"
بلیک زیدو نے دہشت زدہ ہلچے میں کہا۔
اور سانپ کا نام سنتے ہی جیپ میں واقعی جھگڑا مچ گئی۔ ا
وہ سب سپاہی اچھل اچھل کر نیچے اترنے لگے۔ بلیک زیدو رور ٹرانس
میر بھی نیچے اتر آیا۔

اُسی لمحے پھلی جیپ بھی وہاں پہنچ کر رک گئی اور پھر ان لوگوں کو ب
سانپ کا پتہ چلا تو وہ سب بھی نیچے اتر آئے۔
"ٹاپرچ۔ ٹاپرچ لے آؤ۔" ایک آدمی نے چیختے ہوئے
اُسی لمحے ٹرانسمیٹر والے نے بلیک زیدو کو کاندھا ملا کر سائیڈ کی
کی طرف اشارہ کیا اور بلیک زیدو اس کی بات سمجھ گیا۔ ادھر وہ دون
غیر محسوس انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے دیوار کے پیچھے پہنچے۔
"میرے پیچھے آئیے جلدی۔" ٹرانسمیٹر والے نے سرگ
ہلچے میں کہا۔

اور وہ دونوں بچوں کے بل بھاگتے ہوئے دیوار کے ساتھ۔
ہوتے ہوئے ایک عمارت کی عقبی سائیڈ میں پہنچ گئے۔ ٹرانسمیٹر وال
نے جلدی سے ایک جگہ رک کر گٹر کے دبانے کے اوپر پڑے ہوئے لوہ
کے ڈھکن کے کندھے میں اپنے بوٹ کی ٹوپیٹائی اور زبرد لگا کر
ایک طرف کھسکا دیا۔ نیچے ایک گرہا سا تھا۔ وہ ٹرانسمیٹر والا جلد
سے نیچے چھلانگ لگا گیا۔ جگہ سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ بلیک
نے بھی اس کی پیروی کی۔ بندھے ہوئے ہاتھوں کی وجہ سے اس

ہاتھوں نے ٹرانسمیٹر والے کی کلپ ہتھکڑی کو ٹوٹنا شروع کر دیا۔ چند
میں بلیک زبرد نے ہتھکڑی کے درمیان جوڑ کو ٹوٹ لیا۔ اور پھر اس
انگلی سے حرکت میں آئے اور کلک کی آواز کے ساتھ ہی کلپ ہتھکڑی
کھل گئی۔

”اوہ دیر سی گڈ۔ یہ تو انتہائی عجیب ترکیب ہے۔“ ٹرن
ڈالا اس طرح اپنے ہاتھ آزاد ہوتے دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑا۔
”جلدی کرو۔ میری ہتھکڑی کے درمیان بین کو زبرد سے دبا دج
بلیک زبرد نے اسی طرح عزاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس
اُس کے ہاتھ بھی آزاد ہو چکے تھے۔
”اُسی لمحے انہیں دود سے کسی کے گٹر میں کودنے کی آواز سنا
دی۔“

”جلدی کرو سامنے دالی دیوار سے ٹاک جاؤ۔“ بلیک زبرد
نے پھیکا کرتے ہوئے انداز میں سرگوشی کی اور ٹرانسمیٹر والہ جلدی
دیوار کے ساتھ جیسے چپاں ہو کر کھڑا ہو گیا۔ گٹر محفوظ اس امر کا دھما
تھا۔ اس لئے ایک اوٹ سی سی گئی تھی۔ بلیک زبرد جی جیسے
سے چلتا ہوا اس موڑ کے قریب پہنچ کر روک گیا۔

”کسی ٹارچ کا دائرہ اب موڑ کی دوسری طرف سے دیوار پر پڑنا نظر
تھا۔ اور فوجی بوٹوں کی بجادی آواز قریب آتی دکھائی دے رہی تھی
لمحے ٹارچ کا رخ سیدھا ہوا اور ایک لمبا سا سایہ جس کے ہاتھ
شین گن تھی موڑ پر نمودار ہوا۔ اور اُسی لمحے بلیک زبرد کو کسی بھی
چیتے کی طرح اس پر جمیٹ پڑا۔ اس کا ایک ہاتھ اس آدمی کے منہ پر

یہ کہ دوسرا ہاتھ کو اس نے اس کی کمر کے پیچھے رکھ کر ایک ٹانگ
کی دونوں ٹانگوں کے پیچھے کر کے زوردار جھٹکا دیا۔ دوسرے لمحے وہ
ٹی اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ لیکن بلیک زبرد کا جو ہاتھ اس
پشت پر تھا اس نے اسے اچانک نیچے گرنے سے نہ صرف روک لیا۔
اس نے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے آگے کیا اور پشت کے بل گرنا ہوا
ٹی ایکس لمحے میں الٹا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی بلیک زبرد کے
ٹ کی ٹوپوری قوت سے اس کی گردن کی پشت پر پڑی۔ اور پھر بلیک زبرد
فٹ سے دونوں ہاتھوں میں تھام کر تیزی سے گھمایا اور اطمینان سے
بش پر لٹا دیا۔ یہ سارا کھیل صرف چند لمحوں میں مکمل ہو گیا۔ البتہ
تجربہ یہ ہوا کہ فوجی سبھاہی کی گردن کی بٹھی ٹوٹ علی تھی۔ اس کی
لمحے گن بھی اٹھنے کے بجائے وہ جہ سے بغیر کسی دھماکے کے زمین پر پڑی
تھی۔ اور وہ خود بھی کوئی آواز نہ نکالے بغیر مردہ حالت میں زمین پر
بچا تھا۔ ٹارچ ابھی تک جل رہی تھی۔ بلیک زبرد نے بٹھی پھرتی سے
اور شین گن بلیک دقت دونوں ہاتھوں میں اٹھائیں اور دوسرے لمحے
ختم ہو گئی۔

یہاں سے راستہ محفوظ ہے۔“ بلیک زبرد نے شین گن
بلیک جھکنے میں دوبارہ سیڑھیوں کے پاس پہنچتے ہوئے کہا۔
”گگ۔ گگ۔ کیا وہ مر گیا ہے یا.....“ ٹرانسمیٹر
نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ
ساختی آنے والے پر چھبٹا اور بلیک جھکنے میں وہ آدمی ایک بار
اچھا اور پھر زمین پر بے حس و حرکت پڑا ہی نظر آیا تھا۔

”جو میں بچھڑ رہا ہوں وہ بتاؤ اچھی آدمی۔ ابھی اور لوگ آجائیں گے کہیں نکلتے ہیں یہ راستہ۔“ بلیک زیرو نے انتہائی بھنجلا ہوئے انداز میں کہا۔

”یہ محفوظ ہے لانگ دوم کے عقب میں نکلتا ہے۔“ ٹرانس دلے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

ادبلیک زیرو انتہائی پھرتی سے ڈنڈے پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ اس ایک ہاتھ سے ڈھکن ہٹا دیا۔ اور پھر سہا سر ہار نکال کر ایک لمحے کے جائزہ لینے کے بعد وہ اچھل کر باہر چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ ٹرانسیر پر بھی باہر آ گیا ادبلیک زیرو نے ڈھکن دوبارہ دھلنے پر مجبور کیا۔

اب وہ ایک عمارت کے عقبی طرف موجود تھے۔ جہاں جھاڑ جھبے نظر آ رہا تھا۔

”آئیے ادھر آئیے۔“ ٹرانسیر دلے نے جلدی سے عقبی میں موجود ایک بڑے سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

ادریچند لمحوں بعد دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ بلیک زیرو نے اس کی پیروی کی اب وہ عمارتوں کے ایک طویل سلسلے کے پیچھے موجود دروازے پر تھے۔

”ادھر گھٹ نمبر پچیس ہے دہاں اپنے آدمی موجود ہیں۔“ ٹرانسیر دلے نے کہا۔ ادبلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

اب وہ عمارتوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ جا رہے تھے۔ لیکن ابھی وہ کھوڑی ہی دوڑ گئے تھے کہ اچانک بلیک ادبلیک ٹرانسیر دلے لادنون ہی ٹھٹھک کر رک گئے۔ پھر وہ جھپٹ کر دیو

لمحہ ساتھ جھپٹ گئے۔ ایک کار خاص تیز رفتاری سے ان کی طرف بڑھی۔ یہی تھی ساس کی تیز لائنوں نے ارد گرد کو پورا علاقہ منور کر رکھا تھا۔ ادبلیک زیرو اور ٹرانسیر دلے کے لئے پھینکے گئے کوئی جگہ نہ تھی۔

لیکن وہ استعمال نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح فائرنگ آوازوں سے پوری چھائی کو بچا دیتی۔ اور پھر ان کا دہاں سے نکلنا ممکن ہو جاتا۔ اس کا ذہن تیزی سے گردش کر رہا تھا۔ بچ نکلنے کا کوئی

مستمر نہ تھا۔ اور آخر کار اس نے شین گن کی استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ لیکن شین گن سیدھی دھکے ہی دے دیتا تھا۔ اس کے ساتھ میگزین نہ تھا۔ وہ شاید وہیں گر گیا۔

اب یہ شین گن بیکار تھی۔ دوسرے لمحے کار کی تیز روشنی ان کے

اندر سے تو رام داس ہے۔ اپنا آدمی۔ اور پھر کار کے بلیک گئے۔

مردوں کے چھنے کی آوازیں سنائی دیں۔ بلیک زیرو جو اب کار میں موجود تھا۔

پھر چوک پڑا۔ ایک ٹو۔ اچانک کار کے اندر سے آواز سنائی دی۔ اور

بلیک زیرو یہ آواز پہچان گیا یہ فارن ایکشن ٹرانسیر دلے کی تھی۔

ایک ٹو۔ جلد ہی گرد فوجی ہمارے پیچھے ہیں۔ بلیک زیرو

تھوڑے کر کے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ٹرانسیر دلے ابھی ساتھ ہی

بڑھ رہا تھا۔ اور پھر کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا گیا۔ ادبلیک زیرو اور

ٹرانسیر دلے اچھل کر اندر داخل ہو گئے۔

نیچے جھک جاؤ جلدی۔۔۔ پھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ناٹران۔
 کہا۔ اور وہ دونوں تیزی سے سیٹوں کے درمیانی خلا میں دھبے گئے
 دوسرے لمحے کار نے تیزی سے موڑ کاٹا اور پھر وہ بے ستارہ اندازہ
 دوڑتی ہوئی اپس مڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد کار واپس گیٹ پر پہنچ گئی
 مجھے یہیں اتار دو اور نکل جاؤ جلدی۔۔۔ اگلی سیٹ سے گھر
 نے کہا۔ اور پھر دروازہ کھلنے اور کسی کے اچھل کر نیچے اترنے کی آواز
 سنائی دی۔

”مکاوٹ بٹھا دو۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔“ نیچے اترنے والے نے
 چیخ کر کہا۔ اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز کے ساتھ ہی کار ایک
 جھٹکے سے آگے بڑھی اور انتہائی تیز رفتار سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

ملٹری انسٹیٹیوٹ جنس کا چیف کرنل سنڈاری غصے کی
 بات سے بڑی طرح لرز رہا تھا۔ اس کا سولہا چہرہ بگڑ کر انتہائی تاریک
 ہوا تھا۔

”نکل گئے۔ کیسے نکل گئے۔ وہ بندھے ہوئے تھے۔ اور چھانڈنی
 تھی۔ وہ کیسے نکل سکتے ہیں۔ کہاں نکل سکتے ہیں۔۔۔ کرنل سنڈاری
 انتہائی غصیلے انداز میں میز پر کچے برساتے ہوئے کہا۔

”بس۔ یہ لوگ حد سے زیادہ پھرتیلے تھے۔ ان میں سے ایک
 سانپ کا بہانہ بنا کر جیب دکوائی اور پھر نیچے اتر کر ایک تخت غائب
 ہوئے۔ ایک گٹر کا وہاں کھلا ہوا تھا۔ سپاہی اندر گیا۔ چکنگ
 لئے ہم ادھر اُدھر تلاش کرتے رہے۔ جب کافی دیر تک وہ سپاہی
 نہ آیا تو ہم گٹر میں اترے تو وہ سپاہی مرا پڑا تھا۔ اس کی ٹین گن
 باقی۔۔۔ ہم آگے گٹر کے اختتام تک انہیں ڈھونڈتے رہے۔

”یس سر۔ بھگت رام سر۔“ رسیور اٹھاتے ہی دوسری
 دف سے بھگت رام کی آواز سنائی دی۔
 سیکرٹ سر دس کے چھٹ شاگل سے بات کر اڈ جلدی۔ ان کی
 فٹنس یا دفتر جہاں بھی وہ ملے فوراً۔ کرنل سنڈاری نے
 مجھے ہونے کہا۔

”ب۔ ب۔ بہتر سر۔“ دوسری طرف سے
 برائے ہوئے انداز میں کہا گیا۔

اداس کے ساتھ ہی کرنل سنڈاری نے رسیور کریڈل پریش
 یہ وہ اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا پس
 نہیں چل رہا کہ وہ اپنی ہی بویشیاں فوجنا شروع کر دے۔ اب تک
 اس کا کیا کر یا ڈوب رہا تھا۔ جس مشن کو راز رکھنے کے لئے اس نے
 ہر بات ایک کر دیا تھا۔ وہ اس طرح بھی افشا ہو سکتا ہے۔ اس کا تو
 سے خیال ہی نہ آیا تھا۔ اگر اُسے ذرا بھی خیال آجاتا کہ اس جگہ سے
 ہی مشن لیک ہو سکتا ہے۔ تو وہ کبھی بھی فائل دہاں نہ چھوڑتا۔ اب
 ہر ایک امید تھی کہ شاید اس آدمی کا ہاتھ اس فائل تک پہنچنے سے
 پہلے اُسے ٹریپ کر لیا گیا ہو۔ لیکن اس کی چھٹی جس کہہ رہی تھی
 کہ ایسا نہیں ہوا۔ ڈور اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ اب اسے اپنے
 آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ آخر یہ بات پہلے اس کے ذہن میں کیوں نہیں آئی
 کہ اس کے ذہن میں ذرا بھی خیال آجاتا تو وہ چاہے وہ اصلی رام داس
 ہو یا نقلی وہ ہر صورت میں اُسے دہیں گولی مار دیتا۔

اُسی لمحے یونی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرنل سنڈاری نے

لیکن وہ کہیں نہ ملے۔ پھر ہم نے ساری چھاؤنی تلاش کر لی۔ وہ کسی گریڈ
 بھی نہیں گئے۔ اور ان کا کہیں سراغ بھی نہیں ہے۔ بجائے انہیں نہ
 کھا گئی یا آسمان بھل گیا۔“ میز کے سامنے کھڑے ہوئے سر
 آدمی نے دک رک کر اور تبسم ہونے لہجے میں کہا۔

”ہو نہ ہو۔ اس کا مطلب ہے کوئی لمبی سازش ہوئی ہے۔ او
 اہ چوٹ ہو گئی۔ اور ہم سب واقعی اچھوت ترین انسان ہیں۔ انتہائی؟
 بالکل اچھوت۔ اہ اب میری سمجھ میں آیا کہ نقلی رام داس دہاں دفتر میں کیا
 گیا تھا۔ اہ دہاں جغرافیائی سرورے کے لئے کریک کی حقیقت
 موجود ہے اہ۔“ کرنل سنڈاری نے دونوں ہاتھوں سے
 سر کھٹا اور دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا۔
 ”کریک کون سر۔“ مسلج آدمی نے سہمے ہوئے انداز

میں کہا۔

”میرا سر اور کون۔“ دفع ہو جاؤ۔ انہیں ڈھونڈھو۔ چھاؤ
 کی ایک ایک اینٹ اکھاڑ ڈالو۔ زمین کا ہر چپہ کھود ڈالو۔ انہیں نہ
 یا مرد میرے پاس لے آؤ۔ ورنہ میں تم سب کو گولیوں سے بھون ڈا
 گا۔ گٹ آؤٹ۔“ کرنل سنڈاری نے علق کے بل چیخے ہو
 کہا۔ اور مسلج سپاہی بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور یوں دردانہ۔
 باہر نکل گیا جیسے اُسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت آجائے
 کرنل سنڈاری چند لمحے دونوں ہاتھوں سے سر کپڑے کر
 بیٹھا رہا۔ پھر اچانک چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے جلدی۔
 سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔

اب کیا کیا جائے۔ میرے آدمی انہیں ڈھونڈھ تو رہے ہیں لیکن وہ نہ ملے تب — کوئل سنڈاری نے کہا۔

نہیں۔ میں پہلے بھی کئی بار آچکا ہوں۔ لیکن آپ سے رابطے کی ضرورت
 نہیں آئی۔ — بلیک زیمو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 اب وہ اسے کیا بتانا کہ جسے وہ ابھی سمجھ رہے ہیں اس سے بطور
 مسخو وہ ہزاروں بار بات کر چکے ہیں۔
 "آپ بھی صغیر اور کیپٹن شکیل صاحب کے گروپ میں ہیں"
 بل جان نے کہا۔

"نہیں۔ — میرا تعلق ایک اور شعبے سے ہے۔ بہر حال ہے وہ
 سیکرٹ سروس کا ہی شعبہ۔ اچھا اب تعارف تو ہو گیا۔ اب یہاں
 سے نکلنے کا کیا ہو گا۔" — بلیک زیمو نے موضوع بدلتے ہوئے
 کہا۔

"آپ جس مشن پر آئے تھے کیا وہ مکمل ہو گیا ہے۔" — ناٹران
 نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہ مکمل ہو چکا ہے۔ اب صرف مسئلہ یہاں سے نکلنے کا ہے۔
 اسے کا غذات وغیرہ اس میک اپ میں کب تک تیار ہو سکتے ہیں"
 بل زیمو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ناٹران کوئی جواب دیتا۔ اچانک میز کی
 طرف سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور ناٹران نے چونک کر
 نگاہ اٹھا کر دیکھ لی۔ اور پھر اس میں سے ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔

"ہیں اسی ٹرانسمیٹر سے ہی مکمل رہی تھیں۔
 "نہیں ناٹران سپیکنگ اور۔" — ناٹران نے بٹن دبلتے
 ہوئے کہا۔

ناٹران نے فیصلہ جانے اور بلیک زیمو کو کہنے
 دیتے ہوئے تھے۔ ان تینوں نے ہی یہاں پہنچ کر سب سے پہلے لیا۔
 اور میک اپ صاف کئے تھے۔ بلیک زیمو نے چونکہ ٹوں ٹوں
 کیا ہو ا تھا۔ اس لئے رام داس کے میک اپ کے غلتے کے بعد
 اور میک اپ میں تھا۔ جب کہ ناٹران اور فیصلہ جان نے صرف فوجی
 آثار دیتے تھے۔ وہ اپنی اصلی شکلوں میں ہی چھاؤنی گئے تھے۔ ٹرانسمیٹر
 سجاد کو ناٹران نے داتے میں ہی ایک جگہ اٹا کر اسے مزید ہدایات دے
 دی تھیں۔

"جناب پر دیز صاحب۔ آپ شاید پہلی بار کافرستان آ
 ہیں۔ پہلے آپ سے ملاقات کبھی نہیں ہوئی۔" — ناٹران نے بلیک
 سے مخاطب ہو کر کہا۔
 بلیک زیمو نے اسے اپنا نام پر دیز ہی بتایا تھا۔

”تھری سکس بول رہا ہوں پاس۔ ایک اطلاع ہے اور“
 دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔
 ”یس۔ کیا اطلاع ہے اس وقت اور“۔ ناٹران نے
 چونکتے ہوئے پوچھا۔

”سرساگل کو ان کی رہائش گاہ سے ملٹری اینٹلی جنس کے چیف نے
 اپنے دفتر بلوایا اور انہوں نے واپس آکر پوری سیکرٹ سروس کو
 ہنگامی طور پر الارٹ کر دیا ہے۔ ایرپورٹس۔ بس اسٹینڈ۔ ریلوے اسٹینڈ
 اور دوسرے تمام راستوں پر سیکرٹ سروس کے افراد کو تعینات
 دیا گیا ہے۔ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ دوا افراد پر کڑی نگاہ رکھیں اور
 تھری سکس نے کہا۔

”کن افراد پر اور“۔ ناٹران نے پوچھا۔
 اور دوسری طرف سے تھری سکس نے سجاد کا حلیہ قد و قامت
 بلیک زیرو کا قد و قامت بتا دیا۔

”ہونہ۔ ٹھیک ہے۔ تم ہوشیار رہنا۔ اگر کوئی نئی بات سنا
 آئے تب مجھے بتانا اور اینڈ آل۔“ ناٹران نے کہا۔ اور ٹرانسیر
 آف کر دیا۔

”بیجے پور پری صاحب۔ آپ کی اور سجاد کی تلاش پورے
 دارالحکومت میں شروع ہو گئی ہے۔ اب ملٹری اینٹلی جنس کے سر
 ساتھ سیکرٹ سروس بھی میدان میں آئی ہے۔“ ناٹران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن صرف قد و قامت کی بنیاد پر تو کسی کو نہیں پکڑا جاسکتا۔“

”میرے جیسے قد و قامت کے تو دارالحکومت میں لاکھوں افراد ہوں
 تھے۔“ بلیک زیرو نے سر ملاتے ہوئے کہا۔
 ”بہر حال انہوں نے تو اپنی کارروائی شروع کر دی ہے۔“
 نٹران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”یہ سجاد کیا اس جگہ سے واقف ہے۔“ اچانک بلیک زیرو
 نے پوچھا۔

”جی ہاں۔“ یہ سجاد امید کو اڑ رہا ہے۔ سب ہی اس سے واقف
 ہیں کیوں۔“ ناٹران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”یہ سجاد صاحب اب کہاں ہیں کیونکہ ان کا حلیہ بھی سیکرٹ
 سروس کے پاس ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اُسے چیک کر کے یہاں پہنچ
 جائیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔“ سجاد انتہائی ہوشیار آدمی ہے۔ میں نے اُسے
 ایک مخصوص پوائنٹ پر بھیج دیا ہے۔ اب جب تک میں حکم نہیں دوں
 گا۔ وہ اس پوائنٹ سے باہر نہیں آئے گا۔ چاہے ایک ماہ ہی
 یوں نہ گزر جائے۔“ ناٹران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ اور
 بلیک زیرو مطمئن ہو گیا۔

”اب میں فوری طور پر نکلنا چاہتا ہوں۔ کاغذات بننے میں تو ایک
 دو روز لگ سکتے ہیں اور اتنا عرصہ میرا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔ کوئی
 طریقہ سوچنا چاہیے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کا ایک اور حل ہے اگر آپ پسند فرمائیں۔“ ناٹران
 نے جھپکتے ہوئے کہا۔

نیک ہے اس سے بات کر لو۔ ناثران نے بھی رضا مندی
 لہا کر کے ہوئے کہا۔ ادیشلی فون اس کی طرف کھسکا دیا۔ فیصل جان
 سید اور اٹھایا اور نمبر گھٹانے شروع کر دیئے۔
 ریس نیشنل پیٹی سائیڈ کمپنی۔ دوسرے طرف سے آواز
 آئی۔

بشن رام پائلٹ سے بات کر رہی تھی میں اسکا بھائی مہند رام بول رہا
 ایک ضروری بات ہے۔ فیصل جان نے آواز بدلتے
 دے کہا۔

وہ اچھا۔ ہو لڈ آن کریں۔ وہ ابھی دفتر پہنچے ہیں۔ میں انہیں بلاتا
 دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور فیصل جان شکریہ کہہ
 خوش ہو گیا۔

میلو بشن رام سپیکنگ۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی
 سنائی دی۔

بشن رام میں مہند رام بول رہا ہوں۔ ایک ضروری بات ہے۔
 اس نمبر بتاؤ جہاں تم ایکٹ ہو۔ فیصل جان نے کہا۔
 وہ اچھا ٹھیک ہے۔ میں کام کے بعد سیدھا آ جاؤں گا۔ دیے
 ہو کہ وہ کھڑی زبردوان سس زبرد تھری پر فون کر دینا تاکہ میرے
 تک وہ خیال رکھیں۔ دوسری طرف سے بشن رام نے کہا۔
 کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

خاصا ہوشیار آدمی ہے۔ بلیک زبرد نے مسکراتے

کیس اعلیٰ تفصیل بتائیں۔ بلیک زبرد نے چونکتے ہوئے
 پوچھا۔
 جو چیز آپ یہاں سے لے جانا چاہتے ہیں وہ ہم فیصل جان کی
 معرفت بچھا دیتے ہیں۔ وہ آسانی سے چلا جائے گا۔ آپ اس وقت
 تک یہیں رہیں جب تک صورت حال اطمینان بخش نہیں ہو جاتی
 ناثران نے کہا۔

وہ چیز صرف میرے ذہن میں ہے۔ اس کا کوئی علیحدہ وجود نہیں
 ہے۔ اس لئے میرا ذاتی طور پر جانا ضروری ہے۔ بلیک زبرد
 نے کہا۔

باس۔ اگر آپ حکم کریں تو میں پرویز صاحب کو صبح سے
 پہلے ہی سرعہ چار کر اددوں۔ کمرسی پر خاموش بیٹھ ہو گئے
 فیصل جان نے کہا۔
 وہ کیسے۔ ناثران اور بلیک زبرد دونوں نے چونکتے ہوئے

پوچھا۔
 میرا ایک دوست فصلوں پر ادویات کا چھڑکاؤ کرنے والی
 کمپنی کے سپیشل مپلی کا پٹر پر پائلٹ ہے۔ بااعتماد دوست ہے۔
 پرویز صاحب اس کے جہاز میں بیٹھ کر سرعہ چار کر سکتے ہیں۔
 علم بھی نہ ہوگا۔ ویسے بھی ادویات کا چھڑکاؤ وہ صبح سویرے نکلتے
 پہلے کرتے ہیں اور گزشتہ دنوں وہ بتا رہا تھا کہ آج کل وہ شام کی
 سرعہ چار پٹر پر چھڑکاؤ کر رہا ہے۔ فیصل جان نے کہا۔
 ادہ اگر وہ بااعتماد آدمی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ بلیک

ہوئے کہا۔

"ہاں بہت تیز آدمی ہے۔ پیسے کی خاطر تو اپنی جان بھی داؤ پر لگا نہیں چوکتا۔" فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر دمنٹ رگ کر اس نے وہی نمبر ڈائل کیا جو بشن رام نے بتایا تھا۔
 "یس بشن رام سپیکنگ۔۔۔ چند بار گھنٹی بجنے کے بعد اٹھایا گیا اور بشن رام کی آواز سنائی دی۔
 "یس ہنہد رام بول رہا ہوں۔ مطلع صاف ہے۔ فیصل نے کہا۔

"بالکل صاف ہے۔ بولو کیا کہتے ہو۔ کوئی نیا کام ہے؟"

بشن رام کے بچے میں اشتیاق تھا۔
 "ہاں ایک خاص آدمی کو سرحد پار پہنچانا ہے۔ پاکیشیا کی میں داخل کر دینا ہے بس۔ اکیلا آدمی ہوگا بغیر کسی سامان کے۔"

فیصل جان نے کہا۔
 "ادھ ضرور پنچ جائے گا۔ میں آج کل ادھر ہی ادویات کا بچہ رہا ہوں۔ بس ایک گھنٹے بعد جہاز لے کر چلوں گا۔ لیکن رقم نہ تھے۔ دیکھو خطرے والی بات ہے۔ میری نوکری بھی جاسکتی اور قید بھی ہو سکتا ہوں۔ اس لئے خیال رکھنا۔" بشن رام جو شیہار آدمی کی طرح بات کرتے ہوئے کہا۔

"خطرے والی کوئی بات نہیں۔ وہ کوئی ایسا اہم آدمی نہیں بس عام سا آدمی ہے۔ پانچ ہزار روپے تک دے سکتا ہے۔ کیڈش سمیت۔ اگر منظور ہو تو بتاؤ۔ ورنہ میں کسی اور سے بار"

د۔۔۔ فیصل جان نے بھی اس کی نفیات کے عین مطابق جواب دے ہوئے کہا۔

"یاد مہند رام۔ پانچ ہزار تو بہت تھوڑے ہیں۔ مہتا را ایک ہزار بشن دینے کے بعد مجھے تو چار ہی بچیں گے۔ دس ہزار دو پیہ دلاؤ تو ت ہو سکتی ہے۔ کمیشن کے علاوہ۔" بشن رام نے کہا۔

"دس ہزار کمیشن کے علاوہ۔ واہ بشن رام۔ اس آدمی کی اپنی ت ہی دس ہزار نہیں ہوگی۔ اچھا سنو۔ آخری بات۔ کمیشن کے علاوہ ہزار مل سکتے ہیں۔ میں نے اس سے آٹھ کا سودا کیا ہے۔ صاف تھے دو میرے چھ مہتا راے۔ اب صرف ہاں یا نہ میں جواب دینا۔"

فیصل جان نے باقاعدہ مول تول کرتے ہوئے کہا۔
 "چلو اب مہتا را نکال کر کیا کروں۔ لیکن رقم نقد ہوگی۔" بشن رام مضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"بیشک ہے نقد رقم ملے گی۔ بولو آدمی کو کہاں لے آؤں۔"

فیصل جان نے کہا۔
 "تم ایسا کرو۔ اس آدمی کو لے کر کالی پی پھاڑی کے دامن میں پنچ۔ میں چھڑکاؤ کرتا ہوا دہاں آؤں گا اور پھر نیچے اتر کر اس آدمی کو لے آؤں گا۔ اور پھر اسی طرح چھڑکاؤ کرتا ہوا سرحد پار آئے گا کہ واپس آؤں گا۔ لیکن آدمی اور رقم آپ سے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹے بعد آجائے گی کے دامن میں پنچ جائیں۔" بشن رام نے کہا۔

"اوکے۔ بیشک ہے۔ ہم پنچ جائیں گے۔" فیصل جان نے ہلہ اور رسیو رکھ دیا۔

"یہ آدمی بھروسے کا ہے۔" ناظران نے پوچھا۔

"بالکل بھروسے کا آدمی ہے۔ بس ذرا طبیعت کا لالچی ہے۔ اور یہ بات نہیں۔ پرویز صاحب بڑے اطمینان سے سرحد پار کر جائیں گے بغیر کسی رکاوٹ کے پہلے بھی کئی بار آدمی بھیجے ہیں۔" فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کالی پہاڑی کہاں ہے۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔ اور فیصل جان نے اسے کالی پہاڑی کا حدود اربعہ بتا دیا۔

"اس کا مطلب ہے دیاں تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگ ہی جاتا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"جی ہاں سر۔ اتنا دقت تو بہر حال کار میں لگ ہی جائے گا۔" فیصل جان نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں چلو۔" بلیک زیرو نے اسٹارٹ ہوئے کہا۔

"میں میک اپ کمرلوں مہندر رام والا۔ اور پاس چھ ہزار روپے ہیں۔ بلیک میں دے دیجئے۔" بشن رام نے پہلے رقم چیک کر لی ہے۔ یہ بات کر لی ہے۔" فیصل جان نے اسٹارٹ ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" ناظران نے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

شاگل کو اپنے دفتر میں بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ سیکرٹ سروس کی طرف سے مختلف رپورٹیں آ رہی تھیں۔ لیکن اب کوئی ایسا مشکوک آدمی سامنے نہ آیا تھا جس سے چھاقہ فنی دلے مجرموں کو مل سکتا۔ ویسے رام داس کا جو قدر و قیمت کمزور سنڈالی ہوئے بتایا تھا۔ اس سے یہ بات تو سچ تھی کہ وہ کم از کم عمران ہیں جو سکتا۔ اور اسی وجہ سے شاگل کو یقین تھا کہ وہ آدمی پکڑا جا لے گا۔ کیونکہ وہ صرف عمران کی صلاحیتوں سے ہی مرعوب تھا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے چونک کر بیدار ہوا۔

"میں شاگل سپیکنگ۔" شاگل نے کمرت اور تھکمانہ میں کہا۔

سر۔ گو بند بول رہا ہوں۔ ایک بات میرے نوٹس میں آئی

میں نے سوچا۔ آپ کو بتا دوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا بات ہے کھل کر کہو"۔ شاگل نے چونکے ہوئے پوچھ

"جناب میرا بھائی نیشنل پیسٹی سائڈ کمپنی کے میڈ آفس میں ملا

ہے۔ آج جب آپ نے مشکوک افراد کو ٹریس کرنے کا حکم دیا تو

وقت میں گھر پر تھا۔ میرا بھائی بھی موجود تھا۔ اس لئے اس کے نوٹس

بھی یہ بات تھی۔ اس نے ابھی ابھی مجھے ایک حیرت انگیز اطلاع

ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ڈیوٹی پر تھا کہ کسی نے اودیات کا جھڑکاؤ

دائے سپیشل ہیملی کا پٹر کے پانکٹ بشن رام سے بات کرنے کے۔

کہا۔ اور اپنے آپ کو اس کا بھائی مہندر رام بتایا۔ اس پر میرا

چونک پڑا۔ کیونکہ بشن رام کو وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ وہ مال باب

اکیلا لڑکا ہے۔ اس کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ بہر حال اس کے بھ

نے بشن رام سے بات کی تو بشن رام نے اُسے ایک ٹیلی فون نمبر د

کر رابطہ ختم کر دیا۔ جو ٹیلی فون نمبر بشن رام نے دیا تھا وہ ملحقہ کمپنی کے

جسے رات کو جو کیدار امڈ کر رہا ہے۔ اس پر میرا بھائی اور کنگ

چنانچہ اس نے بشن رام کا تعاقب کیا۔ تو بشن رام ملحقہ کمپنی کے دف

میں گیا اور چونکہ وہ کدوس روپے دے کر باہر بھیج دیا۔ میرا بھائی کد

کے ساتھ چھپ گیا۔ ٹیلی فون کال آئی۔ وہی مہندر رام بول رہا

اس نے بشن رام کو کسی آدمی کو سرحد پار کرنے کے لئے کہا۔ اور بشن

پھر ہزار روپے کے عوض راضی ہو گیا۔ اور اس نے کہا کہ وہ آدمی کا

پہاڑی کے پاس پہنچا دے۔ وہاں سے وہ اُسے لے لے گا۔ چونکہ

میرے بھائی کے نوٹس میں بات تھی۔ اس لئے اس نے مجھے مختلف

میں پر ٹریس کر کے یہ اطلاع دینی ہے۔ گو بننے والے تفصیل

لئے ہوئے کہا۔

"وہ بشن رام کیا کرتا ہے۔" شاگل نے پوچھا۔

"وہ جناب پانکٹ ہے۔ اور آج کل اس کا سپیشل ہیملی کا پٹر پانکٹیا

سے ساتھ شمالی سرحد پر فصلاں برقیہ کا ذکر رہا ہے۔ اس کا پرودہ گرام یہ

ہے کہ وہ جھڑکاؤ کرتا ہوا ایمیلی کا پٹر کو کالی پہاڑی کے واسن میں کھلی جگہ

تھوڑے گا۔ اور پھر اس آدمی کو ساتھ بٹھا کر جھڑکاؤ کرتا ہوا سرحد

پارنے گا اور سرحد پار اُسے اتار کر دوبارہ جھڑکاؤ شروع کر دے گا۔

طرح کسی کو علم ہی نہ ہو سکے گا اور وہ آدمی سرحد پار کر جلتے گا۔ ہو

لئے جناب جن آدمی کو بشن رام سرحد پار کر رہا ہے وہ ہمارا مطلوبہ

ہو۔ گو بند نے کہا۔

"یقیناً وہی ہوگا۔ دیسے طریقہ تو انتہائی سادہ اور آسان ہے۔ ہم

پہلے دیتے رہ جلتے اور وہ آدمی اطمینان سے سرحد پار کر

کس وقت وہ آدمی کالی پہاڑی پر پہنچے گا۔" شاگل نے

حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جناب بشن رام نے اُسے اب سے ڈیڑھ گھنٹے بعد پہنچنے کے لئے

بند ہے۔ گو بند نے کہا۔

"او۔ کے۔ میں چیک کر لوں گا۔" تصدیک یو فار دس لگدھکیو۔ اور

اپنے بھائی کو اطمینان دلا دیکہ وہ ہمارا مطلوبہ آدمی نہیں ہو سکتا۔

کہیں اس کی وجہ سے بشن رام چونکا نہ ہو جائے اور وہ اس آدمی کو

ٹھہر کر دے۔" شاگل نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

نہوں نے عام لباس پہنے ہوئے تھے۔

”آؤ مارٹن بیٹھو“ — شاگل نے اس نوجوان سے کہا جو اُسے
 شارع دینے آیا تھا۔ یہی مارٹن تھا۔

ادھر پھر شاگل اور مارٹن ایک جیلی کا پٹر میں اور باقی نو افراد دونوں
 جیلی کا پٹروں میں سوار ہو گئے۔ شاگل والے جیلی کا پٹر میں پائلٹ سیٹ
 پر مارٹن ہی تھا۔ جب دونوں جیلی کا پٹر فضا میں بلند ہو گئے تو مارٹن
 نے سوالیہ نظروں سے پاس بیٹھے ہوئے شاگل کی طرف دیکھا۔

”پاکتیا کی شمالی سرحد پر واقع کالی پہاڑی جاننا ہے۔“ شاگل
 نے کہا۔ اور مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے جیلی کا پٹر کا رخ موڑ دیا۔
 تقریباً دس منٹ کی پرواز کے بعد دونوں جیلی کا پٹر کالی پہاڑی پر
 پہنچے۔ پھر شاگل کے کہنے پر دونوں جیلی کا پٹر نیچے اتر آئے۔

”مارٹن۔“ اب تم ایک آدمی سمیت دونوں جیلی کا پٹر لے کر واپس
 آؤ۔ جب ضرورت ہوگی میں واپس ٹرانسمیٹر پر تمہیں بلاؤں گا۔ باقی
 نو آدمی میرے ساتھ ہی یہاں رہیں گے۔“ شاگل نے کہا اور مارٹن
 موٹا ہوا دایس مڑا۔ دوسرے جیلی کا پٹر کا پائلٹ بھی اپنے جیلی کا پٹر
 پر طرف بڑھ گیا۔ اور چند لمحوں بعد دونوں فضا میں بلند ہو کر واپس شہر
 پہن مڑ گئے۔

سنو۔ ایک آدمی یہاں کالی پہاڑی کے دامن میں پہنچا گا۔
 پھر فصلوں پر ادویات سپرے کرنے والا پیشہ جیلی کا پٹر یہاں آکر
 مے گا۔ اور اس میں وہ آدمی سوار ہوگا۔ تم نے اس آدمی کو زندہ
 قتل کر رکھا ہے۔ اگر حالات ایسے بن جائیں کہ وہ زندہ نہ پکڑا جا سکے

”ٹھیک ہے سر۔ میں کہہ دیتا ہوں سر۔“ گو بنڈ نے بولا
 دیا اور شاگل نے اور کے کہہ کر رسیور دکھ دیا۔ اس کے پہرے
 مسرت کے آثار تھے۔ اس کی بھیجی جس کہہ رہی تھی کہ اُسے صحیح آدمی
 کیوں لیا ہے۔ اور اب وہ اُسے زندہ یا مردہ پکڑ کر مٹری اسٹیشن
 کے چیف پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی کارکردگی کا سکہ جھانسنے کا۔
 اس نے جلدی سے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔

”یہیں سر۔“ مارٹن سپیکنگ۔ ”دوسری طرف سے
 ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔“

”مارٹن۔“ فوراً دس مسلح افراد اور دو پیشہ جیلی کا پٹر تیار کر کے
 اطلاع دو۔ میں خود ساتھ جاؤں گا بہت اہم مشن ہے۔“ شاگل
 نے تیز بے میں کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی اطلاع دیتا ہوں۔“ دوسرے
 طرف سے کہا گیا اور شاگل نے مطمئن انداز میں رسیور دکھ دیا۔
 تقریباً دس منٹ بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک
 نوجوان اندر داخل ہوا۔

”سر۔ جیلی کا پٹر اور آدمی تیار ہیں۔“ نوجوان نے نہ
 داخل ہو کر مؤدبانہ بے میں کہا۔

اد کے آؤ۔ شاگل نے کمرے سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 اور پھر وہ مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک کھلے میدان میں پہنچا
 گیا۔ یہاں وہ بڑے جیلی کا پٹر موجود تھے۔ جیلی کا پٹر کے ساتھ
 قطار میں نو افراد کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں شیٹ گنیں تھیں۔

تو پھر بے شک اُسے گولیوں سے پھلنی کر دینا۔ ہم اس آدمی کے آگے
مک پہاڑی کی چٹانوں کے پیچھے اس طرح چھپے رہیں گے کہ جب ضرور
پڑے تو آسانی سے اس کے گزیر اڈال سکیں۔" شاگل نے آ
افراد کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آنے والا کیلا ہی ہو گا باس۔ ایک نوجوان نے پوچھا۔

"ضروری نہیں۔ ہو سکتا ہے دوہوں۔ تین ہوں۔ چار ہوں
بہر حال ہمارا مطلوبہ آدمی وہی ہو گا جو پیشیل جیلی کا بیڑ میں سوار ہونے
گا۔ اس لئے ہمیں اس وقت تک خاموش رہنا ہے جب تک کہ ہم
آدمی کی پہچان نہ ہو جائے۔" شاگل نے کہا۔

"اس جیلی کا بیڑ کا کیا کرنا ہے۔ کہیں ہمارے گھیراؤ لے کر وہ
آدمی کو اٹھا کر نکل نہ جائے۔" ایک اور نوجوان نے کہا۔

"بے شک پائلٹ کو گولی مار دینا۔ بہر حال یہ وقت لے گا تو
جائے گا۔ اب تم سب مناسب جگہوں پر چھپ جاؤ۔ میرے اشارے
کے بغیر کوئی نہ باہر آئے۔" شاگل نے کہا اور اس کے بعد وہ
بکھر کر چٹانوں کی اوٹ میں چھپنا شروع ہو گئے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک کے سینے پر دوڑ رہی تھی۔
ایک سیٹ پر فیصل جان موجود تھا۔ اس وقت وہ ایک نئے
ایک اپ میں تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر بیک زیدو تھا۔

زیدو صاحب۔ آپ کبھی عمران صاحب سے ملے ہیں۔
فیصل جان نے پوچھا اور بیک زیدو چونک پڑا۔

علی عمران۔ ہاں اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ کیوں
زیدو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ اس وقت عمران
نے ذکر کی کوئی ٹمک نہ بنتی تھی۔

مجھے وہ بے حد پسند ہیں۔ میں ذمہ طور پر اپنے آپ کو ان کا
موجود سمجھتا ہوں۔ فیصل جان نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھا تو اب اس نے استاد کی شاگردی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا
دیے آپ پہلے آدمی ہیں جو اُسے پسند کرتے ہیں۔ ورنہ لوگ تو

یہی طرح کی ہلکی ہلکی باتوں میں سفر کر گیا اور پھر بلیک زبرد نے دور سے وہ
 بیہوشی دیکھ لی۔ جہاں انہوں نے پہنچا تھا۔ اس بیہوشی کی چٹانوں کا
 ایک سیاہی مائل تھا۔ اس لئے اسے عرف عام میں کالی بیہوشی کہا جاتا تھا۔
 فیصل جان نے کار بیہوشی کے دامن میں جا کر روک دی۔ اور پھر
 بلیک زبرد اور فیصل جان دونوں ہی نیچے اتر آئے۔ ابھی صبح کا کاذب کما
 قہ ہونے والا تھا۔ اس لئے ہلکی روشنی ہر طرف پھیل رہی تھی۔
 اب بشن رام کا انتظار کرنا پڑے گا۔ " بلیک زبرد نے
 بھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے پرویز صاحب۔ انتظار تو کرنا ہی ہوگا۔ اس کا وقت ہو گیا
 ہے۔ وہ بس آئے ہی والا ہوگا۔" فیصل جان نے کہا۔ اور پھر اس
 لمحہ کا درد اذہ کھولا اور اس میں سے رقم والا بلیک نکال کر ہاتھ میں
 لیا۔

بلیک زبرد کے اعصاب میں کچھ نامعلوم سی بے چینی نے ڈیرہ
 لیا لیا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی انہونی بات ہونے والی
 — لیکن اس نے کندھے جھٹک کر اس خیال کو دور کر دیا۔ کیونکہ
 نے یہی سوچا تھا کہ شاید اس طرح آسانی اور سادہ طریقے سے سرحد
 لانے کی وجہ سے اعصاب اسے قبول نہیں کر رہے۔
 "وہ آ رہا ہے۔" اجاگ فیصل جان نے کہا۔

اور بلیک زبرد نے چونک کر دیکھا۔ تو دور اُسے آسمان پر ایک
 مسابلی کا پرنظر آیا جس کے ساتھ لمبے لمبے سلنڈر نصب تھے۔
 اس سے کھڑے مار ادویات کی آبشار سی نکل کر نیچے گر رہی تھی۔

نہج ہو جاتے ہیں۔ — بلیک زبرد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 "ہاں۔ ان کے کام کرنے کا انداز ہی ایسا ہے۔ اور یہی انداز ہی
 پسند ہے۔ دیے پر دیز صاحب ایک بات ہے۔ مجھے کبھی بھی خیال
 آتا ہے کہ چیف باس ایک ٹو علی عمران کو ہی ہونا چاہیئے۔"
 فیصل جان نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن ایک مسخرہ اتنی ذمہ دار پوسٹ پر کیسے آسکتا ہے
 بلیک زبرد نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ دل ہی دل میں منہس پڑا کیونکہ جو
 وہ جانتا تھا ظاہر ہے فیصل جان کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں ہو
 تھا۔

"عمران حسب بظاہر مسخرے ہیں ورنہ جس قدر زمین وہ بیس
 کی پناہ۔ خطرناک سے خطرناک سچویشن کو اس طرح ڈیل کر لیتے ہیں کہ آڈ
 حیران رہ جاتا ہے۔" فیصل جان نے کہا۔ وہ واقعی عمران کا گرویدہ
 "وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن ایک بات بتاؤں فیصل صاحب۔
 کسی کے سامنے اس قسم کے فقرے چیف باس کے متعلق نہ کہیں۔
 چیف باس نے سن لیا تو اس کی دی ہوئی سزائیں بھی انتہائی عبرت دہ
 ہوتی ہیں۔" بلیک زبرد نے کہا۔

"وہ میں جانتا ہوں جناب۔ لیکن اب ایک ٹوکھاں سن رہا
 وہ تو پاکیشٹیاں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوگا۔" فیصل جان نے بڑے
 بے نیازانہ انداز میں کہا۔

اور بلیک زبرد اس دلچسپ سچویشن پر بے اختیار منہس پڑا۔
 وہ فیصل جان کو کیا بتانا کہ ایک ٹو واقعی اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔

خبردار رک جاؤ۔ دندنہ پھیلنے کو دیں گے۔ بیخفی ہوئی آواز
 سن دی۔ اور اس کے ساتھ گولیاں بلیک زبرد کے آگے پیچھے زمین
 میں۔ اور بلیک زبرد نے طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔
 بلیک زبرد ابھی دودھ تھا اور اب آگے بڑھنا عمر بھر کی خودکشی کے سوا اور کچھ
 تھا۔ فیصل جان نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔ کیونکہ پانچ مشینیں
 لجن کا رخ اس کی طرف تھا۔

دوسرے لمحے پانچ چھ افراد نے بلیک زبرد کو گھرے میں لے
 لیا۔ ان کے انچارج کو دیکھتے ہی بلیک زبرد نے طویل سانس لیا۔ وہ
 میکروٹ سردس کے چیف شاگل کو پہچان گیا تھا۔ بشن رام گولیوں سے
 ہنس رہا تھا۔ زمین پر مردہ پڑا ہوا تھا۔

تمہارا کیا خیال تھا کہ تم اس طرح سرحد پار کر جاؤ گے۔ شاگل
 تعجب آکر بلیک زبرد سے انتہائی طنز پر انداز میں کہا۔ اس کے
 بے پروا مہیا کے تاثرات نمایاں تھے۔

تم لوگ کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔ بلیک زبرد نے بڑے
 لہجے میں کہا۔ فیصل جان کو بھی دھکیل کر اب بلیک زبرد کے
 پیچھے آیا گیا تھا۔

مشرف رام داس۔ تم نئے آدمی ہو اس لئے شاید مجھے نہیں
 تھے۔ میرا نام شاگل ہے شاگل۔ عمران سے جا کر پوچھو کہ میں
 کون ہوں۔ شاگل نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔
 نقلی رام داس اور عمران۔ تم لوگوں کو غلط فہمی جوئی ہے۔
 زبرد نے مرٹر کا پاس کھڑے فیصل جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

پھر اچانک وہ اشارہ سی بند ہو گئی اور ہیلی کاپٹر مرٹر کو سیدھا کالی پہاڑ
 کی طرف آنے لگا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کالی پہاڑی کے ساتھ
 زمین پر اتر گیا۔ دوسرے لمحے ایک پیلا دہلا آدمی کود کر پیچھے اتر
 یہ بشن رام تھا۔ اس نے آکر فیصل جان سے مصافحہ کیا اور پھر بلیک
 سے بھی۔
 "رقم لے آئے ہو۔" بشن رام نے اشتیاق بھرے لہجے
 میں پوچھا۔

"ہاں۔ یہ رقم ہے بے شک چیک کر لو۔ اور یہ آدمی ہے۔
 فیصل جان نے رقم والا بلیک بشن رام کی طرف بڑھاتے ہوئے
 بلیک زبرد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
 "یقیناً یو۔" بشن رام نے ایک لمحے کے لئے بلیک کھو
 کر دیکھا اور پھر بند کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور
 خوشی کے تاثرات تھے۔

"آئیے صاحب جلدی کیجیے۔" بشن رام نے بلیک زبرد
 سے کہا۔

اور بلیک زبرد نے فیصل جان سے الوداعی مصافحہ کیا۔ اور
 بشن رام کے ساتھ مرٹر کو ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی اندر
 نے دو تین سی قدم اٹھائے تو پلٹ گئے کہ اچانک فضا میں گن کی گڑبڑ
 اور قزموں کی دھماکے سے گونجی۔ بشن رام پینچ مارکر اچھلا۔ اور منہ
 بل زمین پر گر پڑا۔ جب کہ بلیک زبرد و خاترجہ ہوئے ہی بجلی کی تہہ
 سے اچھلا اور ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑا۔

اس نے بات کرتے ہوئے آنکھ کا کونا دبا کر فیصل جان کو مخصوص اشارہ دیا تھا۔

”سب پتہ چل جائے گا پہلے انہیں باندھ دو۔ ان کی بیٹس استہ کرو۔ اور اگر یہ غلط حرکت کریں تو بھون ڈالو۔“ شاگل نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

لیکن دوسرے لمحے دہری طرح چیخا ہوا بلیک زیدو کے سینے سے آگھا۔ اور اُسی لمحے فیصل جان بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے دو آدمیوں کو نیچے گرا کر زور سے تلبا بندی کھائی اور ایک طرف جا کر۔ اور پھر فیصل جان اور چار افراد کے حلق سے بیک وقت گولیوں کی تڑتڑ کے ساتھ چیخیں نکلیں۔ فیصل جان نے نیچے گرتے ہی ایک آدمی کے ہاتھ سے چلتی ہوئی مشین گن چھین کر فائر کھولا تھا جب کہ دوسرے گولوں کی گولیوں نے اس کا رخ کیا تھا۔

”خبردار کوئی حرکت نہ کرے ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گا“ بلیک زیدو نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں میں پکڑی ہوئی مشین گن کو جو اس وقت شاگل کی گردن پرچی ہوئی تھی زوردار جھک کر دیتے ہوئے کہا۔ اور شاگل کے حلق سے فوج ہوسا والے بکرے کی طرح چیخ سی نکلی۔

”گولی مار دو۔ موت رکو۔“ شاگل نے دہری طرح پھر پھرتا ہوئے کہا۔ وہ شاید اب ہوش کی سرحد سے نکل چکا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ایک لمحے کے لئے ٹھکھنے والے شاگل کے باقی ساتھی ٹرگرباٹے مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی باہر

اُڑے پہلی کا پٹر کے ساتھ نصب کیڑے مار زہریلی ادویات کے سلنڈر سے زہریلی دوا کی بوچھاڑیں نکل کر ان سب پر پڑیں۔ اور دوسرے لمحے سب مری ہوئی کھیلوں کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ بلیک زیدو کا رخ بھی چکر گیا۔ اور وہ بھی شاگل سمیت ہی زمین پر اُڑنے کی خالی ہوئی مٹی کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ یہ حرکت فیصل جان کی تھی۔ سلنڈر میں پریشر سے بھری ہوئی زہریلی دوا گولیوں کے بنائے ہوئے سوداؤں سے قدم تیز رفتاری سے نکلی کہ بلیک بھگنے میں وہ سب اس کی لپیٹ لے آ گئے۔ فیصل جان کے جسم سے گولیاں لگنے کی وجہ سے خون مٹی رنساہ سے نکل رہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر زہر دست عدم آثار نمایاں تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر اس نے زہریلی دوا والی حرکت تو پھر ان دونوں کا زندہ چرچ نہ کھانا ناممکن تھا۔ گولیاں اس کی دونوں پس پر لگی تھیں۔ اس لئے اس کے ہاتھ اور اوپر والا جسم سلامت تھا۔

دوا کی بوچھاڑ ہوتے ہی اس نے سانس روک لیا۔ اور پھر وہ اسی زمین پر گھسٹا ہوا اس طرف بڑھا جہاں بلیک زیدو شاگل سمیت پر ڈھیر ہوا پڑا تھا۔

اب زہریلی دوا کا پریشر ختم ہو چکا تھا۔ کیونکہ مشین گن کی گولیوں نے شدید ان گنت سوداؤں کو دیسے تھے اس لئے سلنڈر میں موجود دوا کی گیس چند ہی لمحوں میں نکل گئی اور سلنڈر خالی ہو گیا۔ لیکن دوا زہریلی مٹی کے سانس روکنے کے باوجود فیصل جان کے ذہن کو اصل جھٹکے تک پہنچا۔ اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا وہ اب بلیک زیدو کے پاس پہنچا اور پھر اس نے زمین پر پڑے

ہوئے بلیک زبرد کا بازو دیکھو اور اُسے گھسٹتا ہوا ہیلی کا پٹر کی طرف
 بڑھا۔ بلیک زبرد بے ہوش تھا اور اس کا چہرہ سو جا ہوا تھا۔ فیصل جان
 کی اپنی جان پر مبنی ہوئی تھی۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ اگر وہ بہت
 با دگیا تو پھر موت یقینی ہے۔ چنانچہ وہ بلیک زبرد کو گھسٹتا ہوا ہیلی
 کا پٹر کے پاس لے کر پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ لیکن اب مسئلہ
 بلیک زبرد کو ہیلی کا پٹر میں چڑھانے کا۔ اس کی دونوں ٹانگوں
 مسلسل خون جادہ سی تھا۔ ایسی حالت میں وہ خود بھی کھڑا نہ ہو سکتا
 تھا۔ بلیک زبرد کو اٹھا کر ہیلی کا پٹر میں ڈالنے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا
 لیکن فیصل جان نے بہت نہ مادی اور وہ ہاتھوں کے زبرد سے
 سلسلہ کو پکڑ کر اڈیر کو اٹھا۔ اور پھر اڈیر کھڑکی کو پکڑ کر بازوؤں
 بل پر اپنے جسم کو کھینچ کر اڈیر ہیلی کا پٹر پر چڑھ گیا۔ اس کی توقع
 عین مطابق ہیلی کا پٹر میں رسی کا گچھا موجود تھا۔ اس نے رسی کو کھوا
 اور پھر کھڑکی کے ساتھ ایک باب میں اس نے رسی کا ایک سر
 کر اُسے دوسری طرف سے کھینچ کر رسی کے دونوں سرے
 پھینک دیئے۔ اور پھر اُسی طرح گھسٹتا ہوا وہ دایس نیچے
 گیا۔ رسی کے ایک سرے کو اُس نے بلیک زبرد کے دونوں بازوؤں
 کے اندر سے گزار کر بیٹنے کے گرد باندھ کر مضبوطی سے گانٹھ د
 دی۔ اور پھر رسی کے دوسرے سرے کو پکڑ کر پورے رسی طاقت
 کھینچنے لگا۔ رسی کے کھینچنے ہی بلیک زبرد کا جسم اڈیر کی طرف
 لگا۔ فیصل جان خود بھی زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور پھر بلیک زبرد کا جب
 خاصا بھاری تھا۔ فیصل جان کی اپنی حالت بھی درست نہ تھی

ایسی حالت میں بلیک زبرد کے جسم کو رسی کے زبرد پر اوپر اٹھانا
 ناممکن تھا۔ لیکن فیصل جان اس ناممکن کو ممکن بنانے پر تیار ہوا تھا۔
 اور اُسے جسم کا نپ رہا تھا۔ بچہ رسی سے شرابور ہو چکا تھا۔ لیکن
 بہت کھینچنے پوری قوت سے رسی کو کھینچنے جا رہا تھا اور بلیک زبرد
 ہم آہستہ آہستہ اڈیر کو اٹھ رہا تھا۔ درمیان میں کئی لمحے ایسے آئے
 تھے کہ اس کی بہت جواب دے گئی اور رسی اس کے ہاتھ سے
 نکلی۔ لیکن فیصل جان سر جھٹک کر پھر زبرد لگاتا اور آخر کار
 بلیک زبرد کے جسم کو کھلی کھڑکی تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔
 اب جس کے اندر رسی تھی کھڑکی کے اندر دنی طرف تھا۔ اس لئے
 زبرد کا آدھے سے زیادہ جسم کھڑکی کے اندر پہنچ چکا تھا۔ جب
 جان نے محسوس کر لیا کہ اب اگر وہ رسی چھوڑ دے تو بلیک زبرد
 وہاں سے نہ اُگھے گا بلکہ کھڑکی میں ہی رہ جائے گا تو اس نے
 بہت رسی چھوڑ دی۔ اور پھر بلیک زبرد کا جسم واقعی
 اس ہی رہ گیا۔ اس کی ٹانگیں باہر کو نکلتی رہی تھیں جب کہ باقی
 ہیلی کا پٹر کے اندر تھا۔

فیصل جان نے رسی چھوڑ دی اور پھر دوبارہ اُسی طرح گھسٹتا ہوا
 تھا اور پھر بلیک زبرد کے جسم کے اڈیر سے ہوتا ہوا ہیلی کا پٹر
 کھینچنے لگا۔ اندر پہنچ کر اس نے رسی بلیک زبرد کے جسم سے
 اور پھر اُسے اندر کی طرف گھسیٹ کر لٹا دیا اور خود وہ گھسیٹ
 لے بڑھا اور بائٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کی زخمی ٹانگیں بے جان
 نہ میں نیچے نکل رہی تھیں۔ لیکن اس کے ہاتھ درست

کام کر رہے تھے۔ چنانچہ اس نے ہیلی کا پٹر کا انجن شارٹ کیا۔
دوسرے لمحے ہیلی کا پٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ کافی بلندی پر پہنچا
اس نے اس کا رخ پائیکشیا کی سرحد کی طرف موڑا۔
ہیلی کا پٹر کو خاصی تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا وہ کا فرستانی
پارکر کے پائیکشیا کی سرحد میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا
وہ ناممکن کو ممکن بنانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اپنی بے پناہ
جرات اور ناقابل یقین قوت ارادی سے۔

عمرالضیٰ صاحب یہ فیصل جان واقعی آپ کا عرصہ جانشین
تھے۔ جس ہمت، دلیری، جرات اور ذمہ داری کا مظاہرہ اس
میں ہے۔ مجھے تو اس کے بارے میں سوچتے ہوئے بھی بھر پوری
ہے۔ بیک زبرد نے انتہائی عقیدت مندانہ انداز میں
اسے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت دانش منزل کے
فرد میں موجود تھے۔

ایک زبرد ابھی ہسپتال سے فارغ ہو کر عمران کے ساتھ ہی
تھا جب کہ فیصل جان پیشہ ہسپتال میں ابھی زبرد علاج تھا۔ اس
فول ٹانگوں کا علاج ہو رہا تھا۔ گولیوں نے اس کی ٹانگوں کا
تکلیف جگہ سے بھاڑ دیا تھا لیکن ہڈیاں محفوظ تھیں۔ اور فیصل جان
اس سے اس سارے مشن کی تفصیلات بتائی تھیں۔ کہ کس طرح
نے زہریلی دوا والا سلائڈ گولیوں سے پھاڑ کر سب کو بے ہوش

بل زبرد ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ اس نے جس انداز میں میری جان بچائی ہے، اور
 یہ طرح وہ مجھے اپنی حالت کے باوجود یہاں تک لے آیا ہے۔ میں
 یہ طور پر اس کا ہمیشہ ممنون رہوں گا۔“ بلیک زبرد نے کہا۔
 ”وہ تم جیسے رہنا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ مشن کا کیا ہوا۔“ عمران نے
 فیصلہ میں کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ مشن مکمل ہو گیا ہے۔“ بلیک زبرد نے
 سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے منہ کھول کر دو انگلیاں منہ
 پر رکھیں اور چند لمحوں بعد اس نے مائیکروفن نکال کر پہلے اُسے جیب
 میں ڈال کر صاف کیا اور پھر اُسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔
 ”یہ کس چیز کی فلم ہے۔“ عمران نے فلم کو ہاتھ میں لیتے ہوئے
 کہا۔ اور بلیک زبرد نے مختصر طور پر شروع سے آخر تک تمام حالات
 بیان کیے۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے صورت حال بہت زیادہ پیچیدہ
 ہے۔ میں اسے چیک کر لوں۔“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔
 مائیکروفن اٹھا کر وہ آپریشننگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زبرد اُسی
 جگہ بیٹھا رہا۔ اس کے ذہن میں ابھی تک وہی جو شش گھوم رہی تھی۔
 ”فیصل جان اُسے نکال کر لایا تھا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا
 بحیثیت ایجنٹ اس کا شکریہ ادا کرے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ
 ہفت ایجنٹ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ ویسے اس نے دل ہی دل
 یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جب بھی اُسے موقع ملا وہ فیصل جان کے

کیا اور پھر کس طرح وہ بلیک زبرد کو درسی کی مدد سے کھینچ کر ہیلی
 میں ڈالنے میں کامیاب ہوا۔ اور ہیلی کا پٹرک اس نے سہارا دیا کہ۔
 ”جئے جان بوجھ کر اتنی بلند سی پورے تھا کہ اُسے راڈار پر چیک کیا
 اور اس کی توقع کے عین مطابق ایر فورس کے طیاروں نے اُسے
 گھیر لیا۔“ اس نے پانکٹ کو بتایا کہ اس کا ادا اس کے ساتھی کا
 سیکرٹ سروس سے ہے۔ چنانچہ ہیلی کا پٹرک ایر فورس۔
 فوجی اڈے پر اتار دیا گیا۔ اور پھر خصوصی نگرانی میں ان دونوں کو
 ہسپتال پہنچایا گیا۔ دماغ سے طرزی انٹیلی جنس کے ذریعہ
 سر سلطان کو اطلاع دی گئی اور سر سلطان کے ذریعے
 عمران تک پہنچی۔ فیصل جان کا نام سننے ہی عمران سب کچھ سمجھ
 چنانچہ انہیں ایر فورس ہسپتال سے سیکرٹ سروس کے
 ہسپتال میں شفٹ کر دیا گیا۔ اور پھر عمران کو وہاں بہت
 فیصل جان سے سارے حالات معلوم ہوئے۔ تب وہ بلیک
 سے ملا۔ جسے ہوش آچکا تھا۔ اور پھر ڈاکٹروں کی طرف سے ذہن
 کردہ دونوں دانش منزل پہنچے۔ راستے میں عمران نے
 فیصل جان کے کارنامے کی پوری تفصیل سنائی تو بلیک زبرد
 جلا کہ فیصل جان نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے۔ درحقیقت
 کے بعد جب اُسے پتہ چلا کہ وہ کافرستان کی بجائے پاکست
 ہے تو حیرت سے اس کا دماغ ہی گھوم گیا تھا۔
 ”اگر وہ میرا صحیح جانشین ہوتا تو ناٹگوں کی بجائے سینے پر
 کھاکر آتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ہا اس کے ساتھیوں کو اغوا کر کے ان کے میک اپ میں دہاں پہنچ کر سے تباہ کر دیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں بلیک زیرو یہ اتنا آسان کام نہیں ہے جتنا تم اسے سمجھ رہے ہو۔ اب تو دہاں اس سلسلے میں ہنگامی حالات نافذ ہو چکے ہوں۔ اور اب تو ایک ہی صورت ہے کہ یا تو ہم اس کو یک پر ایٹم بم مار کر اسے تباہ کر دیں یا پھر اس سلسلے میں کوئی کمانڈو ایکشن کیا جائے۔" لڑان نے کہا۔

"کمانڈو ایکشن سے کیا مطلب۔" بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔

"مطلب ہے مار دھاڑ سے بھر پور فلم چلائی جائے۔ کشتوں کے پتے لگا دیئے جائیں۔ ایک ایک گولی سے دس دس افراد کٹھکے ہلاک ہوتے نظر آئیں۔" عمران نے منہ بند ہوتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے خفیف ہنسنے جھکا لیا۔ واقعی اس کا سوال انتہائی ہیچکانہ تھا۔

"میں سمجھ گیا آپ ڈی ایجنٹ ٹائپ ایکشن لینا چاہتے ہیں۔"

بلیک زیرو نے کہا۔ "بڑی جلدی سمجھ گئے مطلب۔ اگر زہریلی دوا چھڑکنے سے تمہاری قتل اس طرح تیز ہو جاتی ہے تو پھر مجھے اس کا بندوبست روزانہ کرنا ہو گا۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنسنے پڑا۔

"سنو بلیک زیرو اس سلسلے میں دو باتیں مد نظر رکھنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم نے کافرستان کو یہ باور نہیں ہونے دینا کہ ہمیں اصل میں کاپتہ چل گیا ہے۔ کیونکہ تو سکتا ہے وہ لوگ

اس احسان کا بدلہ ضرور چکا دے گا۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس آیا تو اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"یہ تو انتہائی خوف ناک منصوبہ تھا۔ اگر ہم اس موافق نہ کیے جہتی مومن میں نہ جلتے اور پھر مجبوراً قتل کے خاتمے کے لئے کیا کوئی ہے نہ اڑا یا جاتا اور میری نگاہ دائرہ میں ہم کے آپریشن پر نہ پڑتا تو ہمارا قومی دفاع شدید ترین خطرے میں تھا۔ قدرت واقعی تباہی کے حق میں نہیں۔ اس لئے ایسے اتفاقات پیش آ گئے۔" عمران نے کمری پر آکر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ صورت حال واقعی بے حد خطرناک ہے جب تک اس گن کو تباہ نہیں کیا جاتا۔ ڈیم سر کے شدید ترین خطرے میں رہے گا۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "جہاں تک اس فائل میں موجود رپورٹ کا تعلق ہے۔ اس کا سے تو یہ گن انتہائی محفوظ ہے۔ اور اب مجھے یقین ہے کہ تمہارا آنے کے بعد اس گن کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کیے گئے ہوں گے۔" عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے سوچ کر کوئی خصوصی منصوبہ بنانا پڑے گا۔ تب بات کی۔ یہ عام سامش نہیں ہے۔ دہاں پہاڑیوں میں ہمیں بڑی آہ سے کوئٹہ کر لیا جائے گا۔" عمران نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کافرستان طرزی انٹیلی جنس کے چ

مگر دکھے ہوں گے۔ لیکن اگر ہم عقبی طرف سے جانے کی بجائے کسی رخ سامنے کے رخ سے اس تک پہنچ سکیں تب اس کی تباہی ہو سکتی ہے۔" عمران نے سوچنے والے انسانیں کہا۔
لیکن سامنے کے رخ پر تو انتہائی خوف ناک دلدل ہے۔ اور نہ صرف ایک دلدل ہے بلکہ دلدلوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔
ایک زید نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو یہ لوگ ادھر سے مطمئن ہوں گے۔ اور انسان لوہیں سے کھاتا ہے جہاں سے وہ مطمئن ہو۔" عمران نے لکھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
تم ایسا کرو تمام ممبرز کو ارٹ کر دو کہ وہ لوگ ایک انتہائی ہم مشن کے لئے ذہنی طور پر تیار رہیں۔ ہم کسی بھی وقت جا سکتے ہیں۔
نہ دما جا کر جوزف اور جوانا سے دوچار نہیں رہیں۔ شاید کوئی منصوبہ بنایا نکل آئے۔" عمران نے کہا اور آپریشن روم کے بیرونی ہوائے کی طرف مڑ گیا۔

انتہائی طور پر گن کو استعمال کر کے ڈیم ہی اڑا دیں اور بعد میں جو رہے رہے کا ہوتا رہے گا۔ ظاہر ہے پاکشیا بھی جنگ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے کہ ڈیم کی تباہی کے بعد کافرستان سے جنگ شروع کر دے۔ اور جنگ بھی کر دے تب بھی اس ڈیم کی تباہی سے پاکشیا کا جو حشر تو گاہہ ظاہر ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس گن کریک کو تباہ بھی ہونا چاہیئے۔ اس کی موجودگی ہمارے لئے مستقل خدشہ ہے۔ اب دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر کوئی منصوبہ ترتیب دینا ہو گا۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔
"یہ دونوں کام بیک وقت کیسے ممکن ہیں۔" بلیک زید نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"ہو سکتے ہیں۔ اگر ایک چھڑ کاؤ تم پر اور کر دیا جائے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اب آپ نے تو میرا یہ مستقل مذاق بنا لیا ہے۔" بلیک زید نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو تمہاری عقل تیز کرنے کے لئے کہہ رہا تھا جو تم کو مدد دے رہنا چاہتے ہو تو رہو مجھے کیا۔" سو میرے ذہن میں ایک ہی منصوبہ بار بار آ رہا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اس گن کریک تک پہنچنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے وہ ہے اس کی عقبی طرف سے سامنے کے رخ پر دلدل ہے جب کہ سائیڈوں پر۔ یہ ناقابل عبور ہے۔ اور یقیناً کافرستان نے تمام تر حفاظتی انتظامات عقبی طرف

مسی کا پٹر کے ذریعے کالی پہاڑی پر پہنچا تو دو رہن نے اُسے زمین پر
 بے ایشی جنس کے افراد اور شاگل کو فنا غیظ طور پر ظاہر کر دیا۔ ایک
 لمحے کے لئے تو وہ یہی سمجھا کہ سب مر چکے ہیں۔ کیونکہ ان کے انداز
 ایسے ہی تھے۔ چنانچہ وہ فوری طور پر ہیلی کا پٹر نیچے اتار لایا اور
 پھر نیچے اتر کر اُسے معلوم ہوا کہ چار آدمی تو ہلاک ہو چکے ہیں جب کہ
 بچی اور شاگل نہ صرف بے ہوش پڑے ہیں بلکہ ان کے ہجرے
 ہی بُری طرح سوئے ہوئے تھے اور ان کی حالت انتہائی خراب تھی۔
 چنانچہ اس نے انتہائی پھرتی سے شاگل اور اس کے بے ہوش
 ساتھیوں کو ہیلی کا پٹر میں لا دیا اور انہیں سیدھا پیشی ملٹی ہسپتال
 لے جایا دیا۔ اس نے لاشیں اٹھانے میں بھی وقت ضائع نہ کیا
 کیونکہ اس طرح شاگل اور اس کے ساتھیوں کی حالت اور زیادہ
 بُرب ہو جاتی۔ لاشیں تو بعد میں بھی اٹھوائی جاسکتی تھیں۔ اور پھر
 اٹھانے اُسے بتایا کہ شاگل اور اس کے ساتھیوں
 کوئی نہر ملی گیس آزمائی گئی ہے۔ شاگل کو دوسرے دو ہوش
 تھا اور جب مارٹن نے اُسے تفصیل بتائی تو شاگل نے اس کا ذاتی
 پتہ پر شکریہ ادا کیا۔ پھر شاگل کے کہنے پر مارٹن نے مجبوری کے
 ساتھ ہی مارٹن رام کے متعلق تفصیلات معلوم کرائیں تو اُسے
 معلوم ہوا کہ ہیلی کا پٹر ایکیشیا کی سرحد میں داخل ہوا تھا۔ جہاں سے
 امت پاکیشیا نے اُسے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ مارٹن رام
 لاش البتہ دیں سے ملی تھی۔ چنانچہ شاگل سمجھ گیا کہ دونوں مجرم
 کسی طرح سے ہیلی کا پٹر سمیت نکلی جیلے میں کامیاب ہو

شاگل اپنے دفتر میں سر کپڑے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔
 آج ہی ہسپتال سے فارغ ہو کر آیا تھا۔ نہر ملی دوا کے زیر اثر
 اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو کر وہیں پڑے رہے تھے۔ اور شاگل
 وہیں پڑے پڑے ہی مر جاتے اگر اس کا اسسٹنٹ مارٹن اس کی
 طرف سے ہیلی کا پٹر کے آنے کی کال کا انتظار کرتے کرتے بے چارے
 ہو کر اُسے ٹرانسمیٹر کال نہ کرتا۔ جب شاگل کی طرف سے اس
 کال کا کوئی جواب نہ دیا گیا تو مارٹن کے دل میں دوسو سوں نے ڈیر
 ڈال لیا۔ اور اس نے از خود ہیلی کا پٹر لے کر کالی پہاڑی پر جانے
 فیصلہ کیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کافی بلند ہی پر سے دور رہیں گے
 ذریعے صورت حال چیک کرے گا تاکہ نیچے سے ہیلی کا پٹر داخل
 پر نظر نہ آ سکے۔ کیونکہ شاگل کی طرف سے کال کا جواب نہ ملنے کی
 سے وہ شدید پریشان ہو گیا تھا۔ چنانچہ طاقتور دور رہیں لے کر

اب کافی بہتر ہوں بائس۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔

تو پھر میرے دفتر میں آجاؤ۔ موجودہ صورت حال پر غور کرنے
لئے میں نے خصوصی میٹنگ بلائی ہے۔ طرزی انیشی جنس کا چیف
مقرر سنڈاری بھی شامل ہو رہا ہے تاکہ ہم اس مسئلے پر کوئی متفقہ
محمل طے کر سکیں۔۔۔ ٹھاکر نے کہا۔

تیس۔۔۔ کس وقت میٹنگ ہے۔۔۔ شاگل نے کہا۔
ابھی آجاؤ۔ کرنل سنڈاری کو بھی میں نے بلایا ہے۔ وہ بھی ابھی
نہج رہا ہے۔۔۔ ٹھاکر نے کہا۔

ٹھیک ہے باس میں آ رہا ہوں۔۔۔ شاگل نے کہا۔ اور
عمری طرف سے اد۔ کے کے الفاظ سن کر اس نے ڈھیلے ہاتھوں
پر سیور رکھ دیا۔ سیور رکھنے کے چند لمحوں تک تو وہ خاموش
رہا۔ پھر آہستہ سے اٹھا ادینی کیپ سر پر جاکر وہ دفتر سے باہر نکل
۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کارسیکر ٹریٹ کی طرف دوڑی
یاد رہی تھی۔ راستے میں ایک جگہ رک کر اس نے دو گلاس سیبوں
ہو جس کے پتے۔ تو اس کی طبیعت خاصی کمال ہو گئی۔ اور جسم میں
اوسستی اور ڈھیلپاں میں خاصی کمی آگئی۔ اب وہ پہلے کی نسبت
مستعد نظر آنے لگ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پیشل سیکرٹری کے دفتر کے دروازے پر
اُٹھا۔ اس کی آمد کی اطلاع ظاہر ہے پی۔ اے نے ٹھاکر صاحب
سے دی تھی۔ اس لئے اس نے جیسے ہی بند دروازے پر
ٹپک دی۔

گئے ہیں۔
ہسپتال میں طرزی انیشی جنس کے چیف کرنل سنڈاری نے
بھی اس سے ملاقات کی تھی اور شاگل نے تمام صورت حال اُسے
بتائی تو اس کا چہرہ بھی یہ سن کر ٹپک گیا کہ مجرم نکل جانے میں کامیاب
ہو گئے ہیں۔

زہریلی دوا کے اثرات ابھی تک شاگل کے ذہن اور جسم پر
تھے۔ لیکن یہ قابل برداشت تھے اس لئے وہ ہسپتال سے فارغ
کر دفتر آ گیا تھا۔ لیکن اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آئندہ اقدام
کیا جائے۔

اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اد۔
شاگل نے سیور اٹھایا۔

تیس۔۔۔ شاگل چیف آف سیکرٹ سروس۔۔۔ شاگل۔
ہجے میں حسب معمول گھن گرج کی بجائے ڈھیلپاں نمایاں تھا۔
"ٹھاکر بول رہا ہوں۔ پیشل سیکرٹری وزارت دفاع۔"
دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

تیس۔۔۔ تیس۔۔۔ شاگل نے فوراً ہی مودبانہ جہ
میں کہا۔ کیونکہ ٹھاکر اس کا بائس تھا۔ کافرستان میں سیکرٹ سروس
وزارت دفاع کے تحت ہی تھی۔ لیکن اُسے ڈیل پیشل سیکرٹری
کرنا تھا۔

"اب آپ کی طبیعت کیسی ہے مہر شمس۔۔۔ ٹھاکر نے
ہجے میں پوچھا۔ ظاہر ہے اسے پوری رپورٹ مل چکی تھی۔

میں کم ان مشر شاگل ۔۔۔ اندر سے ٹھاکر کی بھائی آواز نہ
 دی اور شاگل دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ کرنل سنڈ
 ویاں پہلے سے موجود تھا۔ شاگل بھی سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔ سیکرٹری
 ٹھاکر نے ریور اٹھا کر بیٹھنے کے لیے کرسی کی ڈسٹرٹس سے روک
 پھرنے میں کرنل کی دراز کھول کر اس میں سے ایک بڑا سا نقشہ نکالا۔
 اُسے میر پر پھیلادیا۔ یہ نقشہ کافرستان کے اس علاقے
 تفصیلی نقشہ تھا جس میں گن کریمک موجود تھی۔
 پہلے تو یہ بات طے کر لی جائے کہ کیا پاکیشیا کو گن اور کریمک
 متعلق معلومات مل چکی ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد اس کے جواب کی
 میں باقی بات چیت ہوگی۔ آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں کریمک
 سنڈاری ۔۔۔ سیکرٹری ٹھاکر نے کرنل سنڈاری سے بخدا
 ہو کر کہا۔
 ۔۔۔ رام داس کے دفتر میں وہ خفیہ فائل موجود ہے۔
 میں اس سارے منصوبے کی جغرافیائی رپورٹ ہے۔ یہ فائل ایک
 المادی کے انتہائی خفیہ خانہ میں ہے۔ میں نے چیکنگ کرانی ہے
 فائل یہ ستور اسی طرح اپنی جگہ پر ہے۔ اور خفیہ خانہ بھی اسی
 بند تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ نقی رام داس کا ملکہ اس فائل تک
 پہنچ سکا۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔
 "میرا خیال دوسرا ہے۔ یہ بات تو یقینی ہے کہ نقی رام داس کا
 پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ میں ۔۔۔ انہیں ایک
 پکنک اسپاٹ پر بھی دیکھ چکا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے انہیں

موجود ہے کی گن کریمک مل چکی تھی۔ جس بنا پر انہوں نے اصل رام داس کی
 لئے ایک نقی آدمی بھیجا۔ ظاہر ہے اس نقی رام داس کا ٹارگٹ وہی
 ہوگا۔۔۔ درجہ نقی رام داس کا کوئی ٹھکانہ نہیں بنتا۔ اب یہ رپورٹ
 اصل مل چکی ہے کہ اصل رام داس ماداک سے غائب ہے۔ اور یہ نقی
 اس بھی براہ راست ماداک سے یہاں پہنچا تھا۔ اس کا ڈرائیور کا نام
 جسے شکل سے پہچاننا یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ انہوں نے ماداک
 اصل رام داس کو ٹریپ کیا۔ اس سے ساری معلومات حاصل
 ہوئی۔ اور پھر اسے یقیناً قتل کر دیا گیا ہوگا۔ اصل رام داس چونکہ فائل کے
 ق جاننا تھا اس لئے لازماً اس سے ٹپ حاصل کر لی گئی ہوگی۔ اس
 نقی رام داس کو وہ المادی اور اس کے خفیہ حملے کا علم ہوگا۔ مٹری
 جنس نے جب پچھا یہ مارا تو نقی رام داس کو اس دفتر میں پہنچے
 تھے یقیناً اتنا وقت ہو چکا تھا کہ وہ اس فائل کو نکال کر اس کے نوٹ
 لے یا اسے ذہن میں رکھ لے۔ اور آخری بات یہ کہ اس کا اس
 میں ملک سے خراب تبادا ہے کہ وہ جن مشن پر آیا تھا۔ وہ پورا کر چکا
 ہے۔ یہ لوگ اس طرح خراب نہیں ہوتے۔ وہ یقیناً دوبارہ کوئی جاکر چلائے
 تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس فائل کے تمام متدبر جات پاکیشیا سیکرٹ
 کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اب یہ تو کرنل صاحب ہی بتا سکتے
 ہیں اس فائل سے سیکرٹ سروس کو اس گن اور کریمک کے متعلق
 معلومات مل سکتی ہیں۔ شاگل نے کہا۔ اب اس کی ذہنی
 کیفیت بالکل مائل ہو چکی تھی۔
 ۔۔۔ شاگل۔ آپ کی ذہانت واقعی قابل داد ہے۔ آپ کے

دلائل ٹھوس ہیں۔ ۱۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات طے شدہ ہو چکی ہے۔
کہ نقلی رام داس اس فائل کے مندرجہ ذیل سے جلنے میں کامیاب
پچھلے ہے۔ کیوں کہ کرنل سنڈاری۔۔۔ سیکرٹری ٹھاکر نے کہا۔
”جی ہاں، مسٹر شاگل کی بات میں واقعی ذوق ہے۔ میں نے
پر غور نہ کیا تھا۔۔۔ کرنل سنڈاری نے بھی اعتراض کرتے
کہا۔ اور شاگل کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ اس نے بہر حال م
انیٹیبل جنس کے چیف کو اپنی ضمانت سے مرعوب کر دیا تھا۔
”اب آپ بتائیں کہ اس فائل سے پاکیشیا سیکرٹ سروور
معلومات مل سکتی ہیں۔“ سیکرٹری ٹھاکر نے کرنل سے عرض
ہو کر کہا۔

پوری تفصیلات جناب۔ سوائے جن کی ساخت اور اس
کا دو ڈیجی اور اس کی تنصیب کی تکنیکی معلومات کے علاوہ باقی۔
کرنل سنڈاری نے کہا۔

”آپ نے اتنی اہم فائل کو اس طرح ایک غیر متعلق آفس میں
کہ سخت غلطی کی ہے کرنل۔ بہر حال اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔
سیکرٹری ٹھاکر نے انتہائی غصیلے ہو کر کہا۔

”سرم۔ اس میں کرنل سنڈاری کا قصور نہیں ہے۔ ان کا وہ
پہلے کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروور سے نہیں بڑا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے علاوہ اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس قسم کی فائل
دفتر میں بھی ہو سکتی ہے۔“ شاگل نے کرنل سنڈاری کی طرف
کہتے ہوئے کہا۔

سرم۔ اب صرف سوچنے کی بات یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروور
میں منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے لئے کیا اقدام کرتی ہے۔ اور ہم نے
فی اقدام کیا تو کرنا ہے۔ شاگل نے کہا۔

”جہاں تک اس گن اور کریک کی حفاظت کا تعلق ہے۔ اس سلسلے
میں پہلے ہی انتہائی اقدامات کئے چکے ہیں جن کی تفصیلات میں ٹھاکر
”جب کو بتا چکا ہوں۔“ کرنل سنڈاری نے کہا۔

”ہاں۔ اقدامات واقعی انتہائی شاندار ہیں۔ کم از کم ان اقدامات کے
جس علاقے میں غیر متعلق آدمی تو ایک طرف۔ یا کوئی جانور بھی نظروں
سے نہیں چھپ سکتا۔“ سیکرٹری ٹھاکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جناب آپ کی بات بالکل درست ہے۔ یقیناً یہ اقدامات انتہائی
شاندار ہوں گے۔ اور ان کا توڑ نہ ہوگا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا
بکٹ سروور کو کوئی ایسا منصوبہ بنائے گی کہ یہ سارے اقدامات دھڑے
کے دھڑے رہ جائیں گے۔“ شاگل نے کہا۔

”کیسا مطلب۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس والے مافوق الفطرت ہیں۔ جن بھوت ہیں جو کسی کی نظروں میں
نہیں بغیر کسی کریک کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے یا وہ اس
ہائیم ہم فائر کریں گے۔ اس بار سیکرٹری ٹھاکر نے قدرے
غصیلے ہو کر کہا۔

”آپ انہیں نہیں سمجھتے۔ انہیں یہ معلوم ہوگا کہ ایسے انتظامات

نہ کرکے ایک ایک کر ختم ہوتا ہے۔ اب آب تیلیے کہ ادھر سے کون یہاں
جاتا ہے اور کیسے۔ کرنل سنڈاری نے نقشہ پر پینسل سے
برکھینچے ہوئے کہا۔

لیکن بہر حال ہمیں اس طرف نگرانی تو کرنی چاہیے۔ کسی بھی انداز
لے۔ شاگل نے قدمے ڈھیلے بچے میں کہا اس کے انداز سے
ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے خودیقین ہو گیا ہے کہ واقعی ادھر سے کوئی
بچہ آسکتا اور اس کی بات ہی نہیں۔

”ضرورت ہی نہیں ہے۔ ویسے بھی اس کرکے کے اندر عملہ موجود
قبل ہے۔ جو اس دلدل کو دوڑنا پیک کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں
غائبی کافی ہے۔“ کرنل سنڈاری نے قدمے سخت ہلچے
لے کر کہا۔

”سنیے۔ آپ لوگوں کی بحث سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر
سیکڑت مردوں نے کوئی مشن اس گن کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا تو
ہم دے کی عقی سمت سے ہی آسکتے ہیں اور عقی سمت کا سلسلہ
ہم انکو سمت سے آکر ملتا ہے۔ کھاڑی یا دلدل کی طرف نگرانی
بے سود ہے۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ شمالی طرف سے جہاں
سے کھاڑی نکل رہی ہے وہاں ایک گران چوکی بنائی جاسکتی ہے۔
اس لئے میرا خیال ہے کہ دارالحکومت اور اس کھاڑی کے مابین
سیکڑت مردوں کی نگرانی اور چیکنگ اور اسے روکنے کی ذمہ داری
مسٹر شاگل اٹھائیں۔ اور کرکے اور اس کی عقی ہیاڑیوں کی حفاظت
ذمہ داری کرنل سنڈاری اپنے ذمہ لیں۔ آپ دونوں کا آپس

کئے جا چکے ہوں گے۔ تو کیا وہ خاموش بیٹھ جائیں گے۔“ شاگل
تکی پر تکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل آپ مسٹر شاگل کو اپنے اقدامات کی تفصیل بتائیں پھر
ان کا خیال بدل جائے۔ یہ یقیناً انہیں عام اقدامات سمجھ رہے ہوں
سیکڑی ٹھکانے کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کرنل نے نقشہ
کی مدد سے حفاظتی انتظامات کی تمام تفصیل شاگل کو سمجھانی شروع
دی۔ شاگل خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

”اب آپ بتائیے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔“ سیکڑت
ٹھکانے کہا۔

”واقعی ایسے انتظامات ناقابل تسخیر ہیں۔ لیکن ایک بات عرض
کرنا۔ یہ سارے انتظامات جن کرکے کے عقی طرف کئے گئے ہیں
باقی اطراف کو ناقابل عبور سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہے۔
شاگل نے کہا۔

”ظاہر ہے مسٹر شاگل سائیڈ میں ناقابل عبور ہیں اور سامنے کی
خونٹ مال دلدلوں کا طویل سلسلہ ہے۔“ کرنل سنڈاری
منہ ہلکتے ہوئے کہا۔

”اس نقشے میں ذرا دکھائیں کہ یہ دلدلوں کا طویل سلسلہ کہاں
شروع ہوتا ہے۔“ شاگل نے نقشہ پر پھکتے ہوئے کہا۔

”یہ دیکھئے شمالی سمندر سے ایک وسیع کھاڑی گھر گ کھاڑی
کا۔“ مہا بایں جانب کو مڑ کر اندر تک چلی آئی ہے۔ گھر گ کھاڑی
کے اختتام سے دلدلوں کا طویل سلسلہ وقفہ وقفہ سے شروع ہو

میں مستقل رابطہ رہے۔ تاکہ ہر وقت ایک دوسرے کی امداد کی جلتے
اس طرح ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو فکسٹ دے سکتے ہیں۔
سیکرٹری ٹھاکر نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ اب آئیے دوسرے پہلوؤں پر بار
کر لیں۔ سیکرٹ سروس والے ایک کام اور کر سکتے ہیں۔ وہ کرنل سنڈ
اور ان کے آدمیوں کو اغوا کر کے ان کا روپ دھار سکتے ہیں۔ ایسے
صورت میں انہیں کر یک تک پہنچنے میں کون روک سکتا ہے
شاگل نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے کیا ہم احمق اور بیکے ہیں۔ آپ مٹھی اٹلیج
کی توہین کر رہے ہیں۔“ کرنل سنڈاری نے اس بار غصے
لہجے میں کہا۔

جس طرح مام داس کے سلسلے میں ممکن ہوا ہے۔ بہر حال احمق
اچھی چیز ہے۔ شاگل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”دیکھئے میرا خیال ہے کہ ہمیں آپس میں اختلاف کرنے کی بجائے
ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیے۔ مسٹر شاگل کی بات درست
ہے سب کچھ ممکن ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ دونوں
آپس میں کوئی مخصوص کوڈ طے کر لیں۔ ایسا کوڈ جس کا آپ دونوں کے
علاوہ کسی تیسرے آدمی کو حتیٰ کہ مجھے بھی علم نہ ہو۔ اور آپ ایک دوسرے
کو جب بھی کال کریں وہ کوڈ کسی نہ کسی انداز میں ضرور دہرائیں۔ اس
طرح صورت حال واضح رہے گی۔“ سیکرٹری ٹھاکر نے دونوں پر
بیچ بچاؤ کراتے ہوئے کہا۔

اور کے۔ ٹھیک ہے جناب۔ ہم طے کر لیں گے۔ شاگل
نہی سنڈاری دونوں نے بیک وقت سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
”اب ایک اور بات۔ مسٹر شاگل کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی طرح
پہلے سے اس بات کا علم ہو جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا
وجہ بنا رہی ہے یا وہ کیا منصوبہ بنائے گی تاکہ ہم فوری طور پر اس کا
ہٹ سکیں۔“ سیکرٹری ٹھاکر نے کہا۔

”ہر ایک صورت ہے کہ میں یہاں ایسے لوگوں کی نگرانی کر اؤں
تعلق کسی نہ کسی انداز سے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو سکتا
ہے۔ ایسے کچھ لوگ میری نظر میں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا
سروس اپنے کسی منصوبے کے لئے ان سے ضرور رابطہ کرے
اس طرح ہمیں ہر وقت پتہ چل جائے گا۔ اس کے علاوہ اور تو
صورت نہیں ہے۔“ شاگل نے کہا۔

”کوڈ ایڈیا۔ ٹھیک ہے اب ہر بات طے ہو گئی۔“ سیکرٹری
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھتی ہوں۔“ دونوں نے جواب دیا۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے
سیکرٹری ٹھاکر نے ان سے مصافحہ کیا اور وہ دونوں ایک دوسرے
پر پیچھے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

لکھوٹے موٹے حروف سے ایک ایسے سرکاری ادارے کا نام لکھا
 ہاتھ تھا۔ جس کا کام سمندر میں دیس بچ کر مانتھا۔
 لاپنج تھوڑی دیر بعد آکر جہاز کے ساتھ رک گئی۔
 "ہیلو" — لڑکی نے لاپنج کو روکتے ہوئے نوجوان کی طرف دیکھ
 کر ہاتھ لہرایا۔

"ہیلو ڈیر" — نوجوان نے دُور بین آنکھوں سے ہٹا کر مسکراتے
 ہوتے جواب دیا۔

لڑکی نے بڑی پھرتی سے لاپنج کو جہاز کے ساتھ باندھا۔ اور پھر
 مخصوص سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر عرشے پر پہنچ گئی۔
 "کوئی تعاقب میں تو نہیں ہے؟" — لڑکی نے اس نوجوان کے
 ریب آکر سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کوئی نہیں ہے۔ میں نے ابھی طرح چیک کیا ہے۔"
 جوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر جہاز کے اندر دنی جیسے
 ن طرف بڑھ گیا۔ ایک راہداری سے گزردہ ایک چھوٹے سے کمرے
 بن پہنچ گئے۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجایا ہوا تھا۔ نوجوان میز کے
 چھے موجود کسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ لڑکی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی اور
 اس نے بڑی احتیاط سے اپنے دائیں کان میں لٹکتا ہوا ایندہ اتار کر
 جواں کے حوالے کر دیا۔ اس بندے کے درمیان میں سرخ رنگ
 ایک موتی تھا۔ نوجوان نے غور سے موتی کو دیکھا اور پھر سر ہلاتے
 وئے اس نے میز کی دواڑ کھول کر اُسی طرح کا ایک اور بندہ دواڑ سے
 نکالا اور اُسے لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔

لاپنج خاصی تیز رفتاری سے سمندر کے سینے پر دوڑ رہی تھی
 لاپنج کا سیڈنگ ایک خوب صورت دوشیزہ کے ہاتھوں میں تھا۔ جہا
 نے سر نہانے کا محض سا نہانے کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کے
 سنہرے بال ہوا میں اڑ رہے تھے۔ اس نے آنکھوں پر بڑے بڑے
 شیشوں والی گالگل پہن رکھی تھی۔ سرخ لباس کی دجہ سے وہ دُور سے
 بالکل شعلہ جوالہ نظر آنے لگی تھی۔ لاپنج سمندر کے اندر کافی فاصلے پر پہنچ
 ایک چھوٹے سے جہاز کی طرف جا رہی تھی۔ جہاز کے عرشے پر رہنے والے
 کے ساتھ خوب صورت اور سڈول جسم کا مالک نوجوان آنکھوں سے دُور
 لگائے جھکا کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر صرف نیکمر تھی۔ اور اس کی نگاہیں
 اسی لاپنج پر جمی ہوئی تھیں۔ جو خاصی تیز رفتاری سے جہاز کی طرف
 بڑھی چلی آ رہی تھی۔ جہاز اپنی ساخت سے بڑی پھیلیاں پکڑنے والا نہ
 رہا تھا۔ اس پر کافرستان کا جھنڈا لہرایا تھا۔ اور جہاز پر سیاہ رنگ

سے پر یاد تو ابداری کے فرش کا ایک مخصوص حصہ کسی صندوق
 ٹھکان کی طرح اوپر کو اٹھ گیا۔ اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف
 ہی تھیں۔ صفدر سیڑھیاں پھلنا لگتا ہوا نیچے اترا۔ جب اس
 پٹی سیڑھی پر قدم رکھے تو اوپر فرش برابر ہو گیا۔ سیڑھیوں کا
 ہر ایک دروازہ پر ہوا۔ اور صفدر دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر
 ہو گیا۔ یہ کمرہ بھی دفتر کے سے انداز میں تھا۔ اور ایک بڑی
 سائینڈ میں ایک چھوٹی میز کے پیچھے جویا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے
 نے ایک جدید ساخت کا الیکٹرک ٹائپ رائٹر پر ہوا تھا۔ صفدر
 نہ جویا کے سامنے نہ کھلا۔ اور خود ایک کرسی اٹھا کر سائینڈ پر
 با۔ جویا نے ایک لمحے کے لئے بندہ کو دیکھا۔ اور پھر ٹائپ
 کے نچلے حصے کو انہی کی مدد سے مخصوص انداز میں کھٹکھٹایا۔ دوسرے
 نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا خانہ بن گیا۔ جویا نے بندہ اس
 میں ڈالا اور پھر الیکٹرک ٹائپ رائٹر کی سائینڈ میں لگا ہوا بیٹن دبا
 دوسرے لمحے ٹائپ رائٹر کا راڈ حرکت میں آ گیا۔ اور اسی آواز میں
 لیس جیسے کوئی خاص تیز رفتار سی ٹائپ میں صرف ہو۔ تقریباً
 نٹھک مسلسل ٹائپ ہونے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر
 نت خاموشی چھا گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی خانہ دوبارہ کھلا۔ اور
 نے اندر موجود بندہ اٹھا کر خانہ بند کر دیا۔

لو صفدر اب یہ دوسری رپورٹ تک فارغ ہو گیا۔ جویا
 مگر کہ بندہ صفدر کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔
 اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ اچانک دروازہ کھلا

یہ لو۔ اور اب تم جاؤ۔ نوجوان نے ہلکی سے مخاطب ہو
 کہا۔ ہلکی نے سر ہلاتے ہوئے دوسرا بندہ لیا اور پھر اسے اپنا
 دائیں کان میں پہن کر وہ اٹھی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل کر باہر
 سے ہوتی ہوئی عرش پر آگئی۔ جب وہ اپنی لایخ میں پہنچی تو نوجو
 بھی عرش پر پہنچ گیا۔ اس کے گھے میں دُور میں لٹکی ہوئی تھی۔
 چند لمحوں بعد ہلکی کی لایخ جہاز سے آگے سمندر میں بڑھ گئی۔
 دُور میں آنکھوں سے لگائے لایخ اور اس کے گرد دُورِ آج کو دیکھتا رہ
 یخ ایک مہیا پر کاٹ کو دوبارہ ساحل کی طرف مڑ گئی۔ جب لایخ
 ساحل کے قریب موجود بڑے جہازوں کی آڑ میں گم ہو گئی۔ تو نوجوان نے
 ایک طویل سانس لیا اور دُور میں گئے میں لٹکا کر وہ واپس مڑا۔ اور واپس
 اسی کمرے میں آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام
 کا دسویں دہائی اور اس کا ایک نمبر دبا دیا۔

ریس۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 رپورٹ مل گئی ہے جویا۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ کسی نے تعاقب
 نہیں کیا۔ اس بار نوجوان کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

چیک ہے صفدر۔ رپورٹ لے کر نیچے آ جاؤ۔ میں نعمانی کو عرش
 پر بھیج رہی ہوں۔ دوسری طرف سے جویا نے کہا۔ اور اس کے
 ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے رسیوں رکھا اور پھر مڑ کر اس نے ایک الماری میں
 سے لباس نکال کر پہنا۔ اور پھر میز کی دروازے سے بندہ اٹھا کر وہ دفتر سے
 نکلا اور ایک واپداری کے آخر میں جا کر اس نے فرش کے ایک کونے

اور نعمانی اندر داخل ہوا۔

”بحری پولیس کی ایک بڑی کشتی ہمارے جہاز کی طرف آ رہی ہے
نعمانی نے تیز بچے میں کہا۔

”ادہ اچھا ٹھیک ہے۔ آؤ جو لیا جلدی کر دو۔“ صفدر
اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور جو لیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر
تینوں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے اوپر دالی منزل پر
گئے۔ جو لیا اور صفدر تو جلدی سے دفتر والے کمرے کی طرف
گئے۔ جب کہ نعمانی واپس عرشے کی طرف چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد انہیں بے شمار بھاری قدموں کی آوازیں سنا
دیں۔ اور پھر چند لمحوں بعد دفتر کا دروازہ کھلا اور چار افراد اندر
ہوئے۔ اس وقت صفدر بڑی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ جب
جو لیا سائیکل کی میز کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے شارٹ سینڈل کی
ہاتھ میں کپڑی ہوئی تھی جس کا آدھا صفحہ بھرا ہوا تھا۔

”سہ۔ یہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔“ اندر سب سے
داخل ہونے والے نعمانی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور صفدر نے اپنے سامنے شاگل کو دیکھ کر ایک طویل سانس
شاگل سادہ لباس میں تھا جب کہ اس کے پیچھے بحری پولیس کے
اعلیٰ آفیسر باقاعدہ یونیفارم میں تھے۔

”جی تشریف دیکھئے۔“ صفدر نے کرسی سے اٹھ کر ان
استقبال کرتے ہوئے خوشدلی سے کہا۔

”میں سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہوں اور یہ بحری پولیس

اور مسٹر داس اور مسٹر توکل ہیں۔ شاگل نے بڑے نخوت
سے انداز میں کہا۔

”ادہ اچھا اچھا۔ تشریف دیکھئے۔ یہ انام ایس۔ کے پنڈت ہے۔
بن ریسرچ آفیسر ہوں۔ یہ میری سیکرٹری مس رام کل ہیں۔“

”میں نے سنا کہ آپ شاگل اور دونوں آفیسر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔
ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک لڑکی آپ کے جہاز پر آ کر واپس گئی ہے۔
اس وقت بغیر اس لباس کے عرشے پر دو درہن سمیت موجود تھے۔
لڑکی کے ساتھ جہاز کے اندر چلے گئے۔ اور تھوڑی دیر

کی واپس آ گئی۔ آپ بھی عرشے پر پہنچ گئے۔ جب لڑکی واپس چلی
آئی تو بھی اندر چلے گئے۔“ شاگل نے ایک ایک لفظ چپا
رقعہ مکمل کیا۔

”جی ہاں۔ مس کو را آئی تھیں۔ وہ ہمارے چیف ڈائریکٹر کی صاحبزادی
بیچن ڈائریکٹر جناب ارمان داس صاحب۔ وہ چیف ڈائریکٹر
اب کو فون کرنے آئی تھیں۔ فون کر کے چلی گئیں۔“ صفدر

وہے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تو نے یہاں جہاز پر آئی تھیں۔ کیا مطلب۔“ شاگل

کی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ آپ کی حیرت بجا ہے۔ چیف ڈائریکٹر صاحب ان دنوں
کام میں گئے ہوئے ہیں۔ جہاز پر وائرس فون ہے۔ تاکہ

میں ان سے فوری رابطہ قائم کیا جاسکے۔ اس لئے یہاں
میں جس بات کو سوسکتی ہے جب کہ باقی جگہوں سے ظاہر ہے۔

آپ جانتے ہی ہیں۔ فارن کال کے کیا پراپلم ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ صف
جنتے ہوئے کہا

اُسی لمحے درد اذہ کھلا اور ایک اور آفیسر اندر داخل ہوا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے جناب۔ جہاز پر کوئی مشکوک چیز نہ
ہے۔" اس آفیسر نے اندر آ کر کہا۔

"اور۔۔۔۔۔ کے۔۔۔۔۔ تم جاکر اس لڑکی کو لے آؤ۔" شاگل نے
آفیسر سے کہا اور آفیسر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"مسٹر پنڈت۔ کیا آپ مجھے اپنا شناختی کارڈ اوردوسرے
کاغذات دکھا سکتے ہیں۔ جس سے مجھے یقین ہو کہ آپ واقعی ریسر
ڈپارٹمنٹ کے ملازم ہیں۔" شاگل نے اس بار قہر سے کہنا
بیچھے ہیں کہا۔

"جی ہاں کیوں نہیں۔" صفر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے چمڑے کا ایک ٹیچر
کیس اٹھایا۔ اور اسے کھول کر اس میں سے کارڈ اور دوسرے کاغذ
نکال کر شاگل کے سامنے رکھ دیئے۔ شاگل غور سے کاغذات
اور کارڈ کو دیکھتا رہا۔

اُسی لمحے درد اذہ ایک بار پھر کھلا اور وہی لڑکی جو صفر کو بُد
دے کر گئی تھی اس آفیسر کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ لڑکی کے ہاتھ
پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے مسٹر پنڈت۔ انہوں نے مجھے ساحل پر کیر کیا
اور پھر یہ مجھے یہاں لے آئے۔ انہوں نے میری تلاشی لی۔" لڑکی

فہم احتجاج کرنے والے انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں میں کوہا۔ یہ سرکاری آفیسر ہیں۔ ان کا کام ہی چیکنگ
ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ جب مطمئن ہو جائیں گے تو آپ سے حذر
میں گے۔" صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور لڑکی عمر کو بھٹکتی ہوئی شاگل کے ساتھ دلی کو سی پڑھتی تھی۔
ٹھیک ہے رکھیں۔" شاگل نے کارڈ اور کاغذات واپس
لے جاتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں کوہا۔ آپ کے والد صاحب کیا کرتے ہیں؟
لڑکی نے اس بار سر کوڑا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈیڈی۔ ڈیڈی چیف ڈائریکٹر ہیں۔" لڑکی نے برا سامنے
لہتے ہوئے کہا۔

"آج کل کہاں ہیں؟" شاگل نے دوسرا سوال کیا۔
"آخر آپ یہ انٹرویو کیوں لے رہے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہیں جوہ
ہیں۔ مجرم ہوں۔ کیا ہوں۔" لڑکی نے بھڑکنے ہوئے کہا۔

"پلیز میں کوہا۔ جذبات میں مت آئیے۔ آپ نہیں سمجھتی۔ یہ ہمارے
مس کے بہت بڑے آفیسر ہیں۔ آپ کے ڈیڈی سے بھی بڑے۔

ہم سے تعاون ہم سب کا فرض ہے۔" صفر نے لڑکی کو سمجھانے
کے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر شاگل کی تعریف میں خلع فقرے کہے

تھے۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق شاگل کا سینہ بھول گیا تھا۔ اور
بہرے پر چپک اٹھی تھی۔

"ڈیڈی ڈیڈی کادمن گئے ہوئے ہیں۔ سرکاری کام پر۔"

۱۔ آپ مینٹنگ میں گئے ہوئے تھے۔ میں جہاز پر سے بول رہی ہوں۔
 آپ سے بھی بڑے ایک آفیسر صاحب موجود ہیں۔ وہ شاید آپ
 بات کرنا چاہتے ہیں۔" مس کورا نے کہا۔

"مجھے بڑے آفیسر۔ کون ہیں۔ ان سے بات کرواؤ۔"
 جی طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور مس کورا نے رسیور
 اگی طرف بڑھادیا۔

"ہیلو۔ کون صاحب بول رہے ہیں۔" شاگل نے سخت
 میں کہا۔

"میں ارمان داس چیف ڈائریکٹر سی۔ ریسرچ بول رہا ہوں۔ آپ
 صاحب ہیں۔" دوسری طرف سے بھی سخت الجھے میں کہا

"میں چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ ہم خصوصی
 کے لئے جہاز پر آئے ہیں۔ ایک ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے۔
 کہاں سے بول رہے ہیں۔" شاگل نے کہا۔

"اوه اچھا اچھا۔ ضرور کچا کچک کیجئے۔ میں ڈیپارٹمنٹ کا روم سے بول
 ہوں۔ میں مسٹرینٹ سے کہہ دیتا ہوں۔ وہ آپ سے مکمل تعاون
 لے گئے۔" دوسری طرف سے نرم الجھے میں کہا گیا۔

"وہ مکمل تعاون کر رہے ہیں۔ آپ کے کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ
 لیئے آپ کب واپس آ رہے ہیں۔" شاگل نے سر ہلاتے
 لئے کہا۔

"میں تو ابھی دو ماہ تک یہیں ہوں۔ ایک سرکاری کام کے سلسلے

میں کورا نے نرم الجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہ
 پر شاگل کے لئے مرکوبیت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"آپ کی رہائش کہاں ہے۔" شاگل نے پوچھا۔

"میں گواڈیورسٹی میں طائفے کی طالب علم ہوں اور وہیں ہوش
 رہتی ہوں۔ میری مئی فوت ہو چکی ہے۔ اور ڈیڈی اپنے دفتر کے
 ملحقہ ایک چھوٹے بیگ میں بستے ہیں۔ اور میں لاپنج پر سیر کرنے
 یہ میری جانی ہے۔ تو مجھے خیال آ گیا کہ ڈیڈی سے ہیلو ہیلو کر لی جا
 چنانچہ میں یہاں آئی۔ لیکن ڈیڈی کسی مینٹنگ میں مصروف تھے۔
 لئے بات نہ ہو سکی اور میں واپس چلی گئی۔ اس کے علاوہ کوئی
 سوال ہو تو وہ بھی پوچھ لیجئے۔" مس کورا نے منہ بند تے ہوئے
 جواب دیا۔

"دعا اپنے ڈیڈی سے میری بات کر لیئے۔" شاگل نے چہ
 لچھے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"فون دیکھیے مسٹرینٹ۔" چلو اس وقت تو بات نہ ہوئی تھی
 اب ہو جائے گی۔" مس کورا نے کہا۔

اور پھر صفدر نے میز پر پڑا ہوا سرخ رنگ کا فون مس کورا کی
 طرف کھسکا دیا۔ مس کورا نے رسیور اٹھایا۔ اور پھر تیزی سے ہم
 ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیس۔ ارمان داس۔" دوسری طرف سے ایک بھج
 آواز سنائی دی۔

"ڈیڈی۔ میں کورا بول رہی ہوں۔ پہلے بھی میں نے آپ کو فون

میں تھیں۔ ارمان داس نے جواب دیا۔

”آپ کی صاحبزادی کہاں رہتی ہیں۔“ شاگل نے پوچھا۔
 ”گواڈیویرسٹی کے ہوسٹل میں۔ کیوں۔ کیا اس سے کوئی
 گئی ہے۔“ چیف صاحب۔ یہ اس کی بڑی نہیں ہے۔ بس ذرا جذبات
 اگر اس سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو پزیر محاف کر دیجیے گا۔ ارمان
 نے کہا۔

”اوسے نہیں۔ یہ تو معمول کی چیکنگ تھی۔ مس کو رات بھر پور تھا
 وہی ہیں۔ یہ بتاتے کہ اس جہان میں کتنا علم رہتا ہے۔ اور کیا کام
 ہے۔“ شاگل نے کہا۔

”یہاں پانچ افراد کام کرتے ہیں۔ مسٹرینٹ جو چیف ریسرچ
 آفیسر ہیں۔ ان کی سیکرٹری مس رام کلی۔ ایک سیکورٹی آفیسر۔
 اور ایک اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر مسٹر مارٹن۔ اور جناب
 کام سمندر کی تہہ میں ہونے والی جغرافیائی تبدیلیوں پر ریسرچ
 اوریج اپنی رپورٹیں ماہانہ بنیاد پر میرے دفتر بھیجتے ہیں جہاں سے ذ
 ریسرچ کو منتقل کر دی جاتی ہیں۔“ ارمان داس نے تفصیل
 ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے شکریہ۔“ شاگل نے مطمئن ہوتے ہوئے آ
 اور سیورہ دکھ دیا۔

”ٹھیک ہے مس کو رات۔ آپ جاسکتی ہیں۔ میں تکلیف دہی کے
 معذرت خواہ ہوں۔“ شاگل نے اس بار مسکرا کر اس کو رات
 مخاطب ہو کر کہا۔

”ارے نہیں جناب۔ کم از کم اس بہانے مجھے سیکرٹ سروس کے
 ایک سے ملنے کا موقع مل گیا ہے۔ ہم لوگ تو جاسوسی ناول پڑھ پڑھ کر
 سیکرٹ سروس کے چیف کو کوئی مافوق الفطرت قسم کا آدمی سمجھتے تھے۔
 لیکن آپ کی شخصیت تو بڑی دلآویز اور دلچسپ ہے۔“ آپ کبھی ہماری
 نیورسٹی تشریف لاتے۔ یقین کیجئے بیڑا مزہ آئے گا۔ اور اب بھی
 میں جب اپنی سہیلیوں کو بتاؤں گی کہ میں سیکرٹ سروس کے چیف
 سے مل کر آئی ہوں تو رام قسم وہ ہرگز یقین نہیں کریں گی۔“
 مس کو رات نے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔

”ارے نہیں مس کو رات۔ ہم بھی عام انسانوں کی طرح انسان ہیں بس
 ہمارے پردہ وہ کہ کام کرتے ہیں۔ اس لئے لوگ ہمارے متعلق ایسا
 غرضنا لیتے ہیں۔“ شاگل کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو گیا تھا۔
 ”اچھا جناب شکریہ۔“ مس کو رات نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور
 پردہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

”مسٹرینٹ۔“ آپ لوگ مستقل یہیں رہتے ہیں۔“ شاگل
 نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم جہان میں نہیں رہتے جناب۔ یہاں صرف سیکورٹی آفیسرات
 مقرر رہتے ہیں۔ ہم رات کو اپنے اپنے گھروں میں چلے جاتے ہیں۔“
 صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ اور یہ جہان یہیں رہتا ہے۔“ شاگل نے پوچھا۔
 ”جی نہیں۔“ ہم ضرورت کے مطابق ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں۔
 بہر حال رہتے ہم کا فرستان کی سمندری حدود کے اندر ہی ہیں۔ البتہ دو

میں ہاتھ ملاتا رہا جب تک کشتی کافی فاصلے پر نہ پہنچ گئی۔ نعمانی بھی ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ پھر صفدر واپس مڑا۔ لیکن نعمانی اُسی طرح کھڑا رہا۔ صفدر تیز قدم اٹھاتا واپس دفتر میں آیا۔
 "خاصی لمبی چینگ کی ہے انہوں نے۔" جولیانے طویل سنہ لیتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ لیکن چیف باس کے انتظامات دیکھو۔ ہر لحاظ سے کمبو شنگل جیسا آدمی بالکل مطمئن ہو کر گیا ہے۔" صفدر نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ اور جولیانے سر ہلادیا۔

ٹائمر اس نے کار ہوٹل گرینڈ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں ٹوٹتی ادلتے لڑکی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں خاصا رش تھا لیکن پارکنگ ہوائے ہیات پر اس نے ایک خالی جگہ پر اپنی کار پارکنگ کی اور پھر اُسے بند کر دیا۔ نیچے اتر آیا۔ اس کے جسم پر کشمیری رنگ کا سوٹ تھا اور پھر پر متانت اور سنجیدگی داغ مقدار میں موجود تھی۔ وہ تیز تیز قدم ہوٹل کے اندر وئی گیٹ کی طرف بڑھا۔ بال میں داخل ہو کر وہ سیدھا مڑی طرف بڑھ گیا۔

"فما معلوم کیجیے۔ دوسرے نمبر پرچس دوسری منزل میں مقیم سربراہ رٹ بے میں موجود ہیں یا نہیں۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ میری ملاقات صطے۔" ٹائمر ان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کاؤنٹر گول مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کا اسم ٹریفک۔" کاؤنٹر گول نے کاروباری انداز میں

شکریہ جناب۔۔۔ ناٹران نے ایک کرسی پر بیٹھنے ہوئے کہا۔
 مجھے اطلاع دی گئی تھی کہ کسی سرکاری کام کے سلسلے میں مجھ سے
 تعلق ہے۔ حالانکہ میرا کوئی سرکاری شعبے سے کوئی تعلق نہیں۔
 دھیر عمر آدمی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

سہ۔ ہم بھی جانتے ہیں کہ آپ کا تعلق کسی سرکاری شعبے سے نہیں
 لیکن سر آپ کی بے پناہ قابلیت اور قیمتی دھاتوں میں آپ کی اہم ترین
 دیرچ شے کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکے تو سہ ہم
 ممنون ہوں گے۔ ناٹران نے سر ملے ہوئے کہا۔

اچھا یہ بات ہے۔ بہر حال پہلے آپ بتائیے آپ کیا چاہتے ہیں۔
 میں غور کروں گا کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ سر رابرٹ
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میرا تعلق حکومت کے ایک دیرچ ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔
 ہمارے دیرچ سنٹر کی تحقیقات میں ایسے امکانات ملے ہیں کہ
 جہاں شمالی سمندر سے ملنے والی گمرگ کھاد می ادا اس کے اختتام پر
 پہیلی دلدلوں کے طویل سلسلوں کی تہہ میں ایسی سکس نامی دھات ملنے
 کے آثار ہیں۔ اس رپورٹ پر ہماری حکومت نے بے حد دلچسپی لی۔
 ناٹران نے کہا۔

اوه ایسی سکس۔ اچھا۔ دیرچی گئے۔ سر رابرٹ نے ایسی سکس
 کا نام سننے ہی چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر
 دلچسپی کے آثار ابھر آئے تھے۔

یہ سہ۔ لیکن سر ہماری دیرچ اس پوائنٹ پر آکر رک گئی کہ

مسکراتے ہوئے پوچھا۔
 آصف خان۔ میں شجرہ دیرچ کا چیف ایڈمنسٹریٹر ہوں۔
 ناٹران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ادر لڑکی نے سر ملے ہوئے کا ڈنڈا پر رکھے ہوئے ٹیلی فون
 اٹھایا۔

”روم نمبر پچیس سینکڑ سٹوری۔۔۔ لڑکی نے رسیور
 ہوٹل ایس پیجی آپریٹر سے کہا۔

سر رابرٹ۔ آپ کے گیسٹ آئے ہیں۔ جناب آصف خان۔
 دیرچ شے کے چیف ایڈمنسٹریٹر۔ لڑکی نے کہا۔
 ”یہ سہ۔“ یس سہ۔ لڑکی نے دوسری طرف سے
 کہا ادر سیکورڈ رکھ دیا۔

”آپ تشریف لے جائیں۔ سر رابرٹ آپ کے منتظر ہیں۔“
 لڑکی نے رسیور کو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

شکریہ۔ ناٹران نے کہا ادر پھر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔
 چند لمحوں بعد وہ روم نمبر پچیس کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔
 ”یس کم ان۔۔۔ اندر سے آزاد زانی دی ادر ناٹران نے
 دروازہ کو دھکیل کر اسے کھولا ادر اندر داخل ہو گیا۔ سامنے کسی پر
 ایک ادھیر عمر آدمی بیٹھا کسی دالے کے مصلے میں مصروف تھا۔
 نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔
 ”آؤ آصف خان۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بیٹھو۔“

ادھیر عمر آدمی نے بڑے باوقار انداز میں کہا۔

زہری دلدلوں میں لہہ کہ ہم کیسے دیس بچ کر سکتے ہیں۔ یہ دلدلیں اس قدر زہریلی ہیں کہ دلوں خصوصی ماسک بھی کام نہیں آتے۔ اور پھر ہمارے پاس ایسی فنی سہولتیں نہیں ہیں کہ ہم دلدل کی سطح پر کچھ دیگر گزاد کو دیس بچ کر آگے بڑھا سکیں۔ حکومت کو آپ کی یہاں آمد کا پتہ چلا۔ کیونکہ آپ ایسے معاملات میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔ مادہ اکثر اپنا وقت کافرستان میں گزارتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو کافرستان سے محبت ہے۔ اس لئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر آپ اس سلسلے میں ہماری مدد کریں تو حکومت نہ صرف مشکور ہوگی بلکہ جو معاوضہ آپ قبول کریں وہ بھی دینے کے لئے تیار ہے۔ میں حکومت کی طرف سے ابتداء کی بات چیت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ ناٹران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا: "معاوضے کی توخیر کوئی بات نہیں۔ وہ تو بعد میں طے ہوتا رہے گا۔ اگر ایسی سکس واقعہ مل جاتی ہے تو کافرستان کی قسمت ہی بدل جائے گی۔ اور مجھے کافرستان سے اس لئے محبت ہے کہ میں کافرستان میں ہی پیدا ہوا تھا۔ اس لئے میں ذہنی طور پر اپنے آپ کو کافرستانی ہی سمجھتا ہوں۔" سر رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا: "اے اچھا۔ حیرت ہے۔ سر مجھے بہر حال اس بات کا علم نہ تھا۔" ناٹران نے بھی خوش ہوتے ہوئے کہا: "میرے والد سر گینارڈ کافرستان کے ضلع شیخ میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ میں یہاں ہی پیدا ہوا تھا۔ پھر جب کافرستان آزاد ہوا تو ہم واپس چلے گئے۔" سر رابرٹ نے کہا: "تو سر آپ پھر ہماری مدد فرمائیں گے۔" ناٹران نے بڑے

بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یس۔ میں ہر لحاظ سے تیار ہوں۔ میری طرف سے حکومت کو دے دیں۔ جہاں تک زہری دلدلوں کا تعلق ہے تو اس کے کام میں خود کر لوں گا۔ میری تو پوری زندگی انہی زہریلی دلدلوں کی گزری ہے۔ اس کے لئے خصوصی ساخت کی کشتی اور خصوصی ساخت میں ماسک اور دیگر سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کا بندوبست خود کر لوں گا۔ البتہ اس کے اخراجات حکومت کو برداشت کرنے ہوں گے۔" سر رابرٹ نے کہا۔

تھینک یوسر۔ میں حکومت کی طرف سے آپ کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ کنٹریکٹ فارم ہے۔ اگر آپ اس پر دستخط فرماتے ہیں تو یہ حتمی ہو جائے گی۔ اس میں معاوضہ آپ جتنا چاہیں کر لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" ناٹران نے کوٹ کی نفی جیب سے فائل نکال کر سر رابرٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: "فائل میں لگا ہوا کاغذ پڑھتے رہے۔ اور پھر انہوں نے اس کا حق سے قلم لے کر اس پر دستخط کر دیئے۔"

معاوضے والا کالم ابھی خالی رہنے دیں۔ اگر ایسی سکس مل گئی تو مردوں کا دہ نہ نہیں۔ البتہ سامان خریدنے اور اسے یہاں تک لے کے لئے آپ کے جو اخراجات ہوں گے اس کے لئے آپ کو فی الحال پچیس ہزار ڈالر کا چیک دینا ہوگا باقی حساب بعد میں ہوتا ہے گا۔ لیکن یہ سب کچھ جلد ہی ہونا چاہیئے۔ تاکہ کام جلد از جلد شروع ہو کر ختم ہو سکے۔ میرے اور پرائیڈٹ بھی ہیں۔" سر رابرٹ

نے کہا۔
 "ٹھیک ہے سر۔ میں کل پھر حاضر ہوں گا۔ اس کے بعد باقی
 طے ہو جائیں گی۔ چیک بھی لیتا آؤں گا۔" ناٹران نے کہا۔ اور
 وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سر رابرٹ کو سلام کیا اور پھر دروازہ
 کمر باہر نکل گیا۔

ناٹران نے ٹیلی فون رکھا اور ایک طویل سانس لیا۔ اُسے حکومت
 نے مکمل تسلی کر دی گئی تھی کہ سی ریسرچ جہاز کو واقعی گمرک
 میں ریسرچ کرنے کی خصوصی ہدایات دی گئی ہیں۔ اور اس
 قدر ہی حکومت کے اعلیٰ آفیسر آصف خان نے اُسے یہ بھی بتایا
 کہ ایک غیر ملکی ماہر سر رابرٹ کی خصوصی خدمات حاصل کر چکی
 تھیں۔ تاکہ گمرک کھاڑی اور ان زہریلی دلدلوں میں ایک قیمتی دھات
 رچ تیز سی سے کی جاسکے۔ اعلیٰ آفیسر آصف خان نے شاید ٹاپ
 ہٹ ہونے کی وجہ سے ایٹمی سکس کے متعلق کچھ نہ بتایا تھا اور نہ ہی
 نے اس کے پوچھنے کی ضرورت سمجھی تھی۔ اس کے ذہن میں
 اٹمی اور دلدلوں میں ریسرچ کی طرف سے جو غش تھی۔ وہ
 بعد ہو گئی تھی۔ اب ظاہر ہے حکومت اپنے کام کو تو بند نہ کر
 — مسدود صرف مشکوک آدمیوں کا تھا۔ اُسے یہی رپورٹ می

”او۔ کے۔۔۔ شاگل نے کہا۔ اور ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور
 دیا۔ حالات اس کی توقع کے خلاف جاری تھے۔ وہ پانچویں
 میٹرٹ سروس کی تیز کارکردگی سے ابھی طرح واقف تھا۔ کہ وہ لوگ
 بقت ضائع کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ لیکن نقلی رام داس کو گئے
 تقریباً پندرہ روز ہو گئے تھے۔ لیکن ابھی تک کوئی مشکوک بات سامنے
 نہ آ رہی تھی۔ البتہ اب وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو تا جا رہا تھا۔ کہ کہیں سیکرٹری
 ٹاکر کی میٹنگ میں اس نے جو تجزیہ پیش کیا تھا کہ نقلی رام داس
 اہل کے مندرجات کو ہمراہ لے گیا ہے وہ واقعی غلط نہ ہو۔ یہ
 بالآخر ہی اس نے چونک کر ایک بار پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا
 ہاس کی انگلی تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئی۔
 ”یس ٹری اینٹیل جنس ہیڈ کوارٹر۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور
 ادا آواز ابھری۔

”چیف آف سیکورٹ سروس شاگل سپیکنگ۔ کرنل سنڈاری
 سے بات کراؤ۔“ شاگل نے انتہائی کثرتِ لہجہ میں کہا۔
 ”یس۔ کرنل سنڈاری سپیکنگ۔“ چند لمحوں بعد کرنل
 سنڈاری کی مخصوص آواز سنائی دی۔
 ”کرنل سنڈاری۔ میں شاگل بول رہا ہوں۔ ایس۔ ٹی۔ ایون۔“
 اہل نے کرنل سنڈاری کے ساتھ طے کردہ مخصوص کوڈ دہرایا تاکہ
 کرنل سنڈاری کو اطمینان ہو جائے کہ واقعی شاگل ہی اس سے بات
 کر رہا ہے۔

”ایس۔ ٹی۔ ایون۔ کیا ہوا۔ ایون ڈبل زیر دیکھیے“

تھی کہ اس جہاز کی یہاں اچانک آمد مشکوک ہو سکتی ہے۔ جس پر اہل
 نگرانی کا حکم دے دیا۔ اور پھر لڑکی کے واقعہ پر تو وہ بے حد مشکوک
 شاگل اتفاق سے اس وقت وہیں موجود تھا۔ چنانچہ اس کے
 لڑکی کو روک لیا گیا اور پھر جہاز کی چیکنگ اس نے خود کی۔ اور وہ یہ
 طرح مطمئن ہو کر واپس آیا۔ لیکن وہاں چیف آفیسر نے جب اسے
 کھاڑی کے متعلق بتایا تو ایک اور غش اس کے ذہن میں ابھری جو
 اس شخص کے اعلیٰ آفیسر نے دو کر دی تھی۔ اس لئے اب وہ
 طرف سے پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔

وہ چند لمحوں بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا
 تیزی سے نمبر گھماتے شروع کر دیئے۔
 ”یس رام لعل سپیکنگ۔“ دوسری طرف سے آواز
 دی۔

”شاگل بول رہا ہوں۔ پانچویں سے متعلق افراد کی نگرانی کے
 کوئی رپورٹ ملی ہے۔“ شاگل نے سخت لہجہ میں پوچھا۔
 ”ان کی نگرانی ہو رہی ہے۔ سر لیکن کوئی مشکوک بات سامنے
 آئی۔ البتہ ایک آدمی جس پر شک تھا کہ اس کا تعلق پانچویں سے
 وہ نگرانی سے پہلے کا ہی غائب ہے۔“ رام لعل نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔
 ”او۔۔۔ اسے تلاش کرو۔ اور مجھے رپورٹ دو۔“

چونکتے ہوئے کہا۔
 ”تلاش جاری ہے سر۔“ رام لعل نے جواب دیا۔

دوسری طرف سے کرنل سنڈاری نے بھی مخصوص کوڈ دوہرایا۔ ان درمیان پہی کوڈٹے ہوا تھا کہ جو پہلے فون کرے وہ ایس۔ ٹی۔ ایون کیا گا۔ وہ جواب میں یہی کہے گا کہ ایس۔ ٹی۔ ایون کیا ہوا۔ ایون ڈبن کہو۔

اد۔ کے کرنل صاحب۔ آپ پہلے تو یہ فرمائیں کہ رام د۔ والے دفتر میں موجود فائل اب بھی وہیں موجود ہے یا دیاں سے اٹھ گئی ہے۔ شاگل نے نرم لہجے میں کہا۔

ادہ۔ دیاں سے تو اُسے اُسی وقت ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔ اب وہ میرے قبضے میں ہے۔ کیوں۔ کرنل سنڈاری نے پوچھا۔ بس ویسے ہی خیال آ گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے پانے پوری تفصیل حاصل نہ کی ہو۔ اس لئے دوبارہ وہ ایسا کرنا چاہیے۔ شاگل نے بات جلتے ہوئے کہا۔

ویسے اتنے احمق تو میرے خیال میں وہ نہیں ہوں گے کہ ایئر بار جو سپاٹ مشکوک ہو جائے وہیں دوبارہ آئیں۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔

ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ویسے کرنل صاحب آپ کے پاس کوئی رپورٹ۔ یہاں تو بالکل خاموشی ہے۔ شاگل نے بتاتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں سب کچھ اد۔ کے ہے۔ کوئی خلاف معمول بات سن نہیں آئی۔ بہر حال ملٹری انٹیلی جنس پوری طرح جو کتنا ہے۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔

اد۔ ہاں۔ ایک بات یاد آگئی۔ گھر گھر کھا ڈھی ادا اس سے ملحقہ دلوں میں حکومت ایک برڈجیکٹ پر کام کر رہی ہے۔ حکومت کا ریسرچ شعبہ اس سلسلہ میں اعلیٰ پیمانے پر مصروف ہونے والا ہے۔ جب مجھے یہ اطلاع ملی تو میں نے پوری طرح چھان بین کی۔ مجھے حکومت کے اعلیٰ افسران نے تسلی کرادی۔ میں اس لئے آپ بتا رہا ہوں کہ کہیں آپ یہ سوچیں کہ میں نے نااہلی کی وجہ سے اس کو ہٹا دیا ہے۔ کیونکہ گھر گھر کھا ڈھی والی سائیڈ میرے ذمے لگا ئی تھی۔ شاگل نے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے۔ آپ نے تسلی کر لی ہے تو ٹھیک ہے حکومت فطابہر ہے اپنے برڈجیکٹ بند نہیں کرنے۔ مسئلہ صرف تسلی کا تھا وہ ہو گئی۔ بہر حال آپ نے اچھا کیا مجھے بتا دیا میں سپاٹ کی اطلاع دے دوں گا تاکہ وہ لوگ بھی مطمئن رہیں۔

کرنل سنڈاری نے جواب دیا۔

اد۔ کے۔ گڈ بائی۔ شاگل نے کہا اور دوسری طرف سے اپنی کے الفاظ سننے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی رسیور لےو سیدھا ہوا یہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے رسیور اٹھالیا۔

میں۔ شاگل چیف سپیکنگ۔ شاگل نے کمرخت میں کہا۔

اد۔ رام محل بول رہا ہوں۔ ابھی ابھی سورت سنگھ نے اطلاع دی کہ اس نے ایئر پورٹ پر ایک مشکوک گروپ کو چیک کیا ہے۔

آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا۔۔۔ آنے والے نے مؤدبانہ
میں کہا۔

منو۔ فوراً ہی ریڈ کے لئے تیار کر دو۔ کم از کم دس مسلح افراد
نے چامیس اور اٹالین سفارت خانے کا وہ پیشیل اجازت نامہ بھی
سفارت خانے کی فائل سے لے لو۔ جس کے تحت ہمیں خصوصی
ت دی گئی ہے کہ ہم اٹالوی افراد کو جس طرح چاہیں چیک کر
یں۔۔۔ شاگل نے تیز بولے ہیں اُسے ہدایات دیتے ہوئے

یہ کہہ۔۔۔ راجیش نے کہا اور تیزی سے واپس مر گیا۔
قریباً پانچ منٹ بعد ہی ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بجی تو شاگل
بیوہ اٹھایا۔

بس شاگل۔۔۔ شاگل نے تیز بولے ہیں کہا۔

ام لعل بول رہا ہوں۔ اٹالوی سیاہوں کا گروپ ہوٹل الاسکامیں
ہے۔ دہاں ان کے کمرے پہلے سے جگ تھے۔ تیسری منزل
رہا مے سولہ نمبر جناب۔۔۔ ام لعل نے اطلاع دیتے
کہا۔

ہاں نگرانی پر کون ہے۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

میتا داس جناب۔۔۔ ام لعل نے جواب دیا۔

یکہ ہے۔ میں ابھی دہاں ریڈ کر رہا تھا۔ تم میتا داس کو کہہ دو
اے لالعل۔۔۔ اگر یہ لوگ صحیح ہی ثابت ہوئے تب بھی وہ
بلنے کے بعد ان کی مکمل نگرانی کرتا رہے گا۔ اور اگر ہمارے

یہ بظاہر تو غیر ملکی سیاہوں کا گروپ ہے۔ لیکن اس میں ایک آدمی
ہے جو پاکیشیا کا علی عمران ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں سے
کی باتیں کر رہا تھا جیسی کہ اس کی عادت ہے۔۔۔ ام لعل۔
بتاتے ہوئے کہا۔ اور شاگل کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔
"ا وہ گڈ مکتے آدمی ہیں اس گروپ میں۔۔۔ شاگل۔
آمین بچے میں پوچھا۔

جناب اس عمران سمیت چار آدمی اور ہیں۔ کل پانچ کا گروپ
یہ لوگ اٹالویہ سے آئے ہیں۔ ان کے کاغذات درست ہیں۔ بر
ایک آدمی کی حرکات ایسی ہیں کہ اس پر عمران کا شک ہو سکتا ہے
قد و قامت میں وہ بالکل عمران جیسا ہی ہے۔۔۔ ام لعل نے
دیتے ہوئے کہا۔

"اب یہ گروپ کہاں ہے۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

جناب ہمارا ایک آدمی ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ یہ ایئر پورٹ
تو ہوٹل الاسکا کی طرف گئے ہیں۔۔۔ ام لعل نے جواب دیا۔
اور۔۔۔ میں چیک کر لیتا ہوں۔۔۔ شاگل نے
پھر اس نے وسیع و کھمیز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دیا
یہ کہہ۔۔۔ دوسرے لمحے دواڑے میں ایک نو
نے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

"راجیش کو بلاؤ جلد ہی۔۔۔ شاگل نے تیز بولے ہیں کہا۔

نوجوان تیزی سے واپس مر گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک
اندہ داخل ہوا۔

ریڈ کے دوران یہ فرادہ جوں تب بھی سیتا داس ان کی نگہانی کرے گا۔ سیتا داس کی امداد کے لئے کم از کم چار آدمی اور بھی بھیج دو۔ جن کے چار سواریاں ہوں۔ شاگل نے اسے یہ ایات دیں۔
 "ٹھیک ہے۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔"۔ رام نے کہا اور شاگل نے ریور رکھ دیا۔

"سہ ریڈ پاؤں تیار ہے سر۔ اور یہ کاغذ سر۔" اسی راجیش نے دفتر میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں بٹا ہوا ایک اجڑا سا شاگل کی طرف بڑھا دیا۔ شاگل نے کاغذ کھول کر دیکھا۔ پھر اطمینان سے سر ملاتے ہوئے اسے تہہ کو کے اپنی جیب میں رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو شاید آج میری دیرینہ حسرت پوری ہو ہی جائے۔" شاگل نے کیپ سیٹنڈ سے اپنی ٹوٹی اماں کو سر پر رکھتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمر ان کے کیپٹن شکیل۔ صدر ایچی۔ خاور اور ٹائیگر ٹالیہ کی طرف سے آنے والی پرداؤں سے کافرستان کے دارالحکومت ایرپورٹ پر رہے تو اس وقت وہ وہاں خاصی چمک رہی تھی۔ وہ سب اٹالوی میک اپ میں تھے۔ پسینہ کو رخ نے انہیں چیکنگ مال تک پہنچا دیا۔ اور مردہ کاغذات اور سامان کی چیکنگ کے لئے انتظار میں کھڑے ہوئے۔ کاغذات ٹائیگر کے پاس تھے اور وہی لائن میں کھڑا تھا۔ جب لڑباتی سب ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔
 "سر الرٹ۔ کیسے معذوق لوگ ہیں کافرستان اب دیکھو نا۔ یہاں کی لڑکیوں کو ڈھٹاک کا لباس نہیں ملتا تو لفافے پہن لیتی ہیں۔" لڑان نے قریب سے گزرتی ہوئی ایک لڑکی کو دیکھتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر اپنی آوازیں کہا۔ لڑکی اس وقت ساڑھی باندھنے لگی تھی۔

”بچے ہی سب سے پہلے ان قبائل کا پتہ کرادوں گا“ — عمران نے انکیس
کھاتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے تو پڑھ لیا ہے کہ وہ آدم خود ہیں۔ اور خاص طور پر
برکیوں کا گوشت بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔“ — کیپٹن شکیل
نے کہا۔

”ارے ارے پھر تو دیکھ کی بجائے یہی ساری ہی ٹھیک رہے گا۔
انکم جان تو بھی رہے گی۔“ — عمران نے ذرا ہی دونوں ہاتھوں
سے اپنے کان پڑتے ہوئے کہا۔

”آؤ ابھی۔۔۔ کلنگ ہو گئی ہے۔“ اسی لمحے ٹائیگر نے ان
نہایت آتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں کاغذات تھے۔ اور سامان
بہتر بھی۔

”واہ واہ مشر دارم۔ یہاں تو پود گرام بن کر بھی بگڑ گیا۔ آپ اب
نہیں۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیسا پود گرام۔“ ٹائیگر نے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔
اور کیپٹن شکیل نے جب اسے ساری بات بتائی تو وہ بھی
بے اختیار ہنس پڑا۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے اپنے بیگ اٹھائے اور برونی دروازے
پر توجہ دے کر چل پڑے۔ عمران نے دیکھا کہ وہ آدمی بھی جو ٹیلی فون کر کے آچکا تھا
اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک سی ٹیکسی میں بیٹھ چکے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے
انہیں سوار کی کے لئے علیحدہ کرایہ چارج کیا تھا۔ اور ٹیکسی ہوٹل الاسکا کی

”اسے ساڈھی کہتے ہیں مسٹر نادین۔ یہ کافرستان کی عورتوں کا کچھ ل
لباس ہے۔ آپ اسے لفافہ کہہ رہے ہیں۔“ — کیپٹن شکیل نے
ہنستے ہوئے کہا۔

”ساڈھی۔۔۔ یہ کیا لفظ ہے۔ ساری ہونا چاہیے تھا۔ یعنی دیری
ساری۔ لباس نہ ملا تو لفافہ نہ لیا۔ یعنی ساری پہن لی۔“ — عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن شکیل کے ساتھ کھڑے ہوئے باقی افراد بھی بے اختیار
ہنس پڑے۔

”یعنی آپ لفافے کو ساری کہہ رہے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں تو
جب کوئی لڑکی لباس ہی نہ پہنے تو اسے کہا جاسکتا ہے ساری“
صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ ایسی صورت میں تو ساری کی بجائے دیکھ استعمال ہوتا ہے
مشر فرنیٹ۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر
بال تہتوں سے گوج اٹھا۔

اسی لمحے عمران کی تیز نظروں نے ایک آدمی کو جلدی سے پس
بوٹھ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ آدمی ان کے گرد پ کے قریب ہی
رہا تھا۔ اور عمران کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

میں نے سنا ہے کافرستان میں ایسے قبائل اب بھی موجود ہیں
جو عریاں رہتے ہیں۔ ظاہر ہے ان قبائل کی عورتیں بھی اسی طرح رہتی
ہوں گی۔“ — خاور نے کہا۔

”اچھا۔ واہ جوئی واہ۔ گڈ انفارمیشن۔ میں تو یہاں سے ہوٹل الاسکا

کاجتہ چلانے کی کوشش کی لیکن ایسا کوئی مائیک گائیگر نے ظاہر نہ کیا۔
اس نے عمران مہمان ہو کر کسی پر بیٹھ گیا۔

”اب کیا بدگوارم ہے عمران صاحب۔۔۔ سب کے اہل ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے پوچھا۔ اب اس نے عمران کو اصل ہی بیکار اٹھا۔

”بھئی سیاحوں کا کیا بدگوارم ہوتا ہے۔ گھومیں گے پھر پریٹ کر میں گئے۔ نئے نئے علاقے دیکھیں گے اور پھر واپس اپنے ملک جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں ایئر پورٹ پر جہادی ہنگامی ہو رہی تھی۔“ ٹائیگر نے یہاں بھی ہوگی۔ ابھی شاہ شامان جناب شاگل صاحب نے تشریف لائیں تھے اور جاما انٹرویو لیں گے۔ آخر ہم کوئی معمول نہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شاگل۔۔۔ وہ سیکرٹ سروس کا چیف۔۔۔ سب بڑی طرح چوسکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ فی الحال تم سب نے مکمل تعاون کرنا ہے۔ ہمارے وہ کوشش کے باوجود پک نہ کر سکیں گے۔ کاغذات بھی درمیں۔ سامان میں بھی ایسی کوئی چیز نہیں۔ البتہ وہ شخص آسانی پیچھا نہ چھوڑے گا۔ اور اس بار میں آیا ہی اس لئے ہوں کہ اسے چھڑایا ہی نہ جائے۔ کر لے اپنی حسرت پوری لیکن ابھی نہیں۔“

”یہ نیا سلسلہ ہے۔ بہر حال عمران صاحب ہمیں بتائیں تو سب کو

لیکھا ہے۔ اور ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں۔ تاکہ ہم اسی انداز میں کام میں۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تمہیں اس جو ہے باس نے کچھ نہیں بتایا۔ مجھے تو کہہ رہا تھا کہ میں بڑھے طوطوں کو پٹھا دیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا۔ اب ہم بڑھے طوطے ہو گئے۔ اگر تنویر جو تاہر میں دیکھتا آپ کیسے ہمیں بڑھے طوطے کہتے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے پتے ہوئے کہا۔

”اچھا جولو بڑھے طوطوں کو اس نے پڑھا ہے تو جوان طوطوں کو میں لہو تیاہوں۔“ ٹائیگر تم دردازے کے پاس جا کر خیالی رکھو۔ کی ہول لٹٹ لہا منے سے جیسے ہی سیکرٹ سروس والے نظر آئیں ہمیں اشارہ دے۔ کم از کم شاگل کو تو تم بھیجتے ہی ہو۔“ عمران نے کہا۔

”ٹائیگر اٹھ کر دردازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ہاں تو سنو نصف چار درویش۔“ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

جس ڈیم کے ساتھ ہم نے پکنک منائی تھی وہ ڈیم انتہائی دفاعی نیت کا حامل ہے۔ اگر جنگ کی صورت میں افغانستان اس ڈیم کو گھر دے تو ہماری فوجوں کی سہولت لائن ایک سخت ختم ہو سکتی ہے۔ نقصان کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اس ڈیم کی اہمیت کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے۔ لیکن گوشہ دونوں فرستان کے ایک خفیہ منصوبے کا علم ہوا ہے۔ افغانستان نے فی سرحد میں ایک ایسے دے کو جس کے سامنے کے رخ خوفناک

زہریلی دلدلوں کا طویل سلسلہ ہے اور سائیڈ دل سے بھی وہ ناقابلِ عبور ہے۔ ایک ایسی گن نصب کی ہے جو ایک لمبے میں ڈیم کو تباہ کر سکتی ہے۔ درتے کا رخ چونکہ سائیڈ کی طرف ہے۔ براہِ راست ڈیم اس سے زبردیں نہیں آسکتا۔ اس لئے ایک ایسی پمپنگ ڈیمنگرول گن دیال نصب کی گئی ہے جو کہ میٹری پیپرنری سے حرکت کرتی ہے۔ یہ میٹری بوتھ ضرورت درے سے نکل کر سامنے موجود زہریلی دلدل تک چلی جائے گی۔ گن اس میٹری پر چلتے ہوئے باہر کو نکلے گی اور گھوم کر ڈیم کو اڑا کر واپس درے میں پہنچ جائے گی۔ اس گن اور اس درے کو جسے کافرستان والے کرکٹ کہتے ہیں۔ اس طرح اس مشن کو گن کرکٹ کہا جاتا ہے انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے۔ لیکن ایک ٹھونے اس منصوبہ کی تفصیلات حاصل کر لیں۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اس گن کو کس طرح تیار کیا جائے کہ گن کے تباہ ہونے سے پہلے کافرستان کو اس کا تیرہ جا سکے۔ منصوبے کی تفصیلات حاصل کرنے کے دوران کافرستان میٹری ایٹمی جنس اور سیکرٹ سروس کو بھی اس بات کا علم ہو گیا۔ کمپانی شیا والے اس گن کرکٹ سے واقف ہو گئے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر لئے۔ کرکٹ کے عقب میں جو ہائیڈروجنی علاقہ ہے وہ بالکل ویران اور صاف ہے۔ وہاں سے تیار ہونے والے ہڈی شکل کے کیونکہ اس علاقے میں کافرستان نے جب تک حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں۔ اور تقریباً پوری میٹری ایٹمی جنس چکر میں وہاں بھیجی ہوئی ہے۔ اس لئے اوھرے جا کر گن کو تباہ کرنا ناممکن ہے۔ اب اس کی ایک اور صورت ہے کہ زہریلی دلدلوں کا

ہے جا کر اس گن کو تباہ کیا جائے۔ ان زہریلی دلدلوں کا اقتسام ایک مندری کھاڑی پر ہوتا ہے جسے گھر گ کھاڑی کہتے ہیں۔ یہ کھاڑی مندر سے نکلتی ہے۔ یہ دلدلیں اس قدر زہریلی اور خوف ناک ہیں کہ ان کے اوپر سے پرندہ نہیں گزر سکتا۔ اس لئے ادھر سے کسی کا جانا رکھاؤ سے ناممکن ہے۔ لیکن اس گن کرکٹ کی تیار ہی بھی ہمارے ملک نے دفاع کے لئے انتہائی لازمی ہے۔ اس لئے ہمارے پاس یہ اس بار ایسا عجیب و غریب منصوبہ بنایا ہے کہ مجھ جیسے آدمی کی موٹی بھی لو کی طرح گھوم گئی ہے۔ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا منصوبہ ہے وہ“۔ سب نے اشتیاق آمیز لہجہ میں پوچھا۔

”مختصر یہ کہ پاس نے اپنے خصوصی ذرائع سے حکومت کافرستان کے ایک ایسے منصوبے کا سراغ لگایا جو ہمارے کام آسکتا تھا۔ اس منصوبے کے مطابق کافرستان کے سی ریسرچ ڈیپارٹمنٹ نے ایٹمی اور اس سے ملحقہ زہریلی دلدلوں کی تباہی میں ایک انتہائی قیمتی ہتھیار دھات کا سراغ لگنا ہے۔ اس کے کچھ آثار تو ملے ہیں۔ لیکن اس پر پھر پور ریسرچ ابھی ہوئی ہے۔ اور اس منصوبے کے تحت سی ریسرچ کا ایک مخصوص بہار کھاڑی میں پہنچے گا۔ اور پھر وہاں سے نئے زہریلی دلدلوں میں ایک خصوصی ساخت کی نشی میں ریسرچ کی جائے گی۔ اس کے لئے حکومت کافرستان نے اس قسم کی ریسرچ کے جی ایٹمی ماہر سردار برٹ کی خدمات حاصل کی ہیں جنہیں ایٹمی

نہ بلی دلدل میں معدنیات کی تلاش کا وسیع تجربہ حاصل ہے۔ وہ ایسا سامان ہبیا کہتے ہیں جو ان ذہن بلی دلدلوں میں کام آسکتا ہے۔ اب ایکسٹونے یہ کیا کہ اس جہاز پر قبضہ کر لیا۔ صفدر نے چین ریسرچ انیسٹر کی عیگہ سنبھال لی۔ جو لیا اس کی سیکرٹری بن گئی۔ نعمانی سیکورٹی انیسٹر بن گیا اور چوہان اسسٹنٹ ریسرچ انیسٹر۔ جہاز پر انسانی عملہ مستقل رہتا ہے باقی لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ شعبے کا سربراہ ایک شخص ارمان واس سے۔ وہ آج کل ملک سے ہے۔ بہر حال اسے بھی ٹریپ کر لیا گیا اور اس کی جگہ بھی ایک نے اپنا آدمی ڈال دیا۔ اس شعبے سے متعلق اعلیٰ سرکاری آفیسر اصغر کوٹریپ کر کے اس کی جگہ کافرستان میں ایکسٹو کے فنان ایجنٹ نے سنبھال لی۔ سربراہ کو بھی ٹریپ کر لیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک فنان ایجنٹ نے سنبھال لی۔ اس طرح ہر طرف ایکسٹو کے سیٹ ہو گئے۔ لیکن ایکسٹو کو معلوم تھا کہ جیسے ہی جہاز کھانسی میں بیٹا شاگل مشکوک ہو جائے گا۔ چنانچہ ارمان واس کی لڑکی کو جو گھانا بونچہ کی طالب علم ہے۔ ٹریپ کر کے اس کی جگہ نائمران کی ایک اسسٹنٹ نے سنبھال لی۔ اور پھر اسے مشکوک انداز میں جہاز تک لے جایا گیا۔ ایکسٹو کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ شاگل نے ساحل پر ایک گھرانہ پوشٹ بنائی ہوئی ہے۔ اس لڑکی سے جان پوچھ کر مشکوک حرکت کرانے لگا۔ اس طرح شاگل اس جہاز پر چڑھ دوڑا دیا ہر لحاظ سے اس کی تسبیح دی گئی پھر شاگل نے مزید تسلی کے لئے گو ایونیورسٹی میں چکینگ حکام سے بات چیت کی تو اصغر فنان نے اسے پوری طرح مہتمم

اس طرح اب شاگل کو ہر لحاظ سے مطمئن کر دیا گیا۔ کہ یہ جہاز اور دلدلوں ریسرچ کرنے والے تمام افراد حکومت کافرستان کے آدمی ہیں۔ سب کچھ حکومت کافرستان کے ایک خفیہ پردجیکٹ کے طور پر ہو رہا ہے۔ اب ظاہر ہے شاگل اس طرف توجہ نہ دے گا۔ اور ج کے پہلے دلدلوں کی طرف سے اس کی تک پہنچا جائے گا۔ ہا ایک منصوبہ۔ اس منصوبے پر صفدر۔ چوہا۔ نعمانی۔ اور ن اور اس کا گروپ کام کر رہا ہے۔ لیکن ایکسٹو یہ بھی جانتا ہے کل چین سے نہ بیٹھے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس ف سے اپنی توقع کے مطابق کوئی رد عمل نہ دیکھ کر اس کی توجہ دلدلوں والے ہمارے منصوبے کی طرف ہو جائے۔ اور جو بے وہ کوئی ایسا کیلکولیشن کر لے جس سے سارے معاملات خراب بن چنانچہ اسے الجھانے اور خاص طور پر کن کرک کے عقبی حصے میں جوئی کوڈی انٹیلی جنس سے ڈمی ایکسٹو کی طرح اٹے بھڑتے تے بھڑکے کن کرک کے عقبی حصے کی طرف پہنچا ہے۔ لیکن ہم انہیں صرف الجھانے رکھنا ہے۔ تاکہ ان کی توجہ پوری طرح ہماری رہے۔ اور اصل منصوبے کی طرف وہ دیکھ بھی نہ سکیں۔ پھر جیسے کن کرک تباہ ہوگی ڈراپ سین ہو جائے گا۔ عمران نے بغیر فیصل سے سارا منصوبہ تسلیم ہوئے کہا۔

واقعہ یہ ڈبل جیم والا منصوبہ انتہائی عجیب و غریب اور ذہانت سے پر ہے۔ ایکسٹو کے دماغ میں شاید کوئی ماسٹر پیسٹورٹس ہے۔ اس قسم کے منصوبے نہ صرف سوچ لیتا ہے۔ بلکہ ان پر عمل بھی کر

فرمائیے۔ کیسے تشریف آوری ہوئی؟ — عمران نے بڑے سنجیدہ
 لہجے میں کہا، لیکن اس نے دانستہ ایسے فقرے کہہ رکھے کہ شاگل اس
 کی طرف سے پوری طرح مشکوک ہو جائے۔

ادو عمران کی توقع کے عین مطابق شاگل کی تیز نظرین عمران پر جم
 گئیں۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ عمران کے
 چہرے پر موجود مخصوص میک اپ کی تہہ سے انداز کا اصل چہرہ
 دیکھ رہا ہو۔

”میں سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہوں۔“ شاگل نے جب
 اپنا غصہ دباتے ہوئے کہا۔ کیونکہ فی الحال اس کے سامنے غیر ملکی سی فٹ
 اور اسے معلوم تھا کہ غیر ملکیوں کو ان کے سفارت خانوں کی طرف سے
 کس طرح کے تحفظات ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

”چھاگل گڈ۔“ واقعی آفیسر کا نام ایسا ہی ہونا چاہیے۔ میوزک
 سے بھرپور ناہم ہے۔ عمران نے جان بوجھ کر اس کا مضحکہ اڑاتے
 ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں دیسی ہی مخصوص چمک تھی جیسی چمک
 شاگل ابھی طرح بچا رہا تھا۔

”چھاگل نہیں شاگل۔۔۔ ادا سینے۔ میں صرف غیر ملکی ہونے کے
 غلط آپ کا لحاظ کر رہا ہوں۔ وہ نہ اپنے متعلق ایسے رہیا کہ اس دینے
 والے کے دانت توڑ دیا کرتا ہوں۔ اس لئے پلیز زبان سنبھال کہ مجھ
 سے بات کیجئے۔ آپ اٹالیہ میں نہیں کا فرستان میں ہیں۔ ادا
 کا فرستان کے کسی چہرے سے بات نہیں کر رہے۔ سیکرٹ سروس
 سے بات کر رہے ہیں۔ میں چاہوں تو آپ کی لاشیں گٹر میں

پھینک دیں۔ ادا آپ کا سفارت خانہ آپ کو ڈھونڈھتا ہے یہ جلتے
 شعل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری آفیسر۔ مسٹر نارمن کی فطرت ہی کچھ مزاحیہ ہے۔ آپ
 مہذبہ کہیں۔ میں اس گمروپ کا انچارج ہوں۔ ہم لوگ سیاح ہیں اور
 فرستان میں سیاحت کے لئے آئے ہیں۔ دیئے ہم اپنے ٹکس کے
 معزز شہر ہی ہیں۔ میں سٹی ٹیک اسٹیٹ کا ڈائریکٹر ٹیک
 یٹنگ ہوں۔ یہ مسٹر نارمن جن پر آپ ناراض ہو رہے ہیں۔ وہاں کے
 چچی میٹر ہیں۔ یہ مسٹر البرٹ ہیں ان کا سٹی ٹیک اسٹیٹ میں کھلونے
 کھانے کا کارخانہ ہے۔ ادا یہ مسٹر فرنیٹ ہیں ایک اعلیٰ سرکاری
 انجینئر اور یہ مسٹر جونی ہیں۔ اپنی پورٹ ایکسپورٹ کا وسیع کاروبار کرتے
 ہیں۔ ادا یہ ہیں مسٹر وارم۔ یہ اس اسٹیٹ کے اسسٹنٹ سیکرٹری
 وزارت صنعت ہیں۔ ادا یہ ہیں ہمارے کاغذات۔ آپ مزید تسلی
 کرنا چاہیں تو ہمارے سفارت خانے سے کہہ سکتے ہیں۔ ٹائیگرونے
 بڑے سنجیدہ لہجے میں اپنا ادا اپنے ساتھیوں کا تعارف کرتے ہوئے
 کہا اور ساتھ ہی اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے کاغذات نکال کر
 شاگل کی طرف بڑھا دیئے۔

شاگل نے خاموشی سے کاغذات لئے اور انہیں دیکھنے لگا۔
 اتنے بڑے بڑے نمبر ۷۷۔ ادا ٹیٹس سن کر وہ خاصا مرعوب نظر آ
 رہا تھا۔

”سوری آفیسر۔ اگر میری باتیں آپ کو بُری لگی ہوں تو میں
 معذرت خواہ ہوں۔“ عمران نے بھی اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے

”ٹھیک ہے جناب۔ اب ہم کیا کہہ سکتے ہیں جیسے آپ کا جی چاہے
 کر لیجیے۔“ ٹائیگر نے کاغذ داپس کر تے ہوئے کہا۔
 ”ایک بات تو بتائیں جناب چھاگل صاحب۔ کیا آپ کو ہم پر شک
 ہے یا آپ جزل چکیک پر شکے ہوئے ہیں۔“ عمران نے منہ
 لٹے ہوئے پوچھا۔

”میں آپ کو آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میرا نام درست لیجیے۔ ورنہ
 ہدایت تو دردں گا۔ سمجھے۔ میں آپ سے نرمی سے پیش آ رہا ہوں۔
 یہ میری بے عزتی کر رہے ہیں۔“ شاگل نے تیز ہوتے ہوئے
 کہا۔

”دیکھئے پاگل۔ ادھ سو رہی۔ سو رہی کیا نام ہے آپ کا ادھ“
 نے بے اختیار منہ پیٹتے ہوئے کہا۔

”شاگل۔“ شاگل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”اچھا کابل ٹھیک ہے۔ اچھا نام ہے۔ آپ نے میرے سوال کا
 ب نہیں دیا۔“ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اس کامیک اپ سب سے پہلے صاف کر دو۔ آج یہ مجھ سے
 لہ نہیں جاسکتا۔ میں اسٹرے سے اس کے گال چھیل دوں گا۔“
 نے یہ پیر پٹتے ہوئے کہا۔

ادریلی بار عمران کی آنکھوں میں ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں ہو
 گئے۔ یہ اسٹرے دالائیڈیا واقعی نیا تھا۔ اب چلے ہے میک اپ کیا
 ہوا اسٹرے کی تیز دھماکے سامنے تو نہیں ختم ہو سکتا تھا۔

”اچھا اچھا شہید کو کرنے کو آپ کے ہاں میک اپ صاف کرنا کہتے

میں کہا۔“ ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔“ شاگل نے کاغذات سے
 سر اٹھائے بغیر کہا۔ وہ کافی دیر تک ان کاغذات کو دیکھتا رہا۔ کاغذ
 واقعی اصل تھے۔

”ٹھیک ہے آپ کے کاغذات اصلی ہیں۔ لیکن ہماری اطلاع
 غلط نہیں ہو سکتی۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ بین الاقوامی مجرموں کا ایک
 گروپ کا فرسٹان کے دارالحکومت میں داخل ہوا ہے۔“ اس
 ہم چکیک کر رہے ہیں۔ اگر آپ تکلیف محسوس نہ کریں تو میرے آدھے
 آپ کا میک اپ چیک کریں گے تاکہ ہمیں پوری طرح اطمینان ہو
 اور کمرے کی تلاشی بھی ہم نہیں گئے اگر کچھ نہ ملا تو بین ذاتی طور پر آپ سے
 معدت کر لوں گا۔“ شاگل نے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا۔

”نہیں آئیے۔۔۔ یہ سراسر زیادتی ہے۔ ہم آپ سے بوجھنا
 سکتے تھے وہ ہم لے کر دیا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اگر آپ نے
 زبردستی کی تو پھر میں سفارت خانے سے بات کر دوں گا۔“ ٹائیگر
 اس بار قدرے تنگ دلچسپی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو سفارت خانے سے فون کرنے کی تکلیف کی ضرورت نہیں ہے۔
 پاس آپ کے سفارت خانے کا اجازت نامہ موجود ہے۔“ شاگل
 نے بڑے طنز پر انداز میں کہا۔

ادریلی حجب سے وہی تہہ شدہ کاغذ نکال کر اس نے ٹائیگر کی دست
 بڑھادیا۔ ٹائیگر کے تہہ پر حیرت کے آثار ابھر آئے جیسے اسے
 یقین نہ آیا ہو۔

”راجندر۔۔۔ کمرے کی تلاشی ہو۔ اور ساتھ ہی ان سب کی بھی۔

اب میں ان سے بیٹھ کر اور میں ہی بات کر دوں گا۔“ شاگل نے
جھنجھٹے ہوئے کہا۔

”بے شک تلاشی لے اور ہم تو شیو کا سامان بھی ساتھ نہ لائے تھے۔

اب سوچ رہے تھے کہ یہیں سے خرید لیا جائے۔ چلو پور دیس میں رقم ہی
بچ گئی۔“ عمران نے بہت شور شاگل کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

”یہ زیادتی ہے ہم معزز لوگ ہیں۔“ ٹائیگر نے اپنی تلاشی
اجتناب کرتے ہوئے کہا۔

لیکن شاگل نے ان کی ایک نہ سنی۔ لیکن نہ ہی کمرے سے کچھ برآمد
ہوا اور نہ ان کی تلاشی سے۔ پھر شاگل انہیں ساتھ لے کر کمرے سے
باہر آ گیا۔ شاگل نے شاید اپنے طور پر یہ سوچا تھا کہ غیر ملکیوں کو

ہر طرح سیکورٹ مردوں کے ساتھ دیکھ کر کوئی اخباری رپورٹر یا کیمرہ من
غیر بنادے۔ اس لئے وہ انہیں پچھلی طرف موجود آگ بجھانے والی
میرٹھوں سے نیچے اتار کر پچھلی گلی میں لے آیا۔ اور پھر اس کے حکم پر

گاد اور جیس میں وہیں آ گئیں۔ شاگل نے عمران کو اپنے قریب بٹھالیا۔
جب کہ باقی ساتھی دوسرے لوگوں کے ساتھ سوار کرائے گئے۔ عمران
نے گاڑی میں بیٹھے ہی اپنا سر سیٹ کی پشت سے لگا لیا۔ اور آنکھیں بند
کر لیں۔ جیسے اُسے نیند آ رہی ہو۔ شاگل بار بار اُسے دیکھ رہا تھا۔

اور شاید دل میں سوچ رہا تھا کہ کاش اس کا شک یہ نہ نکلتے۔ اور یہ
عمران ہی ہو۔ لیکن جس طرح عمران اطمینان کے ساتھ چل پڑا تھا۔ اور
نراقت سے اس کے ساتھ گاڑی میں آکر بیٹھ گیا تھا۔ اس بات

میں بہت خوب۔ واہ کیسا مہمان نواز ملک ہے کہ یہاں کی سیکرٹ
سروس اپنے مہمانوں کی شیو کوئی ہے بہت خوب۔“ عمران نے
مکھڑے ہوئے کہا۔

”پوشٹ اپ ٹائسن۔ ڈیم نول۔“ شاگل غصے سے چیخ پڑا۔
معاہدہ شاید اب اس کی برداشت سے باہر ہو چکا تھا۔ اس نے انتہ
پھرتی سے دیوار نکال لیا اس کا چہرہ غصے کی شدت سے آگ کی
تپ رہا تھا۔

”ارے صاحب۔ میں نے کوئی غلط بات کر دی ہے جو آپ
ناراض ہو گئے ہیں۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں
”راجندر۔“ شاگل نے چیخ کر ساتھ کھڑے ایک مسٹر ڈم
سے کہا۔

”یس باس۔“ اس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
”باقی آدمی بلاؤ جلدی۔“ شاگل نے غصے سے چیخے ہوئے
اور راجندر سے ملتا ہوا باہر نکل گیا۔

”وہ شیو کرنے میں آپ سے زیادہ ماہر ہیں لیکن۔۔۔۔۔۔“
عمران ہلکا آہنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ لیکن شاگل نے
جواب نہ دیا۔ وہ ہونٹ بھیغے خاموش کھڑا رہا۔ چند لمحوں بعد
مزید مسلح افراد آئے۔

”کمرے میں پھیل جاؤ اور جو غلط حرکت کرے گویوں سے بھڑکا
ڈالو۔“ شاگل نے ان آدمیوں کے آتے ہی کہا۔ اور
دلے تیزی سے کمرے میں پھیلے پھلے گئے۔

اعلیٰ آفیسر نے بحری پولیس کے آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سادہ۔ ہم اس وقت تک یہیں رہیں گے۔ جب تک ان تینوں سے سامان باہر نہیں نکالا جاتا۔ یہ ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے۔" پولیس کے آفیسر نے خشک ہلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ادا آدہ منہ بنا کر واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک سیاہ رنگ کی لمبی سی کار ساحل کے قریب کمرہ کی۔ جہاز ساحل کے بالکل ساتھ لگا کھڑا تھا۔ کار میں سے دو افراد نکلے۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر تھا۔ جب کہ دوسرا قد بے فوج تھا۔ جسم دونوں کا بھی مضبوط تھا۔ انہیں دیکھ کر شجہ ریسرچ کے آفیسر میں مستعدی آگئی۔ اور مصطفیٰ بھی جو کتنا ہو گیا۔ وہ دونوں جیسے ہی سیرج چڑھ کر اُدھر آئے۔ آفیسر ان نے انہیں بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔ "یہ سر رابرٹ ہیں۔ معذرت کی ریسرچ کے بین الاقوامی یہ ہمارے حالیہ راجدیکٹ کے چیف ہیں۔" دوسرے نوجوان۔ ادھیڑ عمر کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے پہلے تو جہاز پر آفیسر ان کا تعارف کرایا۔ اور آخر میں مصطفیٰ اور جو لیا کے ساتھ ساتھ

کا بھی اس نے ان کے نئے ناموں سے تعارف کرایا۔ "لیکن یہاں اتنی بھیڑ کیوں ہے۔ کیا یہاں کوئی نمائش لگانا ہے؟" آصف خان۔ سر رابرٹ نے بڑے تلخ انداز میں شجہ کے اور بحری پولیس کے آفیسر ان کی طرف دیکھتے ہوئے نوجوان سے مخاطب کر کہا۔

"ادہ سوری۔ میں ابھی انہیں فارغ کرتا ہوں۔" آصف

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ آفیسر ان کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ لوگ اب جا سکتے ہیں۔ آپ فارغ ہیں۔" آصف خان نے ٹھیکے کے اعلیٰ آفیسر ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سہ۔" انہوں نے بیک آواز جواب دیتے ہوئے کہا۔ "میری کار بھی واپس لے جانا۔ میں اب مشن مکمل ہونے تک سر رابرٹ کے ساتھ رہوں گا۔" آصف خان نے کہا۔

"میں سہ۔" ایک آفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ آری سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔

"آپ حضرات یہاں کیسے تشریف لائے ہیں۔" آصف خان بحری پولیس کے آفیسر سے مخاطب ہوا۔

"ہمارا تعلق بظاہر تو بحری پولیس سے ہے لیکن ہم دراصل سیکرٹ سروس سے تعلق ہیں۔ اور چیف نے اس سامنے علاقے کی خصوصی نگرانی کا حکم دیا ہے۔ اور یہ بندہ بیٹیاں ہم چیک کرنا چاہتے ہیں۔" ان میں سے سے نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر آصف خان کی طرف بڑھاتے ہوئے

کہا۔ "لیکن یہ تو سرکاری کام ہے۔ ہم کوئی پرائیویٹ لوگ تو نہیں ہیں۔" آصف خان نے کارڈ دیکھ کر واپس کرتے ہوئے تلخ ہلچے میں کہا۔

"سادہ۔ یہ ہماری ڈیوٹی ہے۔ آپ بندہ پیڈیوں کا سامان چیک کریں پھر ہم واپس چلے جائیں گے۔" اسی آفیسر نے کہا۔ یہ عجیب ملک ہے۔ جس میں حکومت کے ایک شعبے کو دوسرے

پر اعتماد نہیں ہے۔ سر رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کے خاندان ایجنٹ ناٹران سے کئی بار مل چکا تھا۔ اور اس کی آواز اچھی طرح جانتا تھا۔

"میں ہوں صفدر۔ آپ ناٹران ہیں شاید۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاید نہیں یقیناً میرا نام ناٹران ہے۔ اور یہ اصلی سر رابرٹ نہیں بلکہ پرویز صاحب ہیں۔ ان کا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اصلی سر رابرٹ کو سامان کی آمد کے بعد ٹریپ کر لیا گیا تھا۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے اپنا اور سر رابرٹ کا تعارف کرایا۔

"یہ مس جولیا ناٹن اور یہ نعمانی اور یہ چوہان۔ جماعت تعلق پاکر شیشا سیکرٹ سروس سے ہے۔" صفدر نے جولیا۔ نعمانی اور چوہان کا تعارف کرائے ہوئے کہا۔

"مس جولیا آپ ہیں۔ آپ کے لئے ایک ٹوکا ایک خصوصی پیغام ہے۔" سر رابرٹ نے چوکتے ہوئے کہا۔ اور کوٹ کی ایک پھولی سی جیب سے مائیکرو کیسٹ نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"میں یہ پیغام سن آؤں۔" جولیا نے مائیکرو کیسٹ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"ایک ٹوکے کہا تھا کہ آپ یہ پیغام باقی ممبران کی موجودگی میں سنیں گی۔" سر رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ ایک ٹوکے بہت قریب رہتے ہیں شاید۔" جولیا نے چوکاک کہ سر رابرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"قریب سمجھیں یا دور۔ گو میرا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہے۔

"یہ بات نہیں جناب۔ دراصل آج کل سیکرٹ سروس ایک خاص مشن پر کام کر رہی ہے، اس لئے مجبور رہی ہے۔" سیکرٹ سروس آفیسر نے کہا۔

"ٹھیک ہے آصف خان۔ بیٹیاں کھلو اگر انہیں چپک کر ادویہ تاکہ لوگ اطمینان سے واپس جائیں اور ہم اپنا کام شروع کر سکیں۔" سر رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور آصف خان نے نعمانی اور صفدر کو بیٹیاں کھولنے کے احکام دیئے شروع کر دیئے۔ پچھلے کمرے سے چوہان بھی باہر آ گیا تھا۔ چنانچہ ان تینوں نے مل کر باری باری بیٹیاں کھول کھول کر اس کا سامان باہر نکالنا شروع کر دیا۔ یہ سارا سامان عجیب و غریب قسم کے ماسک، ساختی آلات، روبرٹ منا عجیب و غریب ساخت کی کشتیوں اور اس قسم کے دوسرے سامان پر مشتمل تھا۔ آخر ساری بیٹیاں کھل کر سامان باہر آ گیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اب ہم جا رہے ہیں ہمیں صرت اسلحے کی تلاش ہے۔" سیکرٹ سروس آفیسر نے کہا۔

اور پھر وہ سب خاموشی سے سرگرمی سے نیچے اترنے لگے۔ اپنے ان کی ایک جیب بھی موجود تھی۔ جب جیب آگے بڑھ گئی تو آصف خان اور سر رابرٹ جو دینک کے پاس پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ تھے۔ اٹھے اور صفدر کی طرف بڑھ گئے، جو خاموش کھڑا تھا۔

"آپ میں سے صفدر صاحب کون ہیں۔" اس بار ناٹران نے اصلی لہجے میں کہا۔

اور صفدر اس کی آواز سن کر جو تک پڑا۔ وہ کافرستان میں ایک

لیا کھنڈیا کا سرحدی ڈیم۔ جس کے ساتھ آپ لوگوں نے عمران کے ساتھ
 مٹائی تھی انتہائی دفاعی اہمیت کا حامل ہے۔ کافرستان نے اس
 تباہ کرنے کے لئے ایک خفیہ منصوبہ بنایا ہے۔ ایک ٹوکی
 میں آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور سب عمران خاموش بیٹھے یہ پیغام
 رہے تھے۔ ایک ٹوٹے ہوئے تفصیل سے اس منصوبہ بتانے کے
 اس کے خلاف کی جانے والی کامدائی بھی تفصیل سے بتادی۔ کہ
 طرح اس مشن پر دو پہلوؤں پر کام ہوگا۔ اور پھر عمران ایٹا گروپ
 رجن کریک۔ کہ کبھی جھے کی طرف جانے گا۔ اس کا کام کافرستانی
 بٹ سرحد اور کافرستانی طرزی انشیل جس کو ابھنا دینا ہے۔ جب
 پ لوگوں نے زہریلی دلدلوں کے ذریعے اس گن گن تک پہنچا ہے۔
 براے تباہ کرنا ہے۔ زہریلی دلدلوں والے مشن کی سربراہ
 ہوگی۔ جب کہ گن کریک کے عقبی جھے والے مشن کا سربراہ عمران
 مشرپر ویز چونکہ سربراہ رٹ کے عوب میں ہیں اور انہیں پہاڑ
 اس لئے بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ یہ سربراہ رٹ کی طرح اس مخصوص
 جھے کے ماہر ہیں۔ اور یہ زہریلی دلدلوں سے بہتا دے بچاؤ کے
 کام کریں گے۔ بظاہر سربراہ رٹ ہی اس مشن کے سربراہ ہوں گے۔
 کہ سرکاری طور پر ایسا ہی ہے۔ لیکن وہ بھی انتظامی طور پر جولیا کے تحت
 کام کریں گے۔ جولیا اور عمران کا آپس میں مابلہ ایون کس
 میٹر کے ذریعے رہے گا کہ ڈیٹیل ٹیم ہوگا۔ اور اس جولیا کا کردار
 لحاظ سے عمران کی ہدایات کی پابندیوں کی تاکہ صحیح طور پر مشن کو
 انجام دیا جاسکے۔ پیغام ختم ہوا۔ مس جولیا اس پیغام کو سننے کے بعد

لیکن میں ایک اور شعبے میں ہوں۔ آپ کی طرح ایکشن کو آپ سے میرا کوئی
 تعلق نہیں۔ پیر وین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 "تو کیا آپ بھی پیغام سنیں گے۔" جولیا نے پوچھا۔
 "جی ہاں۔ اب تو میں بھی آپ کا ہی ساتھی ہوں۔" پیر وین نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔
 "مجھے اجازت دیجئے۔ میں آپ سے علیحدہ رہ کر کام کر دل گا۔"
 اسی لئے عمران نے کہا۔ اور پھر وہ سب سے مصافحہ کر کے جہاں کی
 سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔
 "تو آیتے پھر پہلے یہ پیغام سن لیں۔ اس کے بعد باقی کام ہوگا۔"
 جولیا نے کہا۔ اور وہ سب بڑے ڈال مناکے میں جا کر کرسیوں پر
 بیٹھ گئے۔ صفدر نے مائیکرو کیسٹ ریکارڈر لاکر وین رکھ دیا۔ اور جوں
 نے مائیکرو کیسٹ اس میں ڈال کر اس کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحے تو
 خالی ریل چلنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر ایک ٹوکی مخصوص آواز
 ابھری۔ اور پیر وین کے ہوں پر پہلی سی مسکراہٹ رہنے لگی کیونکہ وہ اپنا
 ہی ریکارڈر کر لیا ہوا پیغام اب خود ہی سن رہا تھا۔ بس فرق اتنا تھا کہ
 جب اس نے پیغام ریکارڈ کیا تھا۔ اس وقت وہ بلیک ڈیو تھا اور
 اب اسی کا نام پیر وین تھا۔ اس کا عمران نے اس کے ذمے یہ ڈیوئی خاص
 طور پر لگائی تھی۔
 ایک ٹوکی سپیکنگ مشرپر وین نے یہ کیسٹ آپ کو دیا ہوگا۔ مس
 پیر وین سپیکرٹ سرحد کے ایک خصوصی شعبے سے متعلق ہیں۔ لیکن اس
 مشن میں وہ آپ کے ساتھی ہوں گے۔ اس مشن کی تفصیلات اس طرح

اس ٹیپ کو دانش کو دیں گی۔ بائی بائی۔ اس کے ساتھ ہی خالی ٹیپ کی آواز سنائی دی اور جو لیانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دیکھا کہ آت کر دیا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں اطمینان اور مسرت کی چمک تھی۔ شاید اس لئے کہ ایک کٹھونے ہر حال اسے اس مشن کا سربراہ منتخب کیا تھا ورنہ پہلے وہ دل ہی دل میں اس بات پر سوچ رہا تھا کہ آتھی کہ اس اجنبی پر دین کے ساتھ ٹیپ پہنچنے سے کہیں یہ مطلب نہ ہو کہ اجنبی کو ہی سربراہ بنادیا جائے۔ لیکن اب وہ مطمئن تھی۔ ادھر یہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر عمران اسے باقاعدہ اس سلسلے سے معاملے کی تربیت نہ دیتا اور اسے پوری تفصیل سے ہر سامان کی کارکردگی کے بارے میں نہ سمجھاتا تو وہ مابہر تو ایک طرف سامان کو دیکھ کر بھی اس کے متعلق نہ سمجھ سکتا۔ لیکن اب عمران کی تربیت کے بعد وہ اپنے اپنے آپ کو سربراہ بٹھ رہے تھے۔ بڑا مابہر سمجھ رہا تھا۔

”صغدد اس پیغام کو دانش کو دے دو۔ اور سربراہ بٹھ۔ آپ کو ہم سربراہ بٹھ ہی کہیں گے۔ آپ کا مشن شروع کر دیں۔ تاکہ مشن کو جلد ہی جلدی مکمل کیا جاسکے۔“ جو لیانے باقاعدہ لیڈر کی طرح ہدایت دینی شروع کر دیں۔

”ایس میڈم“۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ادھر وہ کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ہیڈ کو اور ٹرینچے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک بڑے ال ٹانگہ کے میں کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ کمرے میں چار مسلح افراد ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن انہوں نے بھی مشین گنیں اپنے کانہوں سے لٹکانی ہوئی تھیں۔ اس لئے کہ ایک تو وہ اپنے ہیڈ کو اور ٹرین تھے۔ اس لئے ظاہر ہے ہیڈ کو اور ٹر سے کسی کے بغیر جاکر مل جانے کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ اور دوسری بات یہ کہ ان احوال وہ غیر ملکی معزز لوگ تھے۔ اس لئے بھی شاید وہ ان پریشانیوں سے امان کر رکھنا ضروری نہ سمجھ رہے تھے۔ شاگل ایک طرف کھڑا تھا۔ اس کا یو ایو بھی اس کے ہوا سٹر میں تھا۔ اس کے چہرے پر شدید تذبذب کے آثار نمایاں تھے۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس کا شک غلط نکلا تو اسے علی سطح پر خاص دھاتیں بھی کرنی پڑیں گی۔ اور شاید براہم مندر کی جھاڑ بھی سننی پڑے۔ اور ساتھ ہی اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ شک درست

بھوکے بھیڑیے جیسی چپک تھی۔

میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں جناب۔۔۔ بلونت سنگھ نے کہا۔ اور چپک کھٹنے لگا۔

بلونت سنگھ کئی بات سن کر عمران کی آنکھوں میں الجھن سی تیرنے لگا۔ بلونت سنگھ شکل صورت ادا آنکھوں سے خاصا ذہین ادا اپنے کام میں نظر آ رہا تھا۔ اور جب اس نے اپنا بیگ کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا میک اپ واشٹر نکالا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ میک اپ واشٹر واقعی انتہائی جدید ساخت کا تھا اور اس نے لازماً سب کے اصل چہرے ظاہر کر دیتے تھے۔ اور عمران جانتا تھا کہ یہی اس کا اصل چہرہ ظاہر ہوگا۔ شاگل نے واقعی بھوکے بھیڑیے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑنا ہے۔ پہلے عمران اس لئے اطمینان سے اس کے چہرہ چلا آیا تھا کہ اس کا خیال تھا کہ عام سے روشن تر سے وہ میک اپ فن کریں گے۔ لیکن کافرستان کی سیکرٹ سروس نے واقعی بہترین مشینیں منگوائی تھیں۔

”سنو۔ میری بات سنو۔ تم آخر چاہتے کیا ہو۔ مجھے تو یہ بلونت صاحب خود میک اپ میں نظر آ رہے ہیں۔ کہو تو ابھی اس کے بے سے بھلی آواز کہ دکھا دوں۔“ عمران نے اچانک کمرسی اٹھ کر قریب موجود بلونت سنگھ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”تم گڑبگڑ کیوں آتے۔ وہیں بیٹھو خیر دار۔“ شاگل نے عمران کو بلونت سنگھ کے قریب آتے دیکھ کر چیخے ہوئے کہا۔ اور خود ہولسٹر دیو اور نکالتا ہوا تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

”نکلے تاکہ عمران ادا اس کے ساتھیوں کی اس طرح گرفتاری اس کی زندگی کا سب سے بڑا کاؤ نامہ بن جائے۔“

شاگل کے حکم پر میک اپ کا خصوصی ماہر بلوایا گیا تھا۔ ہتھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر ہاتھ میں ایک بیگ اٹھاتے اندر داخل ہوا۔

”یس سر۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے شاگل کے سامنے جھکے ہوئے کہا۔ وہ جینٹل وارڈر کے شعبہ میک اپ کا انچارج بلونت سنگھ تھا۔ ادا اپنے کام میں خاصا ماہر سمجھا جاتا تھا۔

”بلونت سنگھ۔ ہمیں شک ہے کہ یہ غیر ملکی میک اپ میں ہیں اور یہ بھی سنو کہ جن لوگوں کے متعلق ہمیں شک ہے کہ یہ ہو سکتے ہیں وہ بے حد کایاں لوگ ہیں۔“ لازماً انہوں نے کوئی خصوصی میک اپ کیا ہوگا۔ شاگل نے بلونت سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ بلونت سنگھ کی ساری عمر اسی شعبے میں گزر گئی ہے۔ میں تو اپنی آنکھ سے دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ کوئی میک اپ میں ہرے یا نہیں۔“ بلونت سنگھ نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا۔

”اچھا دیکھ کر بتاؤ۔“ شاگل نے کہا۔

ادہ بلونت سنگھ تیزی سے عمران ادا اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ آیا۔ وہ قریب آ کر غور سے ان کے چہرے دیکھتا رہا۔

”جناب یہ سب میک اپ میں ہیں۔“ بلونت سنگھ نے یکلخت شاگل کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”ادہ ادہ۔“ اگر یہ درست ہے تو میں تمہارا منہ موتیوں سے بھر دوں گا۔“ شاگل یہ سنتے ہی خوشی سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں

”مم—مم—مم—میں تو.....“ — عمران نے خوف زدہ انداز میں شاگل کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ شاگل کے اس طنز پر چخنے سے خوف زدہ ہو گیا ہو۔ لیکن دوسرے ہی لمحے شاگل کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ اور وہ فٹ بال کی طرح اچھل کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے چاروں مشین گن برداروں سے جا کھرا یا۔

عمران کو اس طرح لٹھے اور بونٹ سنگھ کے پاس جاتے دیکھا عمران کے ساتھی بھی چوکنے ہو گئے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی عمران نے شاگل کو اچھل کر مشین گن برداروں پر پھینکا۔ اس کے سب ساتھی بھی کبلی کی طرح حرکت میں آئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل اور اس کے ساتھی سنہیلے وہ ان کے ہاتھوں سے نکلنے والی مشین گنوں سے صرف ہٹ چکے تھے بلکہ اب ان کے رخ بھی ان کی طرف تھے۔ شاگل کو اچھلے تھے عمران ایک بار پھر گھوما اور بونٹ سنگھ چیخا ہوا زمین بوس ہو گیا۔ کاکہ پوری قوت سے اس کی کپٹی پر پڑا تھا۔

”خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالیں گے“ کیپٹن شکیل نے چیخے ہوئے کہا۔

ادھر عمران صورت حال بدلتے ہی کبلی کی سی تیزی سے دو طرف بڑھا اور اس نے بڑی بھرتی سے اس کی کنڈی لگا دی۔ ”کک—کک—کک—کیا مطلب“ — شاگل نے نعرہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے آثار تھے اس کے ساتھیوں نے اب اپنے ہاتھ اٹھائے تھے۔

”اپنے منہ دیوار کی طرف کر لو جلدی“ — عمران نے چیخ کر کہا۔

شاگل کے علاوہ اس کے باقی ساتھیوں نے تیزی سے اپنے رخ دیوار کی طرف کر لئے۔ جب کہ شاگل اسی طرح حیرت سے اکھپن بھاڑے ہوئے تھا۔ وہ شاید ابھی تک اپنے آپ کو ذہنی طور پر نئی سچویشن میں بربٹ نہ کر سکا تھا۔ ادھر جیسے ہی شاگل کے ساتھیوں کے رخ دیوار کی طرف ہونے کیپٹن شکیل کے اشارے پر ان کے سرورں پھر میں ہی۔ اور وہ خالی ہوتے ہوئے پوروں کی طرح ڈھیر ہو گئے۔ اسی شاگل ایک لمخت اچھلا اور اس نے پاگوں کے سے انداز میں عمران کو لگا کر دیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چیخا ہوا پشت کے بل زمین پر لگا۔ عمران نے اسے دھتیا نہ انداز میں اپنے اوپر آتے دیکھ کر بڑی پھرتی سے اپنا ایک گھٹنا موڑ کر اس کے آگے کو دیا تھا۔ نتیجہ وہی جو نکلا چاہیے تھا۔ شاگل نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر عمران کی لمات حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو شاگل کی کپٹی کی فصوص انداز میں پڑی۔ اور دوسرے لمحے شاگل کا تڑپتا ہوا جسم لمخت ڈھیل پڑ گیا۔ کپٹی پر پڑنے والی مخصوص ضرب نے اسے جوشی کے اندھیروں میں ڈھکیل دیا تھا۔ وہ بونٹ سنگھ پہلے ہی مارے ہوئے جوش پڑا تھا۔

”انہیں ختم نہ کرویں“ — کیپٹن شکیل نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

”ارے یہ غضب نہ کرو۔ فائرنگ کی آواز دل سے پورا امید کو اور ٹھنڈے لگے گا۔ اور پھر وہاں سے نکلا ناممکن ہو جائے گا“ — عمران نے کہا۔

"مردہی تو نہیں کہ فائزنگ کی جلتے۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی مردوں والا کام بھی کبھی کر لیا کرو۔ اب بے ہوش پڑے ہوؤں کو تو کوئی عورت بھی مارنا گوارا نہیں کرتی۔ آؤ اب نکل چلیں۔"

مشین گتیں چھپا لو۔۔۔ عمران نے کہا اور دد دانے کی طرف مڑا۔

"ٹھہرو۔ ذرا میں شاگل کو آؤ گراف تو دے دوں۔۔۔ عمران۔

مسکرا کر مڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جیبوں کو ٹوٹنا شروع کر دیا۔

جلدی ایک چھوٹا سا کاغذ اس کے ہاتھوں میں آ گیا۔ اس نے جیب کا

مخبر نکال کر اس پر جلدی سے آؤ کا خاکہ بنایا اور خاکے کے اوپر شاگل

لکھ کر نیچے اس نے ان طرف علی عمران کے الفاظ لکھے اور پھر کاغذ اس

نے بے ہوش پڑے ہوئے شاگل کی مٹھی میں زبردستی پھنسا دیا۔ کسب

شکیل اور دوسرے ساتھیوں کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

تصور ہی تصور میں شاگل کی شکل دیکھ رہے تھے۔ جب شاگل ہوش

آنے کے بعد یہ کاغذ دیکھ گیا۔

عمران نے دد دانہ کھولا اور پھر باہر آ گیا۔ وہ ایک طویل راہداری

میں تھے۔ راہداری میں مختلف آفسز کے دروازے تھے۔ عمران

اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے راہداری سے گزرتے

صحی میں پہنچے۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ ہیڈ کوارٹر کی عمارت

باہر پہنچ چکے تھے۔ عمران کے اشارے پر آخر میں نکلنے والے خادمہ

دروازہ بند کر دیا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ شاگل کی دہشت سی

کہ کوئی اس کی اجازت کے بغیر اندر جانے کا تصور بھی نہ کر سکے گا۔

چونکہ شاگل بغیر کسی سے کچھ کہے انہیں لے کر سیدھا اس کمرے میں آ گیا۔

میں لے شاید کسی کو بھی علم نہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی دراصل کون

ہیں۔ وہ انہیں غیر ملکی ہی سمجھ رہے تھے۔ اور ظاہر ہے غیر ملکیوں کو مدد

کی ہمت دینے بھی عام سپاہی نہ کر سکتے تھے۔ باہر آتے ہی عمران

بڑی سے آگے بڑھا۔ اور پھر قریب گلی سے اپنے ساتھیوں سمیت ہوتا

وادہ پھلی سڑک پر آ گیا۔

"ہمیں اب داراب کالونی کی کوٹھی نہیں بچیں پہنچنا ہے۔ علیحدہ علیحدہ ہو

لو۔ ہاں پہنچو۔ دیان جو پہنچے کو ڈایکسٹور رہے گا۔۔۔ عمران نے پھلی

سڑک پر آتے ہی کہا اور پھر وہ سب تیزی سے بکھرتے چلے گئے۔ اور

نورڈی دیر بعد وہ علیحدہ علیحدہ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر داراب کالونی کی طرف

چلے گئے۔

ہر اسبیٹر پر ہی باتیں کر رہے تھے۔ کشتی کے فرش پر عجیب و غریب
فٹ کی چھوٹی چھوٹی مٹینیں بکھری ہوئی تھیں۔ جن میں کشتی میں باقاعدہ
گی کی لہریں دوڑتی صاف نظر آرہی تھیں۔ البتہ کئی مٹینیں بند
پڑی تھیں۔ ایک چھوٹی سی ٹائپ رائٹر مٹین مسلسل چل رہی تھی۔ اور
پھر ایک مخصوص ساخت کے دہڑکی کی پٹی چل رہی تھی جس پر کمپیوٹر کا رڈ
آرٹھ مسلسل چھوٹے بڑے سوراخ بن رہے تھے۔

بلیک زبرد ایک بڑی سی مٹین کے مختلف رخ کھلنے میں مصروف
جو لیا اور صفد اس کی مدد کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد مٹین کی
سائیکس کھلنے کی طرح کھل گئی۔ اور بلیک زبرد نے اپنے
سے پہنے ہوئے ٹائٹ کی ایک انگلی اس ٹائٹ کی۔ اور نیچے سے اوپر
سے زور سے دبا یا تو کھٹاک کی آواز سے رائفل کے گھما رہی طرف سے مٹین
چھوٹا سا میزائل باہر آگیا۔ اس میزائل کے پیچھے ص ساخت کی
جس پر موجود چھوٹے سے ڈائل پر دو مختلف رنگوں کا اس سیٹر ہی کے
یہ دنیا کا سب سے طاقتور ٹائم میزائل ہے۔ ٹائم بم۔ اس پر ٹائم
بم ہے۔ اس سے یہ گین اور کو یک تباہ ہو سکتے ہیں۔
زبرد نے بتایا۔

بلیک مطلب۔ وہ عام بم سے کیوں نہیں تباہ ہو سکتے۔
نے چمکتے ہوئے پوچھا۔

باس کو جو اطلاعات ملی ہیں۔ اس کے مطابق یہ گین انتہائی خفیہ طریقے
میں شہر کا زمین کی ایک ایسی کمپنی نے تیار کی ہے۔ جو خفیہ طور پر
میں کو اس طرح کی گین تیار کر کے فروخت کرتی ہے۔ اس گین میں

نیلے رنگ کی ایک بڑی سی کشتی جس کی شکل ایک بڑے مینڈ
جیسی تھی۔ گھر گ کھلاڑی کے ساتھ والی دلدل پر تیر رہی تھی۔ اس کشتی
چند اددل سے گھر کو خود بخود اچھلتا اور پھر آگے جا کر پھر گھر کو اچھلتا
طرح کشتی دلدل کی سطح پر چل رہی تھی۔ انداز ایسا تھا جیسے کوئی مینڈ
اچھل اچھل کر چل رہا ہو۔ کشتی کے اندر تین افراد موجود تھے۔ جنہوں نے
لباس پہن رکھے تھے جیسے خلائی جہاز کے مسافر پہنتے ہیں۔ سب
عجیب و غریب ساخت کے ماسک تھے۔ چہرے کے ساتھ
شفاف شیشہ تھا جس میں سے ان کی شکلیں نظر آرہی تھیں۔ سر دل پر
ایر مل ٹائپریں کافی اوپر کو اٹھ کر لڑ رہی تھیں۔ ہر ایک کی کمر پر
کا ایک بڑا سا سنڈر بندھا ہوا تھا۔ یہ بلیک زبرد۔ صفد
جو لیا تھے۔ چوہان اور نعمانی کو انہوں نے جہاز پر چھوڑا تھا۔ جب
خصوصی ٹرانسمیٹر کے ذریعے ان کا رابطہ قائم تھا۔ جب کہ وہ آپنا

مرہٹے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم اس درے تک کیسے پہنچیں گے۔ ظاہر ہے درے میں ولی نہ کوئی آدمی تو موجود ہی ہوتا ہوگا۔" جولیلے نے کہا۔

"بالکل ریاک نہیں کئی افراد ہوں گے۔ اسی لئے تو ڈبل ٹیم بھیجی جا رہی ہے۔ ادھر عمران کمانڈر ایکشن کرتا ہوا اس درے کے عقبی سمت لپٹے گا۔ ادھر ہم اس طرح تحقیق کا بہانہ کرتے ہوئے درے کے سامنے دلی دلدل میں پہنچ جائیں گے۔ پھر عمران آخری جنگ کے اکاشن میں جولیا کو دے گا۔ اس طرح سب کی توجہ اُسی طرف ہوجائے گی۔" ظاہر ہے ہم تو سائنس دان ہیں اور سرکاری آدمی ہیں۔ اور

اوپر سے بھی درہ دلدل سے بہت اونچائی پر ہے۔ اور نیچے سے اوپر جانے کا نظارہ کوئی راستہ نہیں۔ اس لئے وہ ہماری طرف سے مطمئن

ہو گئے۔ آخری اکاشن ملتے ہی ہم درے پر مخصوص ساخت کی پوری کھنڈ کے طور پر پھینکیں گے اور پھر ایک آدمی اس سیڑھی کے

پائے اوپر جائے گا اور وہاں جا کر یہ میزائل فٹ کرے گا اس پر ٹائم ملے گا۔ اور وہاں آجائے گا۔ اور ہم دلدل سے نکل کر دور والی

جگہ میں ملے جائیں گے۔ اور پھر اُسی تیز رفتاری سے جہاز تیار اور

پھر سب شہر میں غائب ہوجائیں گے۔ اس کے بعد کافرستانی حکومت

تحقیق کرتی پھرے گی کہ اس کے سائنسدان کہاں گئے اور بین الاقوامی

پرسنل سکاٹر سر رابرٹ کہاں گئے۔ ہر حال ہمارا مشن مکمل ہو چکا

ہوگا۔" بلیک زیرو نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ بتائیں کہ یہ سب باتیں آپ کو کس نے بتائی ہیں۔ ایکسٹرونے

یہ خصوصیت ہے کہ یہ نہ صرف کمپیوٹر کنٹرول ہے بلکہ اس کی حفاظت

کے لئے بھی عجیب و غریب دفاعی نظام رکھا گیا ہے۔ اس مشین کے

نظر نہ آنے والی ایسی مخصوص ریز کا حلقہ ہر وقت کام کرتا رہتا ہے

کوئی نقصان پہنچانے والی چیز کا اس نہیں کر سکتی۔ ان ریز کو نہ

کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی ختم کیا جاسکتا ہے۔ بلیک زیرو

عمران کی بتائی ہوئی باتیں انہیں سمجھنا شروع کر دیں۔ عمران نے

اس پر تحقیق کی تھی۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر اس مشین کی مرمت کیسے کی جاتی ہوگی۔

جولیلے نے پوچھا۔

نیلے رنگ کے کپڑے والی چیز کا ذکر کیا ہے۔ چیف باس۔

جیسی تھی۔ مگر کھانا پہنچا دیا۔ جیسا کہ جیسا کہ جیسا کہ جیسا کہ

چند ادا دلدل سے ملے گا۔ لیکن یہ میزائل ایسا ہے جیسا کہ جیسا کہ

طرح کشتی دلدل سے ملے گا۔ لیکن یہ میزائل ایسا ہے جیسا کہ جیسا کہ

ایک گزرت کر کے جیسا کہ جیسا کہ جیسا کہ جیسا کہ جیسا کہ جیسا کہ

کے فاصلے پر جا کر پھٹ جائے گا۔ اور پھر اس گن کی تباہی کو کوئی نہ

سکے گا۔" بلیک زیرو نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ میزائل درے کے اندر جا کر اس

کے ساتھ نصب کرنا ہوگا۔" مسعد نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے تو یہ سارا اکیلا چلا گیا ہے۔ درہ تو دور۔

ہی کم کسی لائچر کے ذریعے داغا جاسکتا تھا۔" بلیک زیرو

توان کا کوئی ذکر اپنے پیغام میں نہیں کیا۔ حالانکہ میں لیڈر ہوں۔ مجھے ان باتوں کا اور تفصیلی پروگرام کا علم ہونا چاہیے تھا۔" — جولیا۔
قد رے تلخ لہجے میں کہا۔

"ایک ٹوکیا کہنا چاہیے اور کیا نہیں کہنا چاہیے۔ کسے کہنا چاہیے اور کسے نہیں کہنا چاہیے۔ یہ میرا دوسرا نہیں ہے مس جولیا۔" —
کی شکایت تو آپ ایک ٹوک سے کریں۔ — میرا تو فرض یہ ہے کہ ان کے حکم کے مطابق اپنی ڈیوٹی سرانجام دوں۔ اوردہ میں کر رہا ہوں۔ آپ میری لیڈر ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ بلیک زیرو نے بھی جواب میں انتہائی سرد اور خشک لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ادہ مسٹر پرویز ناراض ہونے کی بات نہیں ہے۔ مس جواب دیسے ہی کہہ رہی تھیں۔ سارا کام اہم ہے۔" — صفدر نے فری بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔

"سودی مسٹر پرویز۔ بس دیسے ہی بات منہ سے نکل گئی۔ اس کا ذکر چیٹ سے نہیں کریں گے۔" — جولیا نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً ہی اپنی غلطی تسلیم کر لی کیونکہ اسے خیال آ گیا تھا کہ مسٹر پرویز دوسرے شعبے سے تعلق ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ واپس جا کر ایک ٹوک سے شکایت کر دیں۔ اور پھر ظاہر ہے جو یہ قیامت ہی ٹوٹ سکتی تھی۔ اب وہ عمران تو نہ تھا کہ جو کسی بات کا ایک ٹوک نہیں کرتا۔

"نہیں مس جولیا۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ کسی کی شکایت

رہا ہوں۔ لیکن ایک بات ہے ایک ٹوکنا کسی شخصیت ہے کہ اسے بتانے کے باوجود بھی باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ اب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آدمی باتیں سن رہا ہو۔ اس لئے ایسی صورت میں مجھے قصور وار نہ سمجھنا۔ ایک زیر دماغ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ظاہر ہے اس کی بات سچ تھی۔ بن ایک ٹوک سے جولیا بات پھیلنے کی بات کر رہی تھی اسی ایک ٹوک سے وہ خود بات کر رہی تھی۔ اور ساتھ ہی کہہ رہی تھی کہ ایک ٹوک کو پتہ نہ لگے۔

"آپ کام شروع کریں مسٹر پرویز۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" — صفدر نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"ماں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ٹائم میرا غلے میں دترے کے اندر صعب کرنا ہے اگر تم جاویں تو ابھی آخری دلدل تک پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن صفدر نے کہا ہے کہ جب تک عمران صاحب کی طرف سے کاشن نہ ملے ہم دترے میں داخل نہ ہوں۔" — بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن اب یہ کیسے معلوم ہو گا کہ عمران کی طرف سے کاشن ملنے والا ہے۔ ظاہر ہے جب کاشن ملے اس وقت ہمیں دترے کے قریب ہونا چاہیے۔" — جولیا نے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہونا تو ایسا ہی چاہیے۔ لیکن نکر کی بات نہیں۔ یہ کشتی چند لمحوں میں آخری دلدل تک پہنچ سکتی ہے۔ اگر تم نے جلدی کی تو ہو سکتا ہے۔" — جولیا نے موجودہ سیٹھ کی پیشگی مشکوک ہو جانے۔ بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ ہمیں کاشن ملنے تک اسی دلدل میں ہی رہنا چاہیے۔ کاشن ملنے ہی ہم آخری۔ دلدل تک پہنچ جائیں گے اس طرح دترے میں موجود

رابرٹ کی آواز میں کہا۔ اس کا ہجہ بے حد باد قار تھا۔

سرمابرٹ۔ میں اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر مارٹن بول رہا ہوں۔
شعبہ ریسرچ کے ایک اعلیٰ آفیسر تشریف لائے ہیں مشرمانگل
ن سیکورٹی آفیسر وہ آپ سے فوری ملنا چاہتے ہیں۔ آپ جہاں پینچ
ہاؤس۔ مارٹن نے کہا۔

”میں اہم کام میں مصروف ہوں۔ اسے مرنے پر نہیں چھوڑا جاسکتا۔
مشرمانگل سے میری ٹرانسمیٹر پر بات کرنا اور۔“ بلیک زیرو
انتہائی کراخت پہنچے ہیں کہا۔

”بہتر۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں
بلوگ بھادی آواز سنائی دی۔
”ہیلو سرمابرٹ۔ میں چیف سیکورٹی آفیسر شعبہ ریسرچ مارگل بول
ہوں اور۔“ بھادی آواز دلنے لگا۔

”یہ مشرمانگل کیا بات ہے۔ جس کے لئے آپ نے مجھے
شرب کیا ہے اور۔“ بلیک زیرو نے انتہائی کراخت پہنچے
کہا۔

سرمابرٹ۔ آپ کے نام ایک تار آئی ہے جاک لینڈ
جس میں عجیب وغریب کوڈ الفاظ درج ہیں۔ ادرتار کے ساتھ ایک
پتہ ہے کہ اس تار کو انتہائی فوری طور پر سرمابرٹ تک پہنچایا جائے۔
ان کے اپنے ہاتھ میں ٹاپ ایمرجنسی۔ چنانچہ میں تار لے کر یہاں آیا
ہوں اور۔“ دوسری طرف سے مشرمانگل نے کہا۔

”اچھا آپ ایسا کریں کہ تار مشرمانٹن کو دے دیں۔ میں فارغ ہو کر

لوگ بھی مشکوک نہ ہوں گے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔
”لیکن کاشٹن ملنے کے کتنے دیر بعد ہمیں کام مکمل کرنا ہوگا۔ اس بات
کا پتہ ہے آپ کو۔“ جولیانے کہا۔

”میرا خیال ہے۔ آدھا گھنٹہ تو بہر حال لگ جائے گا۔ ویسے چیف
نے تو اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ آخر سٹر ہی لنگے اس پر چڑھنے۔
پھر میزائل نصب کر کے واپس آنے میں اتنی دیر تو ضرور لگ ہی جائے
گی۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ صفحہ ریا جولیا اس کی بات کا جواب دیتے۔
ایٹانک جولیا کی سائیڈ۔ بیلٹ سے بندھے ہوئے ایک ڈبے سے
مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ یہ جہاز کے ساتھ رابرٹ ٹرانسمیٹر تھا۔
اس کا تعلق جولیا کے ماسک کے ساتھ تھا۔ اُسے یہ آوازیں سنائی دے
رہی تھیں۔ جولیانے جلدی سے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ کا بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو اور۔“ جولیانے اپنی نئی حیثیت والی آوازیں کہا
”مارٹن بول رہا ہوں۔ مس رام کلی۔ سرمابرٹ سے بات کرنا
اور۔“ دوسری طرف سے چوٹان کی آواز سنائی دی۔

”اور۔ کے اور۔“ جولیانے سر ملاتے ہوئے کہا۔ ادرتار۔
نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ سے ایک تار کھینچی اور اُسے بلیک زیرو
کی سائیڈ میں موجود ایک جھوٹے سے ڈبے سے منسلک کر دیا۔ اب
بات چیف سرمابرٹ بھی کر سکتے تھے اور جولیا بھی ادرتاروں بھی سن
سکتے تھے۔

”ہیلو ہیلو۔ رابرٹ سپیکنگ اور۔“ بلیک زیرو نے

واپس آؤں گا تو ان سے لے لوں گا ادور۔“ بلیک زیمرون نے کہا۔
 ”سو ہی سربراہ برٹ۔ مجھے یہی ہدایت ہے کہ تار آپ کے ہاتھوں
 میں دوں۔ اگر آپ فوری طور پر نہیں آ سکتے تو میں یہاں جہاز پر آپ کا
 انتظار کروں گا ادور۔“ میسٹر مارگل نے کہا۔

”ادور کے۔ آپ انتظار کریں میں ہاتھ میں موجود کام مکمل کر کے
 واپس آ رہا ہوں ادور اینڈ آل۔“ بلیک زیمرون نے کہا۔ ادور انیسیم
 کا تار نکال دیا۔ دوسری طرف سے بھی رابطہ ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے بحیرہ
 نے بھی اپنی سائیڈ ڈالائٹ انیسیم آف کر دیا۔

”یہ تار کس نے بھیجی ہے ادور کیسی ہے۔“ بلیک زیمرون نے حیرت
 سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو بتاؤ کسی کا لہتی۔“ صفدر نے پوچھا کیونکہ اُسے کوئی
 بات سنائی نہ دی تھی ادور جو لینے اُسے ساری تفصیل بتادی۔

”ادور پریز صاحب۔ یہ ضرور کوئی نیا جگر ہے۔ اگر معاملہ صرف تار کا
 ہوتا تو پھر اس کے لئے چیف سیکورٹی آفیسر اس قدر اصرار نہ کرتا۔“
 صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”بہر حال جو ہو گا دیکھ لیا جائے گا۔ اب اتنا بھی گھبرانے کی ضرورت
 نہیں۔ میں نے کچھ وقت اس لئے لے لیا ہے تاکہ میں آپ کو اس ٹار
 میز ازل کشتی کو چلانے اور دوسری مشینوں کے متعلق کچھ بتا دوں تاکہ اگر
 کسی بھی وقت میرے ساتھ کچھ بن جائے تو مشین کی تکمیل میں رکاوٹ نہ
 سکے۔“ بلیک زیمرون نے کہا ادور پھر وہ ان دونوں کو تفصیلات بتاتا
 لگا۔

شاگل کا واقعی پاگل ہو چکا تھا۔ اس نے پورے میڈیکو اورٹر کے
 لئے اپنے بال فیرج لئے تھے۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے اس
 بڑھ چکا تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے اب کبھی ٹھیک نہ ہوگا۔
 ”تم سب منہ دیکھتے رہے۔ ادور وہ شیطان کے بچے نکل گئے۔ تم
 انہیں روکا کیوں نہیں۔“ شاگل نے غصے کی شدت سے چیختے
 پیر تھختے ہوئے کہا۔

”جناب کمرہ ساؤنڈ میڈیٹ تھا۔ اندر کی آوازیں باہر سنائی نہ دے
 تھیں۔ پھر ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ یہ غیر ملکی کون ہیں اور کیا انہیں
 سمجھے یا نہیں۔“ ایک اسسٹنٹ نے بہت کرتے ہوئے

”ادور وہ بڑی چوٹ ہو گئی۔ ادور وہ ہاتھ آکر نکل گئے۔ کاش میں ان
 ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیتا۔ ادور۔“ شاگل نے چوٹ کھاتے

ہوئے سانپ کی طرح سر کو ادھر ادھر پھرتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت
 ہیڈ کو اوڑھنے کے بڑے ٹخن میں کھڑا تھا۔ اور اس نے چیخ چیخ کر پورے مینا
 کو اوڑھ کر اکٹھا کر لیا تھا۔ اسے ہوش بھی خود ہی آیا تھا۔ ادبوش میں آنا
 ہی جب اس کی نظر اپنے ماتہ میں موجود پچے پر پڑی جس پر اٹو کی تصویر کے
 اوپر شاگل اور نیچے عمران کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ تو بس اس کے دماغ کا فوڑ پو
 اڑ گیا۔ اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ اس کے بعد اس نے کیا کیا کیا کیا کیا کیا
 کیں۔ یہ تو ہیڈ کو اوڑھ میں موجود دوسرے عملے کو جو موجود تھا کہ اچانک شاگل
 کے بڑی طرح چیخے اور ہیڈ کو اوڑھ کے برآمدے میں پاگلوں کے سے اندر
 میں دوڑتے دیکھ کر وہ سب اپنے اپنے کمروں سے نکل کر اس کے گم
 اکٹھے ہوتے گئے۔ اور پھر شاگل نے چیخ چیخ کر ان سے غیر ملکیوں سے
 متعلق پوچھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیا بتا سکتے تھے۔ یہاں تو کوئی غیر ملکی آتا
 اور جاتے رہتے تھے۔

”سر وہ غیر ملکی کون تھے۔ ایک اور اسٹنٹ نے ڈسٹا
 ڈرتے پوچھا۔

”تمہارے باپ تھے۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ جاؤ۔ شاگل
 نے بڑی طرح چیخے ہوئے کہا۔ اور وہ سب کان دبا کر واپس اپنے
 اپنے کمروں کی طرف لوٹ گئے۔

شاگل اب اپنے آپ کو کسی حد تک سنبھال چکا تھا۔ وہ تیز تر رفتار
 اٹھاتا سیدھا اپنے دفتر میں آیا۔ اس نے سیکورٹی والوں کو اس کمرے
 میں موجود اپنے بے ہوش ساتھیوں اور میک اپ ماسٹر کو ہوش میں
 کا کہہ دیا تھا۔

شاگل اپنی کمری پر بیٹھا بے چینی کے عالم میں اپنی مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔
 وہ دانت دانت پیتا۔ کبھی دانتوں سے ہونٹ کاٹتا۔ واقعی اس کا ذہن
 تھوچکا تھا۔ اسی لمحے اُسے پرچے کا خیال آیا جو بلاش میں آنے
 بعد اس کے ماتہ میں نظر آیا تھا۔ اس نے جلدی سے جیب میں
 والا پرچہ جیب میں موجود تھا۔ بچنے کے جذبے کے تحت اس
 سے جیب میں ڈال لیا تھا۔

میں تمہیں کتے کی موت ماروں گا عمران۔ کتے کی موت
 نے دانت پیتے ہوئے کہا۔ اور پھر پرچے کو چیر پھاڑ کر روٹی کی
 میں ڈال دیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے ریسور

شاگل سپیکنگ۔ شاگل نے زخمی ہلچے میں کہا۔
 کیا بات ہے ابھی تک تم شاگل ہی ہو یا گل نہیں ہوئے۔ پھر چلا
 دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی

اور شاگل عمران کی آواز بیچھانتے ہی ایک جھٹکے سے یوں کمری سے اٹھ
 چا جیسے عمران اس کے سامنے خود اٹھ گیا ہو۔

تم۔ تم۔ احمق۔ تو۔ میں تمہیں کتے کی موت ماروں گا۔
 نے بے اعتدال پچھتے ہوئے کہا۔
 احمق اور اٹو کی موت تو احمق ادھار کی طرح ہی آسکتی ہے تمہاری
 میں۔ دوسری طرف سے عمران نے ہنسنے ہوئے جواب دیا۔

سر ج کرنے کے لئے تم نے آدمی بھیجے ہیں۔ شاگل نے پوچھا۔

آپ کے نمبر پر بات۔ جناب مجھ کیا معلوم میں کیے۔
ہوں۔ دوسری طرف سے سر چنگ شے کے انچارج شدہ۔
حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تو۔ تو کیا تمہیں آپریٹر نے کوئی نمبر نہیں بتایا۔ اور تم نے
پاٹی اس بات کرنے والے کے پیچھے نہیں بھیجی۔ شاگل کی

اس قدر حیرت تھی کہ جیسے اُسے شرن کی بات کا یقین ہی نہ آیا ہو۔
"نہیں جناب۔ مجھے تو آپریٹر کی طرف سے کوئی کال نہیں ملی

شرن نے جواب دیا۔
اور شاگل نے یوں انظر کام کا رسیور پٹنجا جیسے کوئی باکسر

منکست خوردہ حریف پر آخری کھ لگا کر اپنی واضح حیرت کا اعلان
اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ ادنیٰ بچے لگا ہوا ایک

بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی ٹیلی فون کا کنکشن برآمد ہوا۔
ایکس چنچ سے ہو جاتا تھا۔ ورنہ عام حالات میں یہ فون ڈائریکٹ

"آپریٹر سپیکنگ سر۔" دوسری طرف سے ایک
آواز سنائی دی۔

"تم کس وقت سے ڈیوٹی پر ہو۔" شاگل نے غراتے
پوچھا۔

پچھلے دو گھنٹوں سے جناب۔ آپریٹر نے حیرت
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں میرے فون سے ٹریسنگ کاشن نہیں ملا تھا۔"
نوسر۔ سب او۔ کے ہے۔ نہ ہی کوئی مشکوک آدمی ادھر آتا ہے

دانت پیستے ہوئے پوچھا۔
ٹریسنگ کاشن۔ نہیں جناب بالکل نہیں۔ آپریٹر نے

اور اُسی لمحے شاگل کی نظریں ٹریسنگ بٹن پر پڑیں۔ تو اس کے حلق
"او۔ کے۔" شاگل نے ڈھیلے لہجے میں کہا اور رسیور کو ہڈل

پھینک دیا۔ اس نے جلدی میں ٹریسنگ بٹن آن کرنے کی بجائے ٹیب
آن کر دیا تھا۔ اور اس سے یہ ہوا ہو گا کہ کال خود بخود ٹیب ہو گئی۔

بس۔ اب اُسے اپنی حاکمات پر بے مد غصہ آ رہا تھا۔ اُسی لمحے
نے خیال آیا کہ اگر سر چنگ پارٹی وہاں نہیں پہنچی تو پھر کن لوگوں نے اس

لکھ لیا ہے۔ کیا کوئی اور گروپ بھی حرکت میں ہے۔ وہ چند لمحے بیٹھا
بچتا رہا۔ پھر اس نے فون کے نیچے گئے ہوئے سارے بٹن آن کئے

رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔
میس ایون تھری فرام بگردن۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔
شاگل سپیکنگ اور۔" شاگل نے کہا۔

میس سر۔ حکم سر۔ دوسری طرف سے بولنے والے
بیک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

کوئی مشکوک بات یا کوئی اور رپورٹ۔ شاگل نے کرخت
میں کہا۔

نوسر۔ سب او۔ کے ہے۔ نہ ہی کوئی مشکوک آدمی ادھر آتا ہے

اور نہ ہی کوئی مشکوک کا راب تک ادھر سے گزری ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

سنو۔ اب تم نے ہوشیار رہنا ہے۔ مجھے اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ یہاں پہنچ چکا ہے۔ اور اس کے ایک آدمی سے یہ بات سنی گئی ہے کہ وہ درہ بکر مانی طرف جانے والے سڑک کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ شاگل نے بات کو مرد توڑ کر کہا۔

ادہ۔ ہم پہلے ہی ہوشیار ہیں۔ اب اور بھی زیادہ محتاط رہ گئے۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے میں خود بھی دہان آؤں۔ بہر حال انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ شاگل نے کہا۔ اور سیور کھدین۔

اس نے درہ بکر ماسے جہاں گئی کو ایک موجود تھا۔ کو جانے والی سڑک کی آخری موڑ پر پہلے ہی ایک نفعیہ چیک پوسٹ بنا رکھی تھی۔ جہاں سیکرٹ

سروس کے افراد داخل اسلحہ ادر گاڑیوں کے موجود تھے۔ گو اسے سمجھا تھا کہ عمران سیدھی بات کرنے والا آدمی نہیں ہے۔ اس نے اگر سید

درہ بکر ماکا نام لیا ہے۔ تو پھر لازماً وہ کسی اور طرف جانے کا۔ درہ بکر ماکا نام قطعاً نہیں جانے گا۔ لیکن پھر بھی وہ باتیں اسے کھٹک

تھیں۔ ایک تو یہ کہ گن کر ایک بہر حال درہ بکر ماس ہی تھی اور ظاہر عمران کا گروپ وہاں اسی گن کر ایک کے سلسلے میں ہی آیا تھا۔ اور

بات یہ کہ عمران نے اسے فون کیوں کیا تھا۔ کیا صرت اس نے کہ وہ اسے کوئی اشارہ کرنا چاہتا تھا۔ کیا درہ بکر ماکا اشارہ تھا یا

لران کا مقصد کچھ اور تھا۔ کیونکہ یہ بات وہ بھی جانتا تھا کہ عمران جیسا داہ مخواہ فون کرنے کا مسک لینے والا نہیں ہے۔ اور پھر آخر میں غلطی سبب چکر فی الحال اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ اس نے اس قیاطا چیک پوسٹ والوں کو ہوشیار کر دیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک دہلا پٹلا اور مخنی سا آدمی اندر داخل ہوا۔ کچھیں آدھی کھلی ہوئیں اور آدھی بند تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میں چل رہا ہو۔ اسے دیکھتے ہی شاگل چونک پڑا۔

وہ جتنا تم ادھر یہاں۔ شاگل نے بڑی طرح چونکتے ہوئے

فنا اس کا خاص خبر تھا۔ انتہائی عیار۔ زمین۔ چالاک۔ وہ جب تھا کوئی خاص خبری لے آتا تھا۔ اس نے جتنا کو اس پراسرار انداز آتے دیکھ کر شاگل چونک پڑا تھا۔

اس۔ پاکیشیا کے علی عمران کو پکڑنا ہے آپ نے۔ جتنا کے ایسی آواز نکلی جیسے کسی گڑیا کو دبانے سے سیٹی کی آواز نکلتی ہے۔

وہ علی عمران کہاں ہے۔ تم نے اسے کہاں دیکھا۔ نا کے منہ سے علی عمران کا نام سن کر بے اختیار پھل پڑا۔

س۔ میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ اس وقت علی عمران اور اس کے یہاں ہیں۔ لیکن باس کافی عرصے سے کوئی مطلب کی خبر نہ ملی

ہلے باس خاصا مقروض ہو گیا ہوں۔ جتنا نے دانت ہونے کہا۔

مخنے گنا چاہتے ہو۔ جلدی نکالو کارڈ۔ شاگل نے یونچھے

ہوئے کہا۔

اور جنہا نے جلدی سے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کے
لکھے ہوئے کہا۔

”باس نجم از کم ڈبل تو کر دیں۔“ جنہا کا ہوجہ عاجزانہ
”ارے ڈبل۔“ تم ڈبل کہہ رہے ہو۔ میں تین گنا معاوضہ نہ
ہوں۔ اگر تم خود اپنے منہ سے ڈبل نہ کہتے تو شاید میں بچاؤ گنا گنا
شاگل نے جلدی سے کارڈ پر تین کا ہندسہ لکھ کر اس کے گرد دائرہ
اور اپنے دستخط کر کے تاریخ ڈال دی۔ پراپیٹی منجر ڈال
ملنے کا یہی طریقہ کار تھا۔ فی خبری ریٹ مقرر تھے۔ لیکن خبر کی اہم
کے مطابق آفیسر مجاز اس ریٹ کو بڑھا سکتا تھا۔ اور تین گنا کا
تھا کہ اب فکس ریٹ سے جنہا کو تین گنا زیادہ معاوضہ ملے گا۔ ا
کی ادھ لکھی آٹھمیں اب نہ صرف پوری طرح کھل گئی تھیں بلکہ بھنے
قریب ہو گئی تھیں۔ کارڈ پر تین گنا اضافہ اور وہ بھی شاگل
آدمی کے ہاتھ سے۔ جس نے زندگی میں کبھی ڈبل معاوضہ نہ کیا
جنہا کا دماغ ہی گھوم گیا تھا۔ اب اُسے کیا معلوم کہ اس وقت شا
ذہنی کیفیت کیا تھی۔ اس کیفیت میں تو عمران کا بہتہ دینے دا
کو تو شاید وہ سونے میں تول دینے سے بھی گریز نہ کرتا۔ تین گنا
تو کوئی حیثیت ہی نہ رکھتا تھا۔

”بولو جلدی بولو کہاں ہے عمران اور اس کے ساتھی۔
شاگل نے کارڈ واپس جہان کی طرف پھینکے ہوئے کہا۔
”جناب۔ میں ابھی تھوڑی دیر پہلے ساسان روڈ کے قریب

نزد رہا تھا کہ ایک پسلب فون بوٹھ کے پاس سگریٹ سلگانے کے لئے
لگ گیا۔ اور جناب یہ فون بوٹھ اوپر سے ٹوٹا ہوا تھا۔ اس لئے اندر
سے آواز سنائی دے رہی تھی۔ چونکہ میں فون بوٹھ کے عقب
میں تھا۔ اس لئے نہ ہی اندر موجود آدمی مجھے دیکھ سکتا تھا اور نہ میں اُسے
یہاں میں آواز بخوبی سن رہا تھا۔ اور جناب جب میں نے آواز سنی اور
بت چیت سنی تو میں اچھل پڑا۔ یہ آواز پاکیشٹیا کے علی عمران کی
تھی۔ میں اُسے اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اس پر میں چونک پڑا۔ اُسی لمحے
مرد سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کچھ لوگوں نے عمران پر حملہ کر دیا ہو۔
میں حیران رہ گیا۔ کیونکہ میرے سامنے تو کوئی اور اندر داخل نہ ہوا تھا۔
یہاں میں سوچ رہی رہا تھا کہ بوٹھ کا دروازہ کھلا اور عمران کے قدم قدامت
بھانگیر علی شخص مسکراتا ہوا باہر نکلا اس کا حلیہ اور تھا۔ لیکن وہ سو
بھند عمران تھا۔ میں عقب میں ہو گیا۔ عمران فون بوٹھ سے نکل کر اطمینان
سے چلتا ہوا لمحہ کیف میں داخل ہوا۔ میں اس کے پیچھے گیا تو وہ اس کیفے
کے عقبی دروازے سے دوسری سڑک پر آگیا۔ اور پھر وہ ایک
بلی میں بیٹھ گیا۔ میں اس وقت اس کے قریب سے گزرا تو میں نے
عمران کو ٹیکسی ڈرائیور کو داراب کا فون جانے کا کہتے خود سنا۔ ٹیکسی جب
افنی دور چلی گئی تو مجھے حکمہ کی ایک ٹیکسی نظر آگئی۔ میں اس ٹیکسی کے
میلے شارٹ کٹ کرتا ہوا داراب کا فون پہنچ گیا۔ دہان تھوڑی دیر بعد
عمران کی ٹیکسی پہنچ گئی۔ عمران نے ٹیکسی پہلے چوک پر کوئی اور ٹیکسی کے
میلے کے بعد وہ پیدل چلتا ہوا آگے بڑھا۔ میں ایک طرف بیٹھا
نہ دیکھتا رہا اور جناب پھر وہ کونٹری بھر پچس میں داخل ہو گیا۔ میں عمران

ہوں۔ داراب کا لونی کوٹھی نمبر پچیس ٹھیک ہے میں اسے راکھ بوجھ بنا دوں گا۔ شاگل نے ایک جھٹے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تقریباً دوڑتا ہوا بیرونی دروازہ کو اس کے باہر نکل گیا۔ جتنا اس انداز میں جاتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ آج تو شاگل کا ہر انداز نرالا تھا۔ اس نے کندھے جھٹکے اور اپنے کاڈ کو کھول کر دیکھنے لگا۔ تین کا ہندسہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں تین گنا چمک ابھر آئی تھی تین گنا معاذ خن کا مطلب تھا۔ لمبی عیش۔

نیلے رنگ کی مینڈک مناشتی بھلی جونی گھر گھر کھاڑی سے ٹھوٹے
مل کے آخریں پہنچی۔ اور پھر گھر گھر کھاڑی میں کھڑے جہاز میں سے ایک
ڈنک سیڑھی پہنچی جونی ٹھیک دلدل کے اختتام پر خشک زمین کے
اتوار کو ٹانگ گئی۔ اور بلیک زیرو اسی طرح خلائی لباس پہنے اس
بڑھی بڑھوٹا گیا۔ دوسرے لمحے سیڑھی تیزی سے فولد ہوئی جونی واپس
ڈنک پہنچ گئی۔ اور اس طرح بلیک زیرو چند ہی لمحوں میں کشتی سے جہاز
سیڑھیں میں کامیاب ہو گیا۔ وہ پہلے ایک خاص کمرے میں گیا۔
ان اس نے مخصوص لباس اتار کر ایک طرف رکھا اور پھر اپنے اصل
وعام لباس میں باہر آ گیا۔ کمرے کے باہر نعمانی موجود تھا۔
"کیا پوزیشن ہے؟" بلیک زیرو نے نعمانی سے پوچھا۔
"ایک صاحب اندر چوہان کے پاس بیٹھے ہیں۔ چیف سیکورٹی آفیسر
کا کاڈ ان کے پاس ہے۔" نعمانی نے کہا۔

باہر کی چکیں لگ کر رہی تھیں کوئی مشکوک آدمی تو موجود نہیں۔
بلیک زیدو نے پوچھا۔

نہیں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ اکیلا ہی کار میں آیا ہے۔
اور کوئی آدمی نزدیک موجود نہیں ہے۔ باجی سرکاری ہے۔
نعمانی نے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے جواب دیا۔ اور بلیک زیدو نے سر ہل
دیا۔ نعمانی دوسری طرف مڑ گیا جب کہ بلیک زیدو دفتر والی راہ اداریہ
داخل ہوا۔ اور پھر دفتر کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ اندر دفتر میں چوہان
کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا اور خالص سٹیل جسم کا ٹاکہ نوجوان بیٹھا ہوا
تھا۔ اس نے سیٹی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی نعل میں ریو اور
اچھا موجود تھا۔ اور چہرے پر خاصی سخت گیری تھی۔ بلیک زیدو
کے اندر داخل ہوتے ہی چوہان احتیاطاً اٹھ کھڑا ہوا۔ تو وہ آدمی بھی اٹھ
کھڑا ہوا۔ وہ خود سے بلیک زیدو کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس وقت سر رابرٹ
کے میک اپ میں تھا۔

سر رابرٹ۔ یہ چیف سیکورٹی آفیسر ہیں۔ چوہان نے
بلیک زیدو سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرا نام مارگل ہے۔ اور میں شجعد یسرچ میں چیف سیکورٹی آفیسر
ہوں۔ نوجوان نے خشک ہلچے میں اپنا تعارف کر لیا۔ تو نے کہا۔
"جی دیکھیں کہاں ہے وہ تار"۔ سر رابرٹ نے بھی جواب
میں سر ہلچہ ہی اپنایا اور وہ بڑے وقار سے کرسی پر بیٹھ گئے۔

"جناب یہ کاغذ دیکھئے۔ آپ کو میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلنا ہو گا۔
تارو میں موجود ہے۔ اور جناب سیکورٹی وزارت ساتھی ریسرچ آپ

علاقات کریں گے۔"۔ نوجوان نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر
بلیک زیدو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے ہیڈ کوارٹر جانا ہو گا۔ سیکورٹی سے ملاقات کرنی ہو گی۔ یہ کیا
نہ ہے۔ میں اس قدم کا کام میں مصروف ہوں اور تم اسے مذاق
بہ ہو۔"۔ بلیک زیدو نے انتہائی کمرخت ہلچے میں کہا۔
"میں تو صرف حکم کی تعمیل کر رہا ہوں جناب۔"۔ نوجوان نے
سہلچے میں کہا۔

بلیک زیدو نے کاغذ کھولا تو چونک پڑا۔ خط آصف خان کی طرف
تھا۔ اس میں اس نوجوان کے ساتھ آنے کی تاکید کی تھی۔ اور ساتھ
آصف خان کا مخصوص کوڈ بھی درج تھا۔ یعنی ناٹران کا مخصوص
ہ۔ اور ظاہر ہے اب کسی شبہ کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ مارگل یقیناً ناٹران
ہی تھا۔ اور کسی خاص وجہ سے ناٹران نے اُسے بلایا تھا۔

"ٹھیک ہے چلو"۔ بلیک زیدو نے کاغذ ہتھ کر کے جیب میں
رکھ دیا۔ کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور چوہان حیرت سے اُسے
دیکھا۔

"جناب میں....."۔ چوہان نے پچھلتے ہوئے کہا۔
"کوئی بات نہیں۔ یہ خط آصف خان کی طرف سے ہے۔"
بلیک زیدو نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان نے اطمینان سے سر
ہلچا۔

تھوڑی دیر بعد بلیک زیدو اس نوجوان کے ساتھ کار میں بیٹھا
ایمنڈ کی طرف سے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر سفر کر رہا تھا۔

”کیا تم آصف خان کے آدمی ہو؟“ بلیک زبرد نے مارگلہ مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میں ان کا ماتحت ہوں جناب۔“ مارگلہ نے گمراہی سے جواب دیا اور بلیک زبرد خاموش ہو گیا۔
کارمختلف سرگنوں سے گزرنے کے بعد ایک عمارت کے داخل ہوئی۔ وہاں مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے۔ مارگلہ میں بلیک زبرد چلتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر پہنچا۔
”اندر تشریف لے جلیئے جناب۔“ باس آپ کا انتظار ہیں۔“ مارگلہ نے دروازے پر پہنچ کر کہتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زبرد دروازہ کھولی کہ اندر داخل ہوا تو اندر کمرے اندھیرا تھا جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ دروازہ اس کی پشت پر بند اور دوسرے کمرے کی چٹ کی آواز سے کمرہ روشن ہو گیا۔ اور بلیک زبرد روشنی مالتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔ جو شخصیت اس کے سامنے موجود تھی۔ اس کی موجودگی کا تو وہ زندگی میں کبھی تصور بھی نہ کر سکتا۔ کمرے میں چاروں طرف مشین گنوں سے مسلح تقریباً دس افراد موجود تھے۔ بلیک زبرد کے سامنے سر رابرٹ موجود تھے۔ وہی سردار جس کا میک اپ اس نے کر رکھا تھا۔ سر رابرٹ کے ساتھ ایک ایٹمی آدمی اور بھی موجود تھا جس کی تیز نظریں بلیک زبرد پر جمی ہوئی تھیں۔
”خوش آمدید نقی سر رابرٹ۔“ یہ طعنی آمیز جملہ سن کر بلیک زبرد نے کہا۔
”خوش آمدید نقی ہیں اور تم اس وقت طعنی آمیز جملہ کے زرع ہو۔“ سر رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زبرد کو یوں محسوس ہوا جیسے حقیقت میں اس کے پیروں تلے سے زمین کھسک رہی ہو۔ ابھی وہ حیرت سے کھڑا سر رابرٹ اور گمرنل سنڈاوی کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کے سر کی عقبی طرف ایک نورداد ضرب لگی۔ اور بلیک زبرد جو شدید حیرت کی وجہ سے بت بنا کھڑا تھا اچھل کر منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ اور دوسرے کمرے کے افراد نے انتہائی مہارمانہ انداز میں اُسے قابو کیا اور پھر بلیک زبرد کے ہچکنے میں اس کے دونوں ہاتھوں کو پشت کی طرف کر کے کلائیوں میں کھپ ہتھکڑی ڈال دی گئی۔

”اب اسے اٹھا کر کسی پر بٹھا دو۔ پہلے اس کی تلاشی لے لو۔“

گمرنل سنڈاوی نے حکمانہ ہاتھ میں کہا۔

اور پھر بلیک زبرد کو اٹھا کر مال کی ایک دیوار کے ساتھ موجود لوٹے کی کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ دوسرے کمرے کو بے کسی کے بازوؤں سے لپٹے کے راڈ نکال کر آپس میں مل گئے۔ اور اب بلیک زبرد کا بقایا جسم بھی ان لوہے کے راڈز میں جکڑا گیا۔ اب وہ پوری طرح بے بس ہو چکا تھا۔ اس کی تلاشی بھی کی گئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے اس کے پاس کوئی اسلحہ تھا ہی نہیں جو برآمد ہوتا۔

”اب اس نقی آصف خان کو بھی لے آؤ۔“ گمرنل سنڈاوی نے کہا۔ اور دو آدمی خاموشی سے کمرے سے باہر چلے گئے چند لمحوں بعد وہ ایک بے ہوش آدمی کو کندھوں پر اٹھانے واپس آئے اور انہوں نے اسے بھی بلیک زبرد کے ساتھ دوسری کرسی پر بٹھا کر اُسی طرح جکڑ دیا۔ یہ آصف خان تھا۔ ظاہر ہے اصل میں ناٹھراں تھا۔

اوجہ سے میں ہتھارے آدمیوں کو ختم کر کے قید سے نکل آنے میں
یاب ہو گیا۔ اور ہتھارے دو آدمیوں کی لاشیں اسی طرح ویرانے
ہری جگہ قید پڑی ہوں گی۔ لیکن اب مجھے کسی سرکاری آدمی
کی اعتبار نہ رہا تھا۔ کرنل سنڈاری سے میرے ذاتی تعلقات تھے۔
مجھ میں نے کرنل سنڈاری سے رابطہ قائم کیا۔ کرنل سنڈاری
غیر حقیقت کی توثیق جلا کر سر رابرٹ کی نگرانی میں گلہ گر کھاڑی
تھقہ نہر ملی دلدلوں میں باقاعدہ کام چور رہے اور سر رابرٹ
لا موجود ہیں۔ اس سے کرنل سنڈاری کھٹک گئے۔ چونکہ

کاڈاکٹر کٹر جنرل ملک سے باہر تھا۔ اود میں نے انہیں بتایا کہ چیف
نسر پٹر آصف خان نے ان کے ساتھ تمام بات حیت مکمل کی تھی۔
لئے کرنل سنڈاری نے خفیہ طور پر آصف خان کے متعلق تحقیقات
غیر جلا کر آصف خان بھی نقلی آدمی ہے۔ لیکن اس پر ظاہر نہ
ہو سکا۔ بلکہ پرائم نسر کی طرف سے شیل فون پر آصف خان کو یہ ہدایت
کہ وہ سر رابرٹ کو ہلا کر ان کے سیکرٹری سے ملاقات کا بندوبست
ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ یہاں تک پہنچنے سے پہلے کسی کو یہ
ہوسکے کہ اصلی سر رابرٹ سامنے آچکا ہے۔ چنانچہ خط جلد ہی
لے کر آصف خان پر قابو پایا گیا اور پھر اسی خط کے ذریعہ تم یہاں
پہنچ گئے۔ سر رابرٹ نے پوری تفصیل سے ساری کہانی
سننے سے کہا۔

لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم اصلی سر رابرٹ ہو۔ مجھے
موجرم نظر آ رہے ہو۔ بلیک زبرد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ایک ٹوکا کا فرستان میں چیف ایجنٹ۔
بلیک زبرد خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں یہ سارا سکر نہ آ رہا تھا
میں تو یہی بتایا گیا تھا کہ ناٹھان نے اصلی سر رابرٹ کو ہلاک کر دیا تھا۔
لیکن اب یہ سر رابرٹ کہاں سے آ گیا تھا۔ اور پھر ناٹھان کی یہ پوزیشن
اس کا خط اور مخصوص کوڈ۔ کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ وہ کسی پر
خاموش بیٹھا تھا۔ سر پر لگنے والی ضرب کی وجہ سے اس کے سر میں درد کی
تیز لہریں اٹھ رہی تھیں۔ لیکن چونکہ ہی لہریں بن گئی تھیں کہ اسے درد کی
طرف متوجہ ہونے کی ذہنی فرصت ہی میسر نہ تھی۔

”ہاں تو نقلی سر رابرٹ۔ اب تم بتاؤ کہ دراصل تم کون ہو“
سر رابرٹ نے آگے بڑھ کر بلیک زبرد سے مخاطب ہو کر کہا۔
”اصلی سر رابرٹ تو میں ہوں۔ لیکن تم میرے میک اپ میں
کون ہو۔ اور سنو۔ میں حکومت کا فرستان کی خصوصی درخواست
پر کام کر رہا ہوں۔ کا فرستان کے اپنے فائدے کے لئے۔ اگر مجھے
نقصان پہنچایا گیا تو پھر کا فرستان ہمیشہ کے لئے ڈوب جائے گا۔
بلیک زبرد نے سر رابرٹ کے ہی ہاتھ میں بات کرتے ہوئے کہا۔
”بہت خوب۔ خاصے ڈھیلے قسم کے آدمی ہو۔ سنو تمہارے
آدمیوں نے مجھے اغوا کر کے قید کر دیا تھا۔ لیکن تمہارے آدمیوں سے
بھول ہو گئی۔ انہوں نے مجھے ایک ویران جگہ پر قید کر کے خود غافل ہو
گئے۔ میں صرف سائنسدان ہی نہیں ہوں۔ بلکہ خطرناک حالات سے
نہنے کی بھی پوری صلاحیتیں رکھتا ہوں۔ کیونکہ بعض اوقات مجھے انتہائی
خطرناک علاقوں میں بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ انی مخصوص صلاحیتوں

”الحکامات دینے سے بات نہیں بنے گی۔ مجھے یہ کوئی بین الاقوامی مجرم
 قرار دیتے ہیں۔ ہمیں ان کا طریقہ کار ابھی برلن دینا چاہیے۔“
 رابرٹ نے کہا۔ وہ اس وقت معدنیات کے ماہر کے ساتھ
 پوری کے بھی ماہر نظر آ رہے تھے۔
 ”وہ کیسے سر رابرٹ۔“ کرنل سنڈاری نے چونکتے
 ہوئے پوچھا۔
 ”ایسا ہے کہ میں تمہارے ساتھ جہاز پر جاتا ہوں۔ چونکہ انہیں علم
 تھا کہ ان کا ساتھی نقلی سر رابرٹ ٹریس پر چکا ہے۔ اس لئے
 جہاز ساتھی ہی سمجھیں گے۔ میں ان سب کو جہاز پر اس طرح اکٹھا
 کر گا کہ وہ آسانی سے قابو میں آسکیں۔ تم اس نقلی سر رابرٹ اور
 نصف خان کو جہاز پر لے آنا۔ اور اپنے باقی ساتھیوں کو بھی جہاز پر
 لے آنا۔ اس کے بعد تمہارے ساتھی جو مسلح ہوں گے انہیں قابو میں
 کر کے پھر ان سب سے اٹھی ہی پوچھ گچھ ہو جائے گی۔ اس طرح وہ
 نقصان پہنچائے بغیر قابو میں بھی آجائیں گے۔“ سر رابرٹ
 نے یہی تفصیل سے آئندہ اقدامات کا خاکہ بتاتے ہوئے کہا۔
 ”مگر دیر ہی گزرے گی سر رابرٹ آپ کو تو سیکرٹ سرورس کا چیف
 بنیے۔“ کرنل سنڈاری نے بڑے تعریف بھرے
 لہجے میں کہا۔
 ”اور سر رابرٹ مسکرا دیئے۔
 ”اور اس کے بعد سر رابرٹ کی ہدایات پر عمل شروع ہو گیا۔ اور
 اندر دیر ہی دل میں قدرت کی اس امداد پر ہنس دیا۔ اب
 ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کون اصلی ہے اور کون نقلی۔“
 سر رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اور اسی لمحے کرنل سنڈاری نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے
 مسلح آدمی کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے کمرے میں موجود ایک الماری
 کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک جدید
 کامیک اپ ڈاکٹر نکالا اور پھر اس میک اپ ڈاکٹر سے واقعی چہرہ
 بعد بلیک زیمو اور ناٹران اپنی اصل شکل میں کر سکیں پر موجود تھے۔
 ناٹران کامیک اپ صاف ہوتے وقت اُسے بھی ہوش آ گیا تھا۔
 اب وہ آدھیں پھاڑے سب کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اُسے صورت
 سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔
 ”اب بولو نقلی سر رابرٹ تمہارا اصل مشن کیا تھا۔“ کرنل
 نے آگے بڑھ کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
 ”بلیک زیمو خاموش رہا۔ ظاہر ہے چوکنش ہی ایسی ہو گئی تھی کہ
 کیا جواب دیتا۔
 ”کرنل سنڈاری۔ جہاز میں اور کشتی میں باقی افراد بھی
 کے ساتھی ہی ہوں گے۔ ورنہ یہ اکیلے کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم
 پہلے سارے گینگ کو پکڑنا چاہیے۔ پھر ان سے پوچھ گچھ ہو۔ ایسا نہ
 کہ انہیں اس نقلی سر رابرٹ کے پکڑے جانے کی خبر ہو جائے۔
 وہ جلد بازی میں کوئی نقصان کر دیں۔“ سر رابرٹ نے کہا۔
 ”میں احکامات دے دیتا ہوں۔“ کرنل سنڈاری
 سر ہلاتے ہوئے کہا۔

سچویشن بدل دینے کا چانس مل سکتا تھا۔ جب کہ یہاں کرسی میں جبراً
 جانے کے بعد وہ تو اپنا جسم تک ہلانے کے قابل نہ رہا تھا۔ اس
 نے بھی دل ہی دل میں سچویشن بدلنے کے لئے ایک منصوبہ پر مشتمل
 کا سوچ لیا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ کیم انکم کچھ نہ کرنا
 سے کچھ کر لینے کا موقع تو ملے گا۔

عمر اس نے اپنے ساتھیوں کو داداب کالونی کی کوٹھی میں بیچنے کے بعد
 قریب ہی موجود ایک سپر سٹور میں داخل ہو گیا۔ اس نے وہاں سے
 اپنے آئندہ اقدامات کے لئے کچھ چیزوں کی خریداری کی۔ اور پھر اس
 ملان کو اس نے داداب کالونی کی کوٹھی نمبر پچیس میں کڑی زبان کو بھینچنے کا
 فیصلہ دیا۔ اس سپر سٹور میں سامان گھر تک پہنچانے کی سہولت ترقی یافتہ
 گلوں کے سپر سٹورز کی طرح موجود تھی۔ سامان خاصا وزنی اور پھیلاؤ
 والا تھا۔ اس لئے عمران نے سوچا کہ وہ اسے کہاں ساتھ اٹھائے پھرے
 گا۔ معمولی سے مزید چار جزدینے کے بعد سامان خود بخود پہنچ جائے گا۔
 ملان کی ادائیگی کرنے کے بعد وہ سٹور سے باہر آیا۔ اور پھر ایک
 ہڈ سائڈ روڈ پر سے ہوتا ہوا ایک نیوٹرک پریپنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد
 اسے ایک کیفے کے ساتھ پبلک فون بوتھ نظر آیا تو اس میں داخل ہوا
 وہاں اس نے شاگل کے نمبر ملائے وہ دراصل شاگل کو اپنے پیچھے چلنے

کہ اس کے خیال کے مطابق جو لیا۔ صفدہ اور ملک زید و اب زہریلی
 مل میں پہنچ چکے ہوں گے۔ اس لئے اب اس مشن کو مکمل کر ہی دینا چاہیے۔
 فدا کا نیا پروگرام یہ تھا کہ وہ ایک فوجی جیپ میں فوجیوں کے رعب
 غمی کو یک کے عقب میں کام کرنے لگا۔ اور اس کے لئے اس
 بیگم روڈ سے گزر کر چھوٹی پہاڑی کراس کرتے ہوئے درہ بکرا کے
 فے میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔ گن کر یک درہ بکرا کے علاقے
 ہی واقع تھا۔ عمران نے یہاں آنے سے پہلے ہی ناٹران کے ذمہ
 ستان ملٹری سیکرٹ سروس کے پیشکش چیکنگ کر دیے کے شناختی کارڈ
 دئی سنڈا ہی کی طرف سے خصوصی اجازت نامہ تیار کرنے کے لئے
 دیا تھا تاکہ گن کر یک کے عقب تک پہنچنے میں اسے زیادہ پریشانی نہ
 فی پڑے۔ چنانچہ اس نے فون پر ناٹران کے خفیہ نمبر ملائے۔
 اس سے کوڈ ورڈ میں بات کہنے لگا کیونکہ ناٹران اس وقت
 خان کے میک اپ میں دفتر میں موجود تھا۔ اور عمران کو خطرہ تھا کہ
 ہونے کی وجہ سے ان کی بات چیت کہیں چیک نہ ہو رہی ہو۔ ناٹران
 اسے بتایا کہ کاغذات تیار ہیں تو عمران نے اسے یہ کاغذات داراب
 نا کی کوٹھی نمبر پچیس میں پہنچانے کے لئے کہہ دیا۔ اس کو کٹھی کا
 بہت بھی ناٹران نے ہی کیا تھا۔ اس لئے اس نے شام تک کاغذات
 سینے کا وعدہ کیا اور عمران نے مطمئن ہو کر رسیور رکھ دیا۔ عمران
 کاغذات کے ساتھ ساتھ ناٹران کو فوجی وردیوں اور ایک ایسی طاقتور
 پہنچانے کا بھی کہہ دیا تھا۔ جس پر فوجی رنگ کیا گیا ہو۔ اور ناٹران نے
 اب بھی وعدہ کر لیا تھا۔

کے لئے کھینچ دینا چاہتا تھا۔ تاکہ شاگل اس کے ساتھ ہی الجھا رہے۔ اب
 اگر شاگل کو کوئی کھینچ نہ ملتا تو پھر عمران کا مقصد فوت ہو جاتا۔ اور اسے
 شاگل کی ذمہ داری سے اتنی امید نہ تھی کہ وہ از خود عمران اور اس کے
 ساتھیوں کے متعلق کوئی کھینچ دھونڈ لے گا۔ چنانچہ شاگل سے
 بات چیت میں اس نے درہ بکرا کو جاننے والی سڑک کا حوالہ شاگل کو
 جان بوجھ کر دیا اور آخر میں اس نے جان بوجھ کر ایسا تاثر دیا جیسے اس پر
 کسی پارٹی نے حملہ کر دیا ہو۔ اس طرح وہ شاگل کو ذہنی طور پر مزید
 الجھانا چاہتا تھا۔ چنانچہ یہ تاثر دے کر وہ مسکراتا ہوا فون بولتے ہوئے نکلا
 اور پھر ایک سیٹے کے عقبی دروازے سے نکل کر اس نے دوسری سڑک
 پر سے ٹیکسی ایجنج کی۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ جلد یا بدیر شاگل اس
 فون بولتے کا پتہ چلا لے گا۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ وہ اس ٹیکسی کو بھی ڈھونڈ
 نکالے اور اس طرح داراب کا فونی والی کوٹھی کو کھینچو اسے مل جائے۔

کوٹھی میں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ سپر سٹور کی مخصوص گاڑی سامان
 پہنچا گئی ہے۔ اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نئے پروگرام کی
 منصوبہ بندی شروع کر دی۔ اس نے شاگل کو تو درہ بکرا کی طرف
 جانے والی سڑک کا حوالہ دیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ شاگل درہ بکرا کو
 جاننے والی سڑک کے ساتھ ساتھ اس طرف جاننے والے اور راستہ
 کی بھی نگہبانی کرانے لگا۔ کیونکہ عمران جانتا تھا کہ شاگل اس پر سرور
 بھی یقین نہ کرے گا کہ عمران نے اسے جان بوجھ کر صحیح کھینچ دیا ہو گا۔ اب
 اس کا پروگرام ڈائریکٹ گن کر یک کے عقبی حصے میں کام کرنے کا تھا۔

دیکھا ہوا تھا۔ وہ اس کمرے میں آکر بیٹھ پڑا گیا۔ اور اس نے
میں بند کر لیں۔

ابھی اس کے دماغ پر پہلی سی میند کا خمار چڑھا تھا کہ اچانک چٹک
سکی کسی آوازیں اُسے سنائی دیں۔ آوازوں سے یوں محسوس ہو رہا
۔ جیسے دور کہیں ساٹینس رنگے ریوا اور جن رہے ہوں۔

”واہ قسمت۔ لوگوں کے خواب میں جل پریاں آتی ہیں اور ہمارے
بیس تو گولیاں سی چلتی ہیں“۔ عمران نے بڑبڑا کر کوٹ بدلنے
لے کہا۔ اس نے آنکھیں نہ کھولی تھیں۔ کیونکہ میند کا خمار بہر حال

پر چھایا ہوا تھا۔ ابھی اُسے کوٹ بدلنے چند ہی لمبے گزرے ہوں
کہ اُسے باہر بھیڑی قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور عمران
بونگ کر آنکھیں کھولیں اُسے آنکھیں کھولنے میں خاصی تکلیف ہوئی۔

”آنکھیں کھل گئیں۔ اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھنے لگا اس کا
جسم سے زیادہ جسم اوپر کا اٹھا لیکن پھر وہ دھڑام سے بستر پر گر گیا۔
وہ جسم اس کے ذہن کا ساتھ نہ دے رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے

کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں تو ایک طرف گھڑیاں بجنے لگیں۔
نئے جسم کو سن کر دینے والی مخصوص پوسٹنگھ کی تھی۔ اور مسک صرف
جھگنے کا ہی نہ تھا۔ بلکہ اس گیس کے اثرات نے اس کے جسم پر

ای طرح قبضہ بھی چالیا تھا۔ اب وہ بیٹھ پر سیدھا اور بے حس و حرکت
ہوا تھا۔ صرف دیکھ سکتا تھا۔ سوچ سکتا تھا لیکن حرکت نہ کر سکتا تھا۔
اُسی لمحے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ اور بیمر عمران کی آنکھیں

ہونے کے باوجود حیرت سے پھیلنے لگیں۔ کمرے میں داخل ہونے

”اب ہمارا اصل مشن شروع ہوگا دوستو۔ اس لئے تم سب نے
انتہائی ہوشیاری اور مستعدی سے کام کرنا ہے۔ کافرستانی پر
ایشلی جس نے دیاں خاصے حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے۔
لئے معمولی سی کوتاہی بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔“ عمران نے
کرسی پر بیٹھتے ہوئے باقی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ایک بار جھپٹ چھڑا ہونے کے بعد ہم دیاں
دائیں کیسے نکلیں گے۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اس کی پلاننگ میں نے پہلے ہی کر رکھی ہے۔ جن کو ایک تباہی
ہی میں اپنی سرحد پر موجود ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کو کاش دوں گا۔ اور
ہم اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے دیاں سے نکلی کر اپنی سرحد میں داخل
جائیں گے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس ہیلی کاپٹر کو لے کر آنے کا
ڈیوٹی تو میری ہی ہے۔ میں کسی فوجی کو درمیان میں نہیں ڈالنا چاہتا۔
جب تک نہ پھرتا جائے۔“ عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے اب کچھ دیر ہمیں آرام کر لینا چاہیے۔ تاکہ مشن کے
وقت ہم پوری طرح چاک و چوبند رہیں۔“ کیپٹن شکیل نے رخصت
سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔ باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے
ہوئے اور پھر وہ ان کمرؤں کی طرف بڑھ گئے۔ جدھر آرام کرنے کے
بیڈز موجود تھے۔ اپنے ساتھیوں کے جانے کے بعد عمران کچھ دیر
تو خاموش بیٹھا رہا۔ اور پھر اس نے بھی فی الحال دو تین گھنٹوں کے
آرام کرنے کا ہی پروگرام بنایا۔ اس نے اپنے لئے ایک علیحدہ کمرہ

لے وقت کے لئے اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کر رہا تھا۔



بڑے سے مال کمرے میں اس وقت خاصی رونق تھی۔
 نازید اور اس کا پورا گروپ جولیاء صفدر، نعمانی اور چوہان کلپ
 لکڑیوں میں جکڑے ہوئے دیوار کے ساتھ لگی نوے کے پنوں پر بیٹھے
 تھے۔ سر رابرٹ کا منصوبہ بے حد کامیاب رہا تھا۔
 صفدر، جولیاء، نعمانی اور چوہان سر رابرٹ کو اپنا ساتھی پر دین سمجھ کر
 کے داؤ میں آگئے تھے۔ سر رابرٹ نے جہاز پر جانے سے پہلے
 نئے منصوبے میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی تھی۔ بلیک زیمو اور ناظران
 وہ اپنے ہمراہ نہ لے گئے تھے۔ بلکہ وہ خود کرنل سنڈا ہی اور
 زی انٹیلی جنس کے دس مسلح افراد کے ساتھ جہاز میں پہنچے۔ اور انہوں
 نے جولیاء صفدر، نعمانی اور چوہان کو اکٹھا کر کے کرنل سنڈا ہی اور
 ان کے ساتھیوں کا تعارف کرانے کے بہانے ان سب پر آسانی سے

والا شاگل تھا۔ وہی شاگل جسے احمق سمجھ کر عمران نے از خود کھود
 کے لئے فن کیا تھا۔ ادب وہ احمق اس کے سامنے موجود تھا۔
 صورت میں کہ اس کا جسم حرکت کرنے سے معذور ہو چکا تھا۔ شاگل
 چہرے پر گیس ماسک چڑھا ہوا تھا۔ لیکن گیس ماسک کے
 میں اس کی شکل اور مسرت سے بھرتی ہوئی آنکھیں صاف دکھائی دے
 تھیں۔ شاگل کے پیچھے چار اور افراد بھی اندر آ گئے۔ انہوں نے بھی
 پر گیس ماسک پہن رکھے تھے۔ اور پھر شاگل نے اشارہ کیا تو ان
 سے دو نے آگے بڑھ کر عمران کو بیڈ سے اٹھایا اور جس طرح سہ
 کپڑے کر لے جاتے ہیں اس طرح عمران کو اٹھا کر باہر لے جایا گیا۔
 اُسے لے جانے والے اُسے کے سیدھے کونھٹی سے باہر کھڑے
 ہوئی ایک بڑی سی دیگن میں پہنچا آئے۔ کیپٹن شکیل اور
 پہلے سے عمران جیسی حالت میں دیگن میں موجود تھے۔ اور پھر باقی
 بھی اُسی طرح آدمیوں کے ہاتھوں میں اٹھتے ہوئے دیگن تک پہنچے
 اور تھوڑی دیر بعد پانچ مسلح افراد دیگن میں سوار ہوئے۔
 دیگن آگے بڑھ گئی۔ شاگل اس دیگن میں نہ تھا۔ ظاہر ہے وہ صوبہ
 جیب یا کار میں موجود ہو گا۔ عمران دیگن کے فرش پر پڑا ہوا سوچ
 تھا کہ آخر شاگل کو اس کوٹھی کا کلبو کیسے مل گیا۔ اور پھر شاگل نے
 فطرت کے خلاف ڈائریکٹ ایکشن کرنے کی بجائے باقاعدہ منصوبہ
 کرتے ہوئے ان پر قابو کیسے پایا۔ بہر حال اب جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔
 یہ تھا کہ آگے کیا ہو گا۔ اتنا تو بہر حال عمران جانتا تھا کہ شاگل
 بھوکے بھیڑیے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے گا۔ اس لئے اب وہ

۱۔ اور کرنل سنڈا ہی مال کے ایک کونے میں موجود ٹیلی فون سیٹ
(ن) بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا۔

”میں سر۔۔۔ دوسری طرف سے ملٹری اینٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر
آپریشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سیکریٹ سروس کے چیف شاگل سے بات کرنا اوجھل ہے
سنڈا ہی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ لوگ بین الاقوامی مجرم ہیں۔ لیکن میں ان کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔
فی زہریلی دلدلوں میں کیا کرنا چاہتے تھے۔“ سر رابرٹ
کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ یہ کیا کرنا چاہتے تھے۔ اور جہاں تک میرا خیال
ہم یہ مجرم نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکریٹ سروس سے
میں بہر حال شاگل کے آنے کے بعد ہی اصل صورت حال واضح
ہو گیا۔ کیونکہ اس کا سابقہ پاکیشیا سیکریٹ سروس سے پڑتا رہتا ہے۔
وہ شاید انہیں شکوں سے بھی بچا رہتا ہو۔“ کرنل سنڈا ہی
کہا۔

”پاکیشیا سیکریٹ سروس۔“ سر رابرٹ نے حیران ہوتے
کے کہا۔ لیکن اس کا خاص آدمی تو علی عمران ہے۔ میں اُسے
طرح جانتا ہوں۔ وہ تو ان میں شامل نہیں ہے۔“ سر رابرٹ
کہا۔

اُمی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل سنڈا ہی ٹیلی فون کی
نہ بڑھ گئے۔ اور انہوں نے رسیور اٹھایا۔

قابو پایا۔ چونکہ وہ سر رابرٹ کی وجہ سے مطمئن تھے اس لئے آ
سے مارتھ گئے۔ اور پھر سر رابرٹ نے خود ہی جہاز اور کشتی کے
سامان کی پڑتال کی۔ چونکہ وہ اپنے سائنسی سامان کے متعلق اچھا
آگاہ تھے۔ اس لئے انہوں نے اس سامان میں موجود ٹائم میزائل کو ف
طوریہ پر ٹیس کر لیا۔ اور کرنل سنڈا ہی اس ٹائم میزائل کی کارکردگی
واقف تھا۔ اس لئے انہیں ساری صورت حال کا بخوبی علم ہو گیا۔
کے بعد وہ انہیں لے کر اس مال میں پہنچے۔ یہ مال مناکمرہ ملٹری س
سروس کے ہیڈ کوارٹر کا تھا۔ شہری عمارت سے بلیک زیرو اور۔۔۔
کو بھی تھوپی گاڑی میں ہمیں منگوا لیا گیا تھا۔ چنانچہ اب اس ن
بلیک زیرو اور اس کا پورا اگر دپ موجود تھا۔

کرنل سنڈا ہی اور سر رابرٹ دونوں کا چہرہ اپنی اس شہنا
فتح پر کھل پڑا ہوا تھا۔ جب کہ بلیک زیرو اور اس کے ساتھی دیوار سے
ساتھ رکھی ہوئی بوسے کی پتھوں پر خاموش بیٹھ ہوئے تھے۔ ا
سب کے ماتھے پشت پر کر کے کھپ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے
اور ان کے پیروں میں بھی زنجیر بنا پڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ س
دہ سب بے بس سے ہو کر رہ گئے تھے۔

”میں سیکریٹ سروس کے چیف شاگل کو بلا لوں تاکہ ایک
پوچھ گچھ اس کے سامنے ہو اور دوسرا اُسے بھی معلوم ہو کہ جو ک
اُسے دکھانا چاہتے تھے وہ ملٹری اینٹیلی جنس نے دکھا دی ہے۔
کرنل سنڈا ہی نے سر رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے بلا لو۔ کوئی حرج نہیں۔“ سر رابرٹ

"کیا مطلب۔ کیا پائیکشیا سیکرٹ سروس کے دو گروپ کا کم روہے تھے۔ کرنل سنڈاری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"دونہیں ایک ہی گروپ۔ جسے میں نے گرفتار کیا ہے۔ میں انہیں بھی طرح جانتا ہوں۔" شاگل نے اپنی بات پوندور دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے فون پر کہا تھا کہ گھر گکھاڑی میں حکومت کے نفعہ ریسرچ کے آدمی کا کم روہے ہیں ادا آپ نے ان کے متعلق بری تسلی کر لی ہے۔" کرنل سنڈاری نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ اسے کہیں آپ نے ان سرکاری ملازموں کو تو پائیکشیا سیکرٹ سروس کا گروپ سمجھ کر نہیں پڑایا۔ میں ان کے متعلق پوری تحقیقات کر کے تسلی کر چکا ہوں۔ وہ حکومت کے ہی آدمی ہیں۔ چیف شاگل نے طنزیہ انداز میں منہ پٹتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کس سے تسلی کی تھی؟" کرنل سنڈاری نے ہونٹ بھیچتے ہوئے پوچھا۔

"چیف ایڈمنسٹریٹر آصف خان سے۔ اور میں نے ان کے ڈائریکٹر جنرل سے بھی فون پر بات کی تھی۔ ان کے کاغذات بھی دیکھے تھے۔ کیوں؟" شاگل نے کہا۔

"تو وہ آصف خان نقلی تھا۔ وہ اپنی اصل شکل میں اس وقت میری قید میں ہے۔ اور باقی لوگ جو جہاز پر موجود تھے جن میں ایک عورت بھی تھی۔ وہ سب اس وقت میری قید میں ہیں ادا ان کے میک اپ صاف ہو چکے ہیں۔ ادا ان کے پاس سے ایسا خطرناک

"ایس۔ کرنل سنڈاری سپیکنگ۔" کرنل سنڈاری تحکیم انداز میں کہا۔

"سہ۔ سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کیجیے۔" آپریٹر نے کہا۔

ادا اس کے ساتھ ہی کھاک کی آواز کے ساتھ ہی شاگل کی آواز ابھری۔

"ایس چیف آف سیکرٹ سروس شاگل۔ ایس۔ ٹی ایون پیس۔ دوسری طرف سے شاگل کی آواز ابھری۔

"ایس۔ ٹی۔ ایون کیا ہوا۔ ایون ڈبل زیر د پکے۔ میں کرنل بول رہا ہوں۔" کرنل سنڈاری نے اپنے اور شاگل کے درمیان طے شدہ کوڈ دہراتے ہوئے کہا۔

"ایس کرنل سنڈاری۔ فرمائیے۔" شاگل نے جواب دہ "چیف شاگل۔ آپ یہ خبریں کس حیران تو ہوں گے۔ لیکن حقیقت

ہے کہ میں نے پائیکشیا سیکرٹ سروس کا گروپ گرفتار کر لیا ہے۔ گرفتار بھی آپ کے علاقے سے کیا ہے۔" کرنل سنڈاری نے بڑے فخر پر لہجے میں کہا۔

"پائیکشیا سیکرٹ سروس کا گروپ گرفتار کر لیا ہے۔ کیا منہ میں سمجھا نہیں۔ جب کہ میں خود بھی چند لمحے پہلے پائیکشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے آیا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر پہنچا ہی تھا کہ آپ کا فون آگیا۔" شاگل کے لہجے حیرت تھی۔

نے رسیو درکھ دیا۔

"شاگل بھی کسی گمراہ کو گرفتار کر چکا ہے۔ اس کا اصرار ہے کہ اس کے گرفتار شدہ افراد پاکیزہ سیکرٹ سرورس کے رکن ہیں۔ بہر حال وہ غائبین پھر دیکھ لیں گے۔" کرنل سنڈاوی نے سر رابرٹ سے فاطمہ کو کہا اور سر رابرٹ نے سر ملایا دیا۔ وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد کرنل سنڈاوی سیکرٹری ٹھاکر سے بات کر رہا تھا۔ اس نے انہیں اپنے گرفتار شدہ آدمیوں کے ساتھ ساتھ ان کے متعلق بھی تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ۔ شاگل دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ وہ کئی بار پاکیزہ سیکرٹ سرورس سے ٹکرا چکا ہے۔ بہر حال آپ نے اچھا کیا کہ ان سب کو میں ملایا۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔" دوسری طرف سے سیکرٹری ٹھاکر نے کہا۔

اور پھر رابطہ ختم ہوتے ہی کرنل سنڈاوی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیو درکھ دیا۔

"ہاں تو سر رابرٹ۔ آپ کسی علی عمران کا ذکر رہے تھے؟"

کرنل سنڈاوی نے سر رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا

"ہاں۔ میں نے سنا تھا کہ وہ پاکیزہ سیکرٹ سرورس کے لئے کام کرتا ہے۔ انتہائی ذہین آدمی ہے۔ مجھ جیسا آدمی بھی ذہانت میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

سر رابرٹ نے جواب دیا۔

ہتھیار بھی برآمد ہو چکا ہے۔ جسے وہ گن کر ایک کو تباہ کرنے کے لئے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے اپنی شاندار منصوبہ بندی سے آپ جیسے کو بھی ڈانچ دے دیا تھا۔ لیکن وہ مجھے ڈانچ نہیں دے سکے۔ آپ یہاں ملٹری ہیڈ کوارٹر میں خود تشریف لے آئیں۔ سیکرٹری ٹھاکر صاحب بھی آ رہے ہیں۔" کرنل سنڈاوی نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر سیکرٹری ٹھاکر کا نام لے دیا تھا کہ شاگل آجائے۔

"لیکن میں نے جن لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے وہ اصل پاکیزہ سیکرٹ سرورس کے رکن ہیں۔ اچھا ٹھیک ہے۔ اگر سیکرٹری ٹھاکر کو دینا ہے تو میں اپنے گرفتار شدہ افراد کو بھی دین لے آتا ہوں۔ اس کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے کن لوگوں کو گرفتار کیا ہے اور میں نے کن کو۔ سیکرٹری ٹھاکر صاحب پاکیزہ سیکرٹ سرورس کو جانتے ہیں۔ ایک بار ان کا بھی حکم ادا ان سے ہو چکا ہے۔" شاگل اب بھی اپنی ہی بات پر قائم تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آئیے۔ اچھا ہے۔ ان سب کی ایک ہی قبر بن جائے گی۔ ہمیں زیادہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے گی۔ میں سیکرٹری ٹھاکر کو بہ آیات دے دیتا ہوں۔ وہ آپ کو نہیں روکیں گے۔ کتنی دیر میں آپ پہنچ جائیں گے۔" کرنل سنڈاوی نے کہا۔

"گرفتار شدہ لوگ ابھی دیگن میں موجود ہیں۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں ہم پہنچ جائیں گے۔" شاگل نے کہا۔

اور کرنل سنڈاوی نے اس کے کہہ کر کو میٹل دیا۔ اور پھر آپریٹر کو سیکرٹری ٹھاکر سے بات کرانے کے لئے کہہ کر اس

”ہوگا۔ ہو سکتا ہے پاکیشیا سیرٹ مروس دو گروپوں میں
 کہہ رہے ہوں۔ بہر حال اصل لوگ یہی ہیں جن سے خطرہ ہو سکتا ہے
 اور انہیں ہم نے گرفتار کیا ہے۔“ کرنل سنڈا ہی نے
 ادھر پھر اسے اچانک سیکورٹی ٹکوشاگل کے متعلق ہدایات دینے
 خیال آگیا تو وہ دوبارہ ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

کافرستانی سے سیرٹ مروس کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچے
 لمبے بعد انہیں دیگن سے آنا دیکھا گیا بلکہ دیگن وہیں کچھ دیر تک رکی رہی۔
 اس کے بعد وہ دوبارہ حرکت میں آئی۔ اور پھر ہیڈ کوارٹر سے باہر سیرٹک
 آگئی۔ عمران حیران تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ انہیں کہاں لے
 جا جا رہا ہے۔ اور ابھی تک شاگل کی شکل بھی اسے نظر نہ آئی تھی۔
 ہنکے اس کا خیال تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں پہنچتے ہی شاگل پاگلوں کی طرح
 مایہ ٹوٹ پڑے گا۔ لیکن اب انہیں دہاں سے نکال کر کہیں
 لے جایا جا رہا ہے۔ چونکہ وہ سبب دیگن کے فرس پر پڑے ہوئے
 تھے۔ اس لئے انہیں اس بات کا پتہ نہ چل رہا تھا کہ دیگن کس علاقے
 سے گزر رہی ہے۔ لیکن عمران چونکہ کافرستانی دارالحکومت
 پچتے پچتے سے اس طرح واقف تھا جیسے پاکیشیا کی دارالحکومت
 ۱۰۔ اس لئے اس نے ہیڈ کوارٹر سے نکلنے کے بعد تمام تر وجہ اس

اندازے پر مرکوز کردی کہ دیگن میڈ کو ادھر سے نکل کر کس طرف مڑی اور کتنے کتنے فاصلے پر مڑ رہی ہے۔ باہر سے ٹھیک کا شور بھی اس اندازے میں مدد دے رہا تھا۔ اور پھر اچانک اس کے بنوں مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ دیگن مٹری چھاؤں کی طرف ہی جا رہی ہے۔ جہاں سے وہ بکرما کا علاقہ نزدیک ہی تھا اور پھر دیگن ایک عمارت میں روک لی گئی۔ اور اس کے بعد سیکرٹ سروس کے ارکان نے پہلے کی طرح انہیں اٹھا کر دیگن سے باہر نکالا تو عمران کے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔ وہ واقعی مٹری چھاؤں میں تھے۔

اور پھر وہی دیر بعد انہیں ایک ہال نما کمرے میں لے جایا۔ اور وہاں پہنچے ہی عمران کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے سامنے دیو کے ساتھ بیٹھ ہوئے بلیک زیرو۔ صفدر۔ جولیا۔ نعمانی اور چوہہ کو دیکھ لیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ پورا منصوبہ ہی فیل ہو چکا تھا۔ نہ صرف فیل ہو چکا تھا۔ بلکہ وہ سب اس منصوبے میں بھڑی چڑا ناکام رہے تھے۔ پنج کے ساتھ رکھی ہوئی کرسیوں پر انہیں بٹھایا گیا۔ چونکہ ان کے جسم بے حس تھے اس لئے وہ کرسیوں پر بیٹھ کر بیٹھ رہے۔ شاگل ہال میں موجود تھا۔ اور کسی اور آدمی سے بات نہ کر رہا تھا۔ اُسی لئے عمران کی نظر اس ایک طرف کھڑے رہا۔ رابرٹ پر پڑیں اور وہ چونک پڑا۔ بلیک زیرو کو وہ اپنی اصل شکل میں ہال میں داخل ہوتے ہی دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اب سر رابرٹ کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ ان لوگوں کے گرفتار ہونے کی وجہ کیا ہوئی ہے۔

جیسے ناثران پر غصہ آ رہا تھا جس کے ذمہ اس نے سر رابرٹ باغواں اور قید میں رکھنے کا کام لگایا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس سے قتل ہوئی ہے۔ اور سر رابرٹ نہ صرف قید سے نکل آیا۔ بلکہ شاید یہ سارا اکیس لکڑ گیا ہے۔ کیونکہ سر رابرٹ کو نہ صرف اچھی طرح جانتا تھا بلکہ سر رابرٹ کے ساتھ اس کے دیرینہ تعلقات تھے۔ وہ اگر چاہتا تو سر رابرٹ کو اپنے مشن میں مدد کے لئے تیار کر لیتا۔ انتہائی خفیہ مشن کی وجہ سے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اُسے قید اور بلیک زیرو کو اس کی جگہ دے دی جائے۔

"یہ یا کجیشیاں تو نہیں مسٹر شاگل۔ یہ تو یورپ ہیں۔" کرنل سنڈاری عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ میک اپ میں ہیں۔" شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے ایک اور آدمی اندر داخل ہوا۔ اور وہ سب متحجب ہو کر کرنل سنڈاری نے آنے والے کو پہلے سے ہی جانتا تھا۔ وہ پیش سیکرٹری تھا۔ ایک کیس میں وہ اس سے ٹکرایا تھا۔ اور پھر کرنل سنڈاری سر رابرٹ کی آمد اور پھر اضعف خان کی گرفتاری۔ اور جہاں پر موجود لوگوں اور نقی سر رابرٹ کی گرفتاری کی تفصیلات سیکرٹری تھا کہ بائیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک الماری میں رکھا ہوا اہم میزائل بھی سیکرٹری تھا کہ رکھا دیا۔ جس کے ذریعے کن کریک باہر کیا جانا تھا۔

"دیر ہی گزرتا ہے سر رابرٹ اور کرنل سنڈاری۔ آپ دونوں نے

واقعہ شائد ایک اور نامہ سر انجام دیا ہے۔" سیکرٹری ٹھاکر نے بڑے پرجوش انداز میں کمرل سنڈاری اور سر رابرٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران کو معلوم ہو گیا کہ کمرل سنڈاری طرزی ایشلی جنس کی چیف ہے۔ اس کے بعد شاگل نے اپنی رپورٹ دی۔ اس نے بتایا کہ کس طرح اُسے ان لوگوں پر شک ہوا اور وہ انہیں لے کر بیٹھ کر آیا۔ لیکن یہ لوگ دہان سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اور پھر یہ خبر نے عمران کو فون بوتھ میں دیکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے عمران کا تعاقب کیا۔ اور دادا اب کا فونی کی اس کوٹھی تک پہنچ گیا۔ جب عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ شاگل نے بتایا کہ پہلے تو اسے اس کوٹھی پر زبردست ریڈ کرنے کا پروگرام بنایا لیکن کوٹھی کا محل وقوع دیکھ کر اُسے خیال آیا کہ اس کوٹھی سے نکلنے کا خفیہ راستہ ضرور ہوگا۔

اس لئے اس نے دوسرا حربہ اختیار کیا۔ اور جسم کو فوری طور پر سٹیج دینے والی گیس کے قابو کوٹھی کے اندر کے اندر اس کے بعد گیس ماسک پہن کر اندر داخل ہوئے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس وقت بستروں میں آرام کر رہے تھے۔ اس لئے اس کا مشن کامیاب رہا اور وہ انہیں گرفتار کر کے بیٹھ کر اوڑھ لے آئے۔ دہان کمرل سنڈاری کا فون ملا تو وہ انہیں لے کر یہاں آگئے۔ شاگل نے اس سادہ سی کہانی میں سے اپنی حقائق کا ذکر سرے سے ہی گول کر دیا تھا۔

"گٹھ" تو اس کا مطلب ہے یہ دو گروپوں میں کام کر رہے

سیکرٹری ٹھاکر نے سر رابرٹے ہوئے کہا۔
"جی ہاں۔۔۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ انہوں نے یہ منصوبہ بنایا تھا۔
ران اور اس کے ساتھی سیکرٹ سروس اور طرزی ایشلی جنس کو الجھائیں۔
جب کہ نقلی سر رابرٹ اور اس کے ساتھی سائنس ریسرچ کے پہلے
بیزائل کے ذریعے کن کریک کو تباہ کر دیتے۔" شاگل نے تبصرہ
تھے ہوئے کہا۔

"اور۔۔۔ مسٹر شاگل اب آپ اپنے قیدیوں کے اصلی چہرے
لے لائیں۔" سیکرٹری ٹھاکر نے کہا۔

"میں میک اپ واش کو بلاتا ہوں۔" کمرل سنڈاری نے
کہا اور پھر اس کے حکم پر میک اپ صاف کرنے کی جدید مشین کے
پچے عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ صاف کر دیئے گئے۔
رابرٹ کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اور پھر جیسے ہی سر رابرٹ
فرق عمران کی نظروں سے ٹکرائیں عمران نے اُسے آنکھ مار دی۔ وہ
نہ آسانی سے پکلیں چھیک سکتا تھا۔ اس لئے اُسے آنکھ کا کونا دبیلے
کوئی چھکف نہ ہوتی تھی۔ سر رابرٹ نے بوکھلا کر منہ دوسری طرف
تیا۔

"یہ اصلی عمران نہیں ہو سکتا۔ اُسے تو بولنے کا مرض ہے جب کہ
لوکی طرح خاموش بیٹھا ہوا ہے۔" سیکرٹری ٹھاکر نے غور
عمران کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ جس نے دینے والی گیس کی وجہ سے یہ زبان کو حرکت نہیں
لے سکتا۔ اس لئے مجبوراً خاموش ہے۔" شاگل نے ہنستے

شن لگا دیئے گئے۔ سیکرٹری لکھا کہ اب عمران کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ یہ عمران سے بات کرنے کے لئے ضرورت سے زیادہ لمبے چپن تھا۔ لکھنے کے چند لمحوں بعد عمران کو اپنے جسم میں حرکت محسوس ہوئی۔ ہر دینے والی گیس کا اثر ختم ہو رہا تھا۔ عمران دیکھ چکا تھا کہ بال ہنا رے میں کرنل سنڈاری، شاگل اور سیکرٹری لکھا کہ کے علاوہ اور کوئی بھی موجود نہ تھا۔ لہذا وہ قدرے مطمئن تھا۔

"کسی کو خاموش کرانے کا ڈاکا میاب نسخہ ہے۔ کیا تم نے اسے کبھی آزمایا ہے؟" عمران نے پوچھا۔ "میرا نسخہ شاگل میں نے سنا ہے۔ تمہیں گالیاں دینے والی زبان ہزاروں کو میٹری سیکنڈ کی رفتار سے چلتی ہے۔" عمران نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔ "شٹ اپ یونانسن۔ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔"

انہوں نے بھڑکے ہوئے لکھنے میں کہا۔ "ٹھیک ہے۔ تم بوٹیاں اڑانے میں لگے رہنا اور ہمارا تیسرا گروپ ہر ایک کے پوزے اڑانے میں لگا رہے گا۔ کم از کم حساب تو برابر ہونا چاہیے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا مطلب؟ کیا تمہارا تیسرا گروپ بھی ہے؟" سیکرٹری لکھا کہ اچھل پڑے۔ جب کہ شاگل اور کرنل سنڈاری بھی چونک پڑے۔

"یہ بکواس کر رہا ہے۔ یہ اس طرح ہمیں ڈانٹ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے وقت ضائع کرنے کی بجائے بہتر ہے کہ ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالنا چاہیے۔" شاگل نے

ہوئے کہا۔ "تو پھر اس کی زبان کو حرکت میں لاؤ تاکہ میں اس سے بات کر دوں۔ یہ جیک کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اصلی عمران ہے۔ اگر یہ اصلی ہے تو پھر اس کو اپنے ہاتھ سے گولی مار دوں گا۔ میں نے اس سے ایک پر حساب چکا تل ہے۔" سیکرٹری لکھا کہ نے سخت الجھے میں کہا۔ "کرنل سنڈاری۔ یہاں الائیوٹم کل کے انجکشن مل جائیں۔ شاگل نے کرنل سنڈاری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں؟" کرنل سنڈاری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "وہ انجکشن انہیں لگوا دیں۔ یہ درست ہو جائیں گے۔ لیکن ہمیں کے ہاتھوں اور پیروں کو جکڑ دیں۔ اور اپنے آدمیوں کو اندر بلا لیں۔ وکیل کے خطرناک ترین افراد ہیں۔" شاگل نے کہا۔

"آپ کے لئے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ ہمارے لئے نہیں۔" سیکرٹری لکھا کہ۔ "ویسا ہی ہو گا جیسے آپ کہہ رہے ہیں۔" کرنل سنڈاری نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

اور شاگل نے منہ پھیر لیا۔ اب وہ اپنے ہونٹ بھینچ رہا تھا۔ دیکھ کر سیکرٹری لکھا کہ کی وجہ سے خاموش تھا۔ ورنہ شاید وہ اپنی توہین پر اس طرح خاموش نہ رہتا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیروں میں ڈی بی بی زنجیر بٹیاں ڈال دی گئیں جیسے کہ بلیک زبرد اور اس کے ساتھیوں کے پیروں میں پہلے سے موجود تھیں۔ ان کے دونوں بازو بھی بلیک کے کھاتیوں میں کھپ جھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ اور اس کے بعد

تیز بچے میں کہا۔

"اگر میں ڈانچ دے رہا ہوں تو سر راہٹ اصل بات بتا دیں گے۔
کیوں سر راہٹ۔ ویسے آپ نے اپنا دل بہترین انداز میں ادا کیا
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں نے بدل ادا کیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا بزم
ہے۔" سر راہٹ نے چونک کر کہا۔

لیکن عمران سر راہٹ کے متعلق شک کا جو بیج بونا چاہتا تھا وہ
بویا جا چکا تھا۔ سیکرٹری ٹھاکر۔ شاگل اور کرنل سنڈاری اب اس کی بجائے سر راہٹ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"کوئی بات نہیں یاد۔ جب ہم اپنی اصل شکوں میں آ گئے ہیں
تم کیوں نقلی رہنے پر تھہرے ہو۔ ہمہ یاد اداں دوزخ ہمہ یاد اداں بہشت۔

عمران نے کہا۔ اور اس کی اس بات نے واقعی ایٹم بم جیسا اثر کیا
شاگل نے سبکی کی سی تیزی سے رپو اور لگا دیا۔ اور انتہائی پھرتی سے

نے سر راہٹ کی گردن سے رپو اور لگا دیا۔ چونکہ ٹال میں اور کوئی سہارا
آدمی موجود نہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے یہ کاروائی بھی اُسے ہی کرنی پڑی

تھی۔
"خبردار! تھک اٹھاؤ۔ ہم اس موقع پر کوئی رسک نہیں لے سکتے۔

شاگل نے چیخے ہوئے کہا۔
اور سر راہٹ کی آنکھیں غصے اور حیرت سے پھیلی گئیں۔

شاید تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک بھی ہو سکتا ہے۔
"چلو ادھر کر سی پر بیٹھو۔ خبردار اگر کوئی غلط حرکت لگی۔" شام

راہٹ کو بازو سے پکڑے عمران کے ساتھ دالی کو کسی کی طرف دھکے
لے آیا۔ سیکرٹری ٹھاکر خاموش کھڑے تھے جب کہ کرنل سنڈاری آتے
ٹراپونٹ کاٹ رہا تھا۔ ایسی جو ریش میں وہ بول بھی نہ سکتا تھا۔ بولو
فی سر راہٹ نقلی ثابت ہو جا تا ہے تو پھر اس کا کیا رہ جائے گا۔ عمران
ہا سٹھی حیرت سے اس نئے موڈ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ سمجھی نہ سکے
کہ عمران کا اس سارے ڈرامے سے کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

"میک اپ واشر منگواؤ کرنل سنڈاری۔" شاگل نے سر
راہٹ کو کسی پر بٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ وہ شاید کرنل سنڈاری سے

توہین کا بدلہ لینے کے لئے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی پر جوش نظر آ
رہا تھا۔ بہر حال سر راہٹ کرنل سنڈاری کا ساتھی تھا۔ اور

یہ معلوم تھا کہ اگر سر راہٹ نقلی نکلیں آتا ہے تو پھر کرنل سنڈاری
مب کیا کرایا خاک ہو جائے گا۔

"تم مجھ پر شک کو کے سخت حماقت کر رہے ہو۔ تم چپچپاؤ گے۔"
سر راہٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے۔" شاگل نے مزہ کر تیز لہجے
کہا۔

کرنل سنڈاری اس سارے واقعے سے اتنا پریشان ہوا کہ وہ
اب اپنا واشر لانے کے لئے خود ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور پھر

پہلی وہ کمرے سے باہر نکلا۔ عمران یک لخت اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا
ہوا۔

"میں بتاتا ہوں کہ یہ اصل میں کون ہے۔" عمران نے بڑے

ظاہر ہے ایسی حالت خاصی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ لیکن عمران کے برے پر کسی تکلیف کے دور دور تک آثار نہ تھے۔ بازو آگے آتے عمران تیزی سے جھکا۔ اور پھر اس نے نزدیک ہی بیٹا ہوا وہ دیو ابو ایسا جو سر رابرٹ کے ہاتھوں سے اچھڑ کر سیکڑی ٹھاکر سے بستے وقت عمران کے سامنے آگیا تھا۔

”خبردار۔ تم قیتوں ہاتھ اٹھا لو ورنہ۔“ عمران نے انتہائی سرد اور میں عزالتے ہوئے کہا۔

اور سر رابرٹ اور سیکڑی ٹھاکر جو اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔ دانت ہلکے ہو گئے۔ شاگل بھی دیوار سے ٹکرا کر اب اٹھ رہا تھا۔

”ہاتھ اٹھا دو ورنہ۔“ عمران ایک بار پھر فرمایا۔

اس بار سر رابرٹ نے ہاتھ اٹھائے لیکن سیکڑی ٹھاکر اُسی جہ سے ہونٹ بھینچنے لگا تھا۔ شاید وہ اپنے عہدے کی وجہ سے اس ہاتھ اٹھانے میں تو بہن محسوس کر رہا تھا۔ مگر دوسرے لمحے ناک دھکا ہوا اور سیکڑی ٹھاکر جیتنا ہوا اچھل کر پشت کے بل لی پر گر گیا۔ گولی اس کے سینے پر پڑی تھی۔ ادراپ وہ فرش پر پڑا رہا تھا۔

”تم بھی ہاتھ اٹھا لو شاگل ورنہ۔“ عمران نے پہلے سے زیادہ دلچسپی میں کہا۔ اور شاگل نے فوراً ہاتھ اٹھا لئے۔

سر رابرٹ۔ جلدی کرو۔ میری کلانیوں کے درمیان کلپ لڑی کا بین پولیس کرو جلدی۔ لیکن سائیڈ سے آکر۔“ عمران دیو اور کادخ شاگل کی طرف کرتے ہوئے سر رابرٹ سے مخاطب

تیزی سے بچے میں کہا۔

”ختم بیٹھو۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔“ شاگل غصے سے پھرے کیونکہ انداز میں دیو اور اہرانا سر رابرٹ سے ہٹ کر عمران کی طرف لپکا۔ لیکن دوسرا لمحہ شاگل اور سیکڑی ٹھاکر کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ کیونکہ شاگل کے پیچھے ہی سر رابرٹ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور عمران کی طرف بڑھتا ہوا شاگل یک لمحہ سر رابرٹ کے طاقتور بازوؤں کی گرفت میں آگیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس دیو اب بھی سر رابرٹ کے قبضے میں تھا۔

”خبردار میں گردن میں سوراخ کر دوں گا۔“ سر رابرٹ شاگل کو سینے سے چپٹے تیزی سے دیوار کی طرف کھسکا گیا۔ اُسی لمحے شاگل بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھکا اور سر رابرٹ اس سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اسے کھڑے سیکڑی ٹھاکر سے پورے طاقت سے جا کرایا اور وہ دونوں چیخنے ہوئے فرش پر گر گئے۔ شاگل نے واقعی خوب صورت داد استعمال کیا تھا۔ لیکن اُسی لمحے عمران قوت سے گھوما اور اس کے پیچھے بندھے ہوئے بازو دھکیوں کی سی سیٹھ ہو کر پوری قوت سے شاگل کے جسم سے ٹکرائے اور شاگل ہوا سائیڈ کی دیوار سے جا کرایا۔ اور عمران اس کے ساتھ ہی بجلی کی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا۔ اور اس نے اپنے بازوؤں کو کسی بازی گو کی طرح پیچے کر کے آگے کیا اور اس کے دونوں پیر بازوؤں حلقے کے اندر چلے گئے۔ اس طرح اب اس کے بندھے ہوئے بازو اس کے جسم کے سامنے آگئے۔ گو اس طرح بازو مڑ گئے تھے

کے اپنے پیروں میں بیڑیاں تھیں۔ درندہ شاگل اور کرنل سنڈا ہی کو
اس طرح کم از کم اس طرح بھاگنے نہ دیتا۔
”جلدی کریں میرے ہاتھ کھولیں“۔ عمران نے دروازہ بند
ہوتے ہی کہا۔

اور سر رابرٹ اسی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں واپس بیٹھے۔
اور پھر کھپ بھکھڑی کا درمیان فی من ڈبا کر عمران کے ہاتھ آزاد کر دیئے۔
عمران نے بازو سیٹھے ہوتے ہی انتہائی پھرتی سے منجیروالی بیڑی
لو بھی اسی طرح کیمنکل انداز میں کھول دیا۔

”جلدی کریں میرے ساتھیوں کے ہاتھ اسی طرح آزاد کریں۔ جلدی
ہری اپ“۔ عمران نے چیخ کر سر رابرٹ سے کہا۔ اور خود بھی وہ
فیزی سے بلیک زبرد کی طرف بڑھا جب کہ سر رابرٹ اسی طرح بوکھلائے
ہوئے انداز میں صفدر کی طرف بڑھے۔ اور پھر عمران اور سر رابرٹ
نے انتہائی پھرتی دکھاتے ہوئے چند ہی لمحوں میں سب کے ہاتھ آزاد
کر دیئے اور اپنے اپنے پیروں کی بیڑیاں انہوں نے خود کھول لیں۔

اسی لمحے رابادہی میں بہت سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں
شانی دیں۔ شاید دروازے کا ساؤنڈ پروف سمٹ چکا تھا۔
اس لئے ساؤنڈ پروف کمرہ ہونے کے باوجود باہر سے قدموں کی
آوازیں اندر شانی دے رہی تھیں۔

”دروازے کے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ سائیڈ کی دیواروں
میں ہو جاؤ“۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے سامنے
بجلی کی سی تیزی سے سائیڈوں میں ہوتے گئے۔ دوسرے لمحے دروازے

ہو کر کہا۔

اور سر رابرٹ نے جلدی سے سائیڈ میں ہوتے ہوئے عمران
حکم کی تعمیل کرنی چاہی۔ لیکن وہ غلط سمت میں آئے۔ اور اسی
دروازہ کھلا۔ اور کرنل سنڈا ہی میک اپ دائر مشین ہاتھ
اٹھائے اندر داخل ہوا۔ سر رابرٹ دروازے کے سامنے تھا۔
لئے عمران دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا۔ وہ شاید
کو کو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے اچانک مڑنے سے سر۔ جا
کو تیزی سے ایک طرف ہٹنا پڑا۔ اور شاگل نے اسی لمحے سے
فائدہ اٹھایا وہ دروازے سے صرف چند گز کے فاصلے پر تھا۔
کی نال اپنی سائیڈ سے ہٹتے ہی اس نے یک لخت جھلانگ لگائی۔
دروازے کی دہلیز میں حیرت سے بت بنے کھڑے کرنل سنڈا
دھکیلتا ہوا باہر جا کر۔ عمران نے فائر تو کیا لیکن فائدہ خالی
چند لمحوں میں باہر رابادہی میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں
ابھریں۔

”سر رابرٹ۔ جلدی سے دروازہ بند کر کے اندر سے
لگا دیں۔ جلدی کریں“۔ عمران نے چیخ کر سر رابرٹ سے
اور سر رابرٹ بوکھلائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف
اور دوسرے لمحے اس نے جلدی سے دروازہ بند کر کے
سے کنڈی لگا دی۔

کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے دروازہ مخصوص ساخت
اور عمران کو یقین تھا کہ اب وہ آسانی سے اسے نہ توڑ سکیں گے۔

گئے۔

”سنو۔ اب ہم نے کمانڈو آپشن کرتے ہوئے چھاؤنی سے نکلنا ہے۔ جس مال میں ہم موجود ہیں۔ اس کی شمالی سمت میں طہری کا ہیلی ہیڈ ہے۔ وہاں لازماً کوئی نہ کوئی ہیلی کاپٹر ہمیں مل جائے گا۔ اس لئے پوری راج تیار رہو۔ جو نظر آئے اڑا دینا۔“ عمران نے چیخ کر کہا۔

اُسی لمحے دہاڑی سے شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنانی دی۔ وہ کسی دروازے پر ہم پھینکنے کی ہدایات دے رہا تھا۔ عمران نے انتہائی رتی سے جیب سے ہم نکال لیا۔ اور دانتوں سے پن کھینچ کر پوری ت سے دروازے پر مار دیا۔ اور شاید دوسری طرف سے پھینکا جانے والا ہم بھی عین اُسی لمحے دروازے سے ٹکرایا تھا۔ اس کا اندازہ عمران نے انتہائی خوف ناک اور زوردار دھماکے سے لگایا تھا۔ اس قدر شدید زوردار دھماکے سے وہ سب ہلکھڑا گئے خوف ناک دھماکے سے پورا

مالزماٹھا تھا۔ اس کی کمی دیوانوں میں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ باہر دہاڑی میں سے چخوں کی آوازیں بھی ابھری تھیں۔ عمران نے ہم پھینکنے ہی لاکھی تیزی سے دوسرا ہم مال کی شمالی دیوار کے درمیان پوری ت سے مار دیا اور ایک اور خوف ناک دھماکا ہوا۔ اور دیوار کا سبب خاصا بڑا ہتھرتا غائب ہو چکا تھا۔ دھماکے کی بازگشت ابھی ختم ہی ہوئی کہ عمران چھلانگ لگا کر دیوار سے باہر نکلا اور پھر اس نے انتہائی رتی سے سائیڈ لے کر شین گن کا فائر بائیں طرف کھول دیا۔ ادھر سے کئی جیپوں کی آوازیں نکلیں۔ عمران کا اندازہ درست تھا۔ کچھ فاصلے سے ہیلی ہیڈ نظر آ رہا تھا۔ جہاں دو بڑے ہیلی کاپٹر موجود تھے۔

یہ فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران تیزی سے اس المادی کی طرف بڑھا جس میں سے ٹائم میزائل نکال کر کمبل سنڈھاری نے سیکرٹڈ کھانکھو کو دکھایا تھا اور پھر واپس رکھ دیا تھا۔ عمران نے جیسے ہی المادی کھولی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ بڑی اور گہری المادی سے پتھلے بڑے خلعے میں شین گنوں کے ساتھ ساتھ خاصے خوف ناک ہم موجود تھے۔ المادی کے اوپر ایک جنبی کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ عمران۔ شین گن ادران کا میگنیزین نکال نکال کر اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ سب شین گنوں سے مسلح ہو چکے تھے۔ عمران نے اپنی جیبوں میں ہم منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ باقی ہم اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیئے۔ اب دروازے پر ہونے والی فائرنگ دیکھ کر بھی تھی۔ شاید انہیں بھی سمجھ آ گئی تھی کہ ساؤنڈ پروف مخصوص ساخت کے دروازے پر گولیاں کوئی اثر نہ کریں گی۔ عمران نے اسلحہ تقسیم کرنے کے بعد ریوڑ اور ایک جیب میں ڈال دیا۔ اور ٹائم میزائل نکال کر اس نے اسے اپنے شوتے کوٹ کی اندر دنی بڑی جیب میں ابھی طرح پھنسا دیا۔ گواس کا کوٹ خاصا بھر اہوا لگ رہا تھا۔ اور اس کی ایک سائیڈ سے سے جھک گئی تھی۔ لیکن کم از کم عمران کے ہاتھ تو آزاد ہو چکے تھے۔ یہ ہم نے مجھے..... سر رابرٹ نے عمران سے مخبر ہو کر کچھ کہنا چاہا۔

”ابھی خاموش رہیں سر رابرٹ۔ مجھے شکوے زندہ رہے تو ضرور کہہ لیں گے۔ فی الحال ہم سب کی موت زندگی کا مسئلہ درپیش ہے۔ عمران نے غالتے ہوئے جواب دیا۔ اور سر رابرٹ منہ بنا کر مٹا

"خاکر کرتے ہوئے ہیلی بیڈ کی طرف ددڑوہ خانہ نگ - ہم - سب استعمال کر دو۔" عمران نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دائیں بائیں گھوم کر ہم پھینکے اور خوف ناک دھماکوں کے ساتھ یہ وہ انتہائی تیز رفتار سی سے بھاگتا ہوا ہیلی بیڈ کی طرف بڑھا۔ اس پیر دی اس کے سارے ساتھی کو رہے تھے۔ ایک ہم پھینک بھاگتا تو دوسرا ہم پھینک دیتا۔ اس طرح دائیں بائیں جموں کے خوف دھماکوں کے ساتھ ساتھ گھر بے دھویں کی چادر سی تن گئی۔ اور وہ سب بھاگتے ہوئے ہیلی بیڈ کی طرف بڑھ گئے۔ ہیلی بیڈ کی میں بنی ہوئی چھوٹی سی عمارت میں سے خانہ نگ کی گئی۔ لیکن عمران۔ پوری قوت سے ایک ہم ادھر مارا اور دوسرے لمحے خوف ناک دھماکے سے چھوٹی سی عمارت کے پرچے اڑ گئے۔ ہیلی کا پٹر ختم بڑا تھا۔ عمران نے ہیلی کا پٹر کی آڈلے کر انتہائی تیز رفتار سی سے ادھر ادھر خانہ نگ کر کے اپنے ساتھیوں کو کورج دی اور وہ سب اچھل اچھل کر ہیلی کا پٹر میں سوار ہوتے گئے۔ البتہ بلیک زبرد۔ عمران کی دوسری سائیڈ سنبھال لی تھی۔ جب سب لوگ ہیلی کا پٹر پر سوار ہو گئے تو عمران نے بلیک زبرد کو اشارہ کیا اور پھر بلیک زبرد بھی کی سی تیزی سے پائلٹ سیڈ پر سوار ہو گیا۔ عمران ابھی نیچے کھڑا مسلسل خانہ نگ کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کا پٹر کا اچھل چکا تھا اور اس کے پیچھے چلے اور پھر ان میں مسلسل تیزی آتی گئی۔ عمران نے محسوس کیا کہ اب ہیلی کا پٹر تیزی سے اوپر اٹھنے کا قابل ہو گیا ہے تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں موجود ختم

دوسرے ہیلی کا پٹر کی طرف اچھال دیا جو خالصے فاصلے پر موجود تھا۔ خود بخود جیب لگا کر وہ ہیلی کا پٹر کے دروازے میں جا گھسا۔ اسی لمحے دوسرے ہیلی کا پٹر سے ٹکرانے والے ہم کا خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اسی لمحے بلیک زبرد نے ہیلی کا پٹر کو ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا دیا۔ ردیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کا پٹر خاصی بلندی پر پہنچ گیا۔ ہیلی کا پٹر اند بارہ افراد کے بیٹھنے کی جگہ تو نہ تھی اس لئے وہ سب ایک سرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے انداز میں کھڑے تھے۔

"جلدی کرو شمال میں لے چلو۔ ابھی ایر فورس ہم پر ٹوٹ پڑے۔" جلدی کر دو۔" عمران نے ہیلی کا پٹر کے اوپر اٹھتے ہی چیخ کر اب زبرد سے کہا۔

اور بلیک زبرد نے ہیلی کا پٹر کا رخ شمال کی طرف موڑ دیا۔

"لاک کر کے چلو۔ مجھے بیٹھے دو سیڈ پر۔" عمران نے اچھل پائلٹ سیڈ کی طرف آتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زبرد نے بین دبا کر جنگی ہیلی کا پٹر کا انجن آٹوٹیک کیا۔ اچھل کر سیڈ کی دوسری طرف کو کھسک گیا۔ عمران سیڈ پر غلہ۔ اور اس نے آٹوٹیک بین آن کر کے ہیلی کا پٹر کی رفتار بھی بڑی۔ اور اس کی بلندی بھی گھٹا دی۔ چھادنی کی حدود سے اس ت ہیلی کا پٹر نکل کر وہ بکروا کی طرف انتہائی تیز رفتار سی سے اڑا مار رہا تھا۔ اسی لمحے فضا میں لڑاکا جہازوں کی گونج سنائی دی۔ پھر دور سے لڑاکا جہازوں کا ایک پودا سیکورڈن دھوپ میں نمودار نظر آنے لگا۔ وہ انتہائی تیز رفتار سی سے ہیلی کا پٹر کی طرف

تو کم کر دی اور ہیلی کا پٹر آہستہ آہستہ آگے بڑھ گیا۔ اس چٹان کے قریب پہنچ کر عمران نے اُسے اور نیچے کرتے ہوئے فضا میں ہی دکھ لیا۔

”جلدی نیچے کو دکھ اس چٹان کے نیچے ہو جاؤ۔ جلدی“
 ران نے ہیلی کا پٹر کو روک دیا کہ وہ اس طرف کھڑکی کے قریب نہ آئے اور اس کے بعد وہ باری باری نیچے کودتے گئے۔ نیچے ہیلی کا پٹر اڑ رہی اور سخت تھکی۔ لیکن بلندی بے حد کم ہونے کی وجہ سے وہیں سے کسی کو چوٹ نہ آئی۔ اب آسمان پر ایئر فورس کے لڑاکا ہروں کی گونج ایک بار پھر سنائی دے رہی تھی۔

اسے پہنچ کر وہ جلدی۔ عمران نے اپنی اندرونی جیب سے میزائل نکال کر دیکھنے کو دیا۔ اور پھر اس نے میزائل کیپٹن شکیل کو اچھال دیا۔ کیپٹن شکیل نے بڑی مہارت سے ٹائم میزائل پہنچ کر لیا۔ اس کے میزائل کو پہنچ کرتے ہی عمران نے ہیلی کا پٹر کو کسی تیزی سے آگے بڑھایا اور اس کی بلندی ادھنی کر دی۔ ہیلی کا پٹر تیر کی طرح اوپر کو اٹھتا ہوا سیدھا جلنے لگا۔ عمران نے پانی بھرتی سے آڈیٹک سسٹم کا میٹن آن کیا اور دوسرے لمحے نے نیچے چھلانگ لگا دی بغیر پیرا شوٹ کے عمران کا جسم کسی دھڑکی کی طرح اٹھتا ہوا زمین کی طرف آیا۔ عام حالات میں اس کو گرنے کا مطلب صریحاً خودکشی کے سوا اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

لئے اس کے ساتھیوں کے چہرے عمران کو اس طرح گرتے دیکھ

بڑھے آ رہے تھے۔ اور ان کی خوف ناک آوازوں سے پوری فضا تھرنے لگی تھی۔

عمران نے گونج سننے ہی ہیلی کا پٹر کو انتہائی مہارت سے ایک لمبا غوطہ دیا۔ اور ہیلی کا پٹر میں موجود سب افراد کے دل اچھل کر حلق میں آ گئے۔ عمران کا انداز اس قدر خوف ناک تھا کہ یور محسوس ہو رہا تھا جیسے چند لمحوں بعد ہیلی کا پٹر زمین سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔ نیچے ادھنی نیچے بے شمار پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ہیلی کا پٹر غوطہ کی صورت میں نیچے ہوتا چلا گیا۔ اور پھر عمر نے اُسے ذرا سا اوپر کو اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ دو پہاڑیوں کے درمیان نشیب میں ہیلی کا پٹر کو سیدھا لٹا گیا۔

ایئر فورس کے لڑاکا جہاز پوری رفتار سے اوپر سے اڑتے چلے گئے۔ اچانک نشیب میں آ جانے کی وجہ سے ہیلی کا پٹر ان کے براہ راست نکلنے کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا۔ اور شاید جہازوں کے پائلڈوں نے ہیلی کا پٹر کو اس خوف ناک انداز میں نیچے جلتے ہوئے دیکھ کر یہ سمجھا ہو کہ شاید ہیلی کا پٹر آڈٹ آف کنٹرول ہو جانے کی وجہ سے تباہ ہو رہا ہے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ کہ کنٹرول عمران جیسے آدمی کے ہاتھ میں ہے۔

نشیب میں پہنچے ہی عمران ہیلی کا پٹر کو آگے بڑھائے۔ اور پھر اُسے اپنے مطلب کی جگہ نظر آئی۔ یہ ایک باہر کو نکلی ہوئی سی چٹان تھی۔ جس کے نیچے بہت سی جگہ خالی تھیں۔ اور ان کا وسیع فاصلہ اتنا تھا کہ ہیلی کا پٹر اس میں گھس سکتا تھا۔ عمران نے ایک

کمرزد بڑ گئے۔ لیکن زمین کے قریب آتے ہی عمران کے جسم نے ایک تخت قلابا بازی کھائی۔ اور پھر جیسے ہی اس کے پیر سخت زمین سے ٹکرائے۔ عمران کے جسم نے مسلسل قلابا بازیوں کا کھانا شروع کر دیں :-
تین قلابا بازیوں کے بعد عمران یوں سیدھا کھڑا تھا جیسے سیڑھی کی سے نیچے اتر کر کھڑا ہوا ہو۔ واقعی پیرا ٹرو پچا کے فتن میں اے کی مہارت قابل دید تھی۔

ہیلی کا پیر اسی طرح سیدھا بلند ہوتا چلا گیا تھا۔ اور تھوڑی دیر میں فضا میں دور ایک خوف ناک دھماکے کی بازگشت سنائی دی۔ اور یہ لمحے کے لئے ہر طرف روشنی کی چمک سی پھیلی۔ اور عمران سمیٹ کر سبھا سکتی سمجھ گئے کہ اگر فوس لڑا کا لٹیا روں نے ہیلی کا پیر توجہ کر دیا ہے۔ اور یہ روشنی کا قیدش اس کے پھٹنے اور فیول ٹینک سے آگ لگنے سے ہوا تھا۔

عمران سیدھا کھڑا ہوتے ہی سبکی کی سی تیزی سے مڑا۔ ۵
دوڑتا ہوا اس چٹان کی طرف بڑھا جس کے نیچے اس کے ساتھی مڑے تھے۔

”میں کہتا ہوں چاہے تمہیں پوری ایر فوس کیوں نہ استعمال ہوں، اس ہیلی کا پیر کو جھٹ کر دو۔ میں تمہیں حکم دے رہا ہوں اس ایر مارشل اسٹانڈائی آرڈر“ کرنل سنڈا دی نے حلق لہلہا جیتے ہوئے کہا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ چہرہ سرخ اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

”ٹھیک ہے سر۔ میں ایک سکوارڈن بھیجتا ہوں۔ لیکن اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ تم ذمہ داری کو رو رہے ہو۔ یہاں تک پر ایک ایک جباری ہے۔ فوراً اسے جھٹ کر کے مجھے رپورٹ دو۔“

سنڈا دی نے غصے سے چیخے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سیورڈ سے کوئیڈل پر پیٹھ دیا۔

شاگل میز کی دوسری طرف بیٹھا اپنے ہونٹ چبارا تھا۔ باہر

ایک قیامت برپا تھی۔ طہری انٹیلی جنس کا بڑا مال کمبل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ ایک ہیلی کاپٹر اور ہیلی پیڈ کی عمارت خاک کا ڈھیر بن چکے تھے۔ عمران ادا اس کے سابقوں کی بے تحاشا فائرنگ اور بمباری سے پندرہ افراد ہلاک اور بمیں کے قریب شدید زخمی تھے۔ ہیلی کی عمارت میں موجود پانچ افراد کی ہلاکت ان کے علاوہ تھی۔ غرضیکہ پوری طہری جھاڑ فی میں زلزلہ لگ گیا تھا۔ پیشسل سیکرٹری ٹھاکر کی یہ بھی نکالی جا چکی تھی۔ یہ تو اگر چیف شاگل ایک بھینکے میں کرنل سنڈ کو دھکیلتا ہوا اور رامبادی میں نے ملے جانا تو لاشوں میں ان دونوں کی لاشوں کا شامل ہو جانا بھی لازمی تھا۔ شاگل چونکہ یہاں اکیلا تھا۔ تمام تہ کام کرنل سنڈاری کا تھا۔ اس لئے وہ صرف بے سہ سے ہونٹ چبائے چلا رہا تھا۔

"واقعی یہ لوگ حد سے زیادہ دلیر اور خطرناک ہیں۔ اب بھلا سوچو کہ ان تصور کر سکتے ہیں کہ جھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہوتے آدمی ایسی قیامت بھی برپا کر سکتے ہیں۔" کرنل سنڈاری نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کاش۔ میں تمہارے کہنے پر انہیں یہاں نہ لے آتا تو اب تک ان کی بوٹیاں ہو چکی ہوتیں۔ یہ زندگی میں پہلی بار کمبل طور پر مرنے والے کڑوں میں آئے تھے۔ اور پھر وہ تمہارا سر رابرٹ سے چکر اڑی نے کھیل رہے وہ ان کا ساتھی تھا۔" شاگل نے غور نہ ہوئے کہا۔

"مجھے اب تک حیرت ہے۔ سر رابرٹ اگر ان کا ساتھی ہوتا تو

میں ان لوگوں کے گرفتار کرانے میں کیوں دلچسپی ہوتی۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ لیکن تم فکر نہ کرو چیف۔ ایرنورس اس ہیلی کاپٹر کو یادہ دور نہ جانے دے گی۔" کرنل سنڈاری نے سر ہاتے ہوئے کہا۔

"تم یقین کر لینا لیکن مجھے یقین نہیں آئے گا۔ یہ شیطان ہیں شیطان۔ بد رو ہیں ہیں۔" شاگل نے منہ بندے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرنل سنڈاری نے بلدی سے رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ کرنل سنڈاری سپیکنگ۔" کرنل سنڈاری نے تیشاق آمیز لہجے میں کہا۔

"وائس ایر مارشل ارجن سنگھ۔ ہیلی کاپٹر کو درہ بکر ماکہ پہاڑیوں کے اوپر فضا میں ہی ہٹ کر دیا گیا ہے۔ کٹ میزائل نے اس کے ہچے اڑا دیئے ہیں اور کوئی حکم۔" دوسری طرف سے چھتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"دیری گیڈ۔ ویسی گیڈ۔ تھینک یو۔ یہ تمہارا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ میں پرائم منسٹر سے تمہارا ویسی پیشل سفارش کروں گا۔"

کرنل سنڈاری نے خوشی سے اچھتے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب مسرت کا اُتار بہہ رہا تھا۔

"مہیاک ہو چیف شاگل۔ آخر کار دشمن ہٹ ہو ہی گئے۔"

کرنل سنڈاری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب تک میں ان کی لاشیں آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔ مجھے یقین

دیا گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ ہمارے آنے تک اس جہلی کا پٹر میں موجود افراد لاشوں کے ٹکڑے ڈھونڈ کر رکھو۔ سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر فل کو ان کی موت کا یقین نہیں آیا۔ انہیں یقین دلانے کے لئے ہنگاموں کی تلاش ضروری ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف اور میں وہیں ہیں ادور۔ کرنل سنڈاری نے بڑے طنز پر انداز میں شاگل طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ جہلی کا پٹر تو ضرور فضا میں ہٹ چوکیا ہے۔ لیکن میرے ب آدمی نے اس کے ہٹ ہونے سے پہلے ایک آدمی کو بغیر پیرا شوٹ جلی کا پٹر سے نیچے کودتے ہوئے دوربین کے ذریعے چاک کیا تھا۔ وہ وہی ہٹ ہونے سے کافی پہلے کودا تھا۔ میں نے اس آدمی کی شش کا حکم دے دیا ہے ادور۔“ کیپٹن شرما نے جواب دیا۔
لہذا کرنل سنڈاری کی آنکھیں حیرت سے پھیلی گئیں۔ جب کہ شاگل کے ہرے پر طنز پر مسکرا ہٹ ابھرا آئی تھی۔

”اس جہلی کا پٹر میں باہر افراد تھے۔ کیا صرف ایک آدمی کو دلے۔ فی ہلاک ہو گئے ہیں اور وہ آدمی بھی اتنی بلندی سے بغیر پیرا شوٹ کے۔“
وہ نے کہا۔ اور پہاڑی چٹانوں سے ٹکرا کر کسے زندہ رہ سکتا ہے ادور۔
رنل سنڈاری نے تیز بے میں کہا۔

”باہر آدمی۔“ وہ سر بھر تو مجھے اپنی پوری فورس کو حرکت میں لے پڑے گا۔“
باس جہلی کا پٹر ہٹ ہونے سے پہلے کافی دیر تک دو ہائیوں کے درمیان ایک گہرے نشیب میں غائب رہا ہے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ نشیب میں اتر گیا ہے۔ چونکہ جہلی کا پٹر ہادی اپنی

نہیں آئے گا۔ تم ایسا کرو۔ دہاں اپنے آدمیوں کو بھی چوکنہ کر دو۔ نہ ہمیں خود بھی دہاں چلنا چاہیے۔“ شاگل نے کہا۔

”اے تمہیں یقین نہیں آیا۔ کمال ہے۔ اس قدر عروب ہونا کی بھی آخر کیا بات ہے۔ جہلی کا پٹر ایکٹ میزائل سے فضا میں ہی ہٹا ہونے کے بعد ان کے جسموں کے زینے تک فضا میں مل چکے ہوں گے۔“
کرنل سنڈاری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم اپنے آدمی سے بات تو کرو کہ کاشیں یہ سب کچھ میرے علتے میں ہو رہا جوتا۔“ شاگل نے کہا۔

”چلو تمہاری بات بھی مان لیتے ہیں۔ میں کیپٹن شرما کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ ان کی لاشوں کے ٹکڑے ڈھونڈ کر نکالے۔“

کرنل سنڈاری نے کہا۔ اچھا میری دانا کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور اس کی فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو کرنل سنڈاری کا لنگ کیپٹن شرما ادور۔“

کرنل سنڈاری نے باور بار ہی فقرہ دہراتے ہوئے کہا۔
”یس کیپٹن شرما سپیکنگ ادور۔“ چند لمحوں بعد کیپٹن شرما کی آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

”کیپٹن شرما۔“ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتہائی خطرہ افراد ملٹری جھڑائی سے ایک جہلی کا پٹر اغوا کر کے درہ بکرما کی پہاڑی کی طرف گئے تھے۔ میں نے ایئر فورس کو اس جہلی کا پٹر کو ہٹ کرنے کا حکم دیا تھا۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ جہلی کا پٹر فضا میں ہی ہٹ

لیا۔ چیف شاگل نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔

”آپ بار بار مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ حالانکہ جب انہوں نے سچویشن لیا ہے اس وقت میں اندر بھی نہ تھا۔ اگر میں ہوتا تو دیکھتا کہ کیسے وہ بل آپ کو کوکرہ کرتے ہیں۔ آپ اندر موجود تھے۔“ کرنل سنڈاری نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

”تمہارے سر رابرٹ کی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے۔ بہر حال لوگ تمہارے بس کے نہیں ہیں۔ مجھے خود اپنے آدمی لے کر انہیں مارنا ہلے گا۔“ چیف شاگل نے کہا۔

”کیا مطلب۔ تم کیا چاہتے ہو۔“ کرنل سنڈاری نے وقت بچتے ہیں کہا۔ اب وہ آپس کے احترام کو بھی ختم کر کے توادرمہ کرتے تھے۔

”میں اپنا گروپ لے کر درہ بکرا میں جاتا ہوں اور ان پر قابو پاتا ہوں۔“ چیف شاگل نے کسی پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”سادہ۔ وہ میرا علاقہ ہے۔ میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ تم نے اگر جانا ہی ہے تو ادھر نہ رہی دلہلوں کی طرف سے جادو ہے۔“ کرنل سنڈاری نے کہا ادا کھ کر تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکل گیا۔

”تم سے بھی نیٹ لوں گا کرنل۔“ شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔ دیکھ وہ بھی دفتر کے بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

فوج کا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے ہم اس سے مشکوک نہ ہو سکتے تھے۔ بعد میں وہ نشیب سے باہر آئے۔ اور کچھ بندی پر آنے کے بعد اس میں سے ایک آدمی کو دبا ہے۔ اور ہیلی کا پڑا ہوا تیز رفتار سے اڈر کو اٹھاتا آگے بڑھتا گیا ہے۔ اس کے بعد اڈر فوس کے لوکا کا طیارہ نے اُسے راکٹ میزائل سے مٹا دیا ہے۔ اور باس جس انداز میں ہیلی کا پٹر مٹ جانے سے پہلے اڑ رہا تھا۔ اس سے مجھے اب یہ اندازہ ہوا ہے کہ اسے آٹوٹیک کنٹرول پر لا کر کر دیا گیا تھا۔ اس کو مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ جس وقت وہ مٹا ہوا ہے اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اور میں تو پہلے ایک آدمی کی وجہ سے اتنا پریشان نہ تھا لیکن اب آپ بتا رہے ہیں کہ وہ بارہ افراد تھے۔ اور ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ گیارہ افراد نشیب میں پہلے کو دگئے ہیں۔ اور آخری آدمی آٹوٹیک لاک لگا کر کو دبا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پوری طرح چوکنا رہنا ہو گا اور۔“ دوسری طرف سے کیپٹن شرم نے کہا۔

”اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ایئر فوس والوں کو مجھے پورٹ دینی چاہیے تھی۔ بہر حال تم ایسا کر دو پوری فوس کو الٹ کر دو۔ خاص طور پر گن کریک کی حفاظت کے بارے میں پوری طرح چوکنا ہو۔ میں خود ہیں آ رہا ہوں اور اینٹ آئل۔“ کرنل سنڈاری نے کہا۔

”دیکھا کرنل۔ میں نے کیا کہا تھا۔ یہ لوگ اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں۔ بس زندگی میں پہلا چانس ملا تھا کہ یہ بے بسی کے عالم میں میرے ہتھ چڑھے تھے۔ لیکن تمہاری وجہ سے وہ موقع بھی ضائع ہو

تیز بلبے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
 "لیکن یہ تو اندھا اقدام ہوگا۔" — ناثران نے پہلی بار کہا۔
 "اندھا ہے یا بہرہ۔ اب ایسے ہی ہوگا۔ جاؤ۔ نکل جاؤ۔ جلدی"
 لمران نے تیز بلبے میں کہا۔

اور جولیا اور اس کے ساتھی ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے
 یزری سے چٹان کے نیچے سے نکلی کر اٹی سمت کو چڑھنے لگے۔ جب کہ
 لمران اور اس کے ساتھی کیپٹن شکیل۔ خاور۔ ثنائیگر اور صدیقی وہیں سے
 ہے۔ — چند ہی لمحوں بعد جولیا اور اس کے ساتھی عمران کی نظروں سے
 بھل ہو گئے۔

"اب نقشہ سمجھ لو۔ ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھنا ہے۔
 مذکورستان والے یہاں پوری فوج لا پھینکیں گے۔" — عمران
 نے چٹان پر انگلی سے نقشہ بتاتے ہوئے کہا۔ پورے علاقے کا نقشہ بنا
 اس نے انگلی سے بتایا کہ اس وقت وہ کہاں موجود ہیں۔ — اور پھر
 ان نے وہ راستہ بھی نشان زدہ کر دیا۔ جس کے ذریعے وہ زیادہ سے زیادہ
 لمبی گن کر ایک تک پہنچ سکتے تھے۔ اسی لمحے دور سے بے سناخا فائرنگ
 لہ آدائیں سنائی دینے لگیں۔

"چلو اب وقت ہے۔ ان کا کھرا ہو چکا ہے۔" — عمران نے
 تھے کو ہاتھ سے مٹاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دوڑتے
 وئے چٹان کے نیچے سے نکلے اور انتہائی تیز رفتاری سے گن کر ایک
 طرف پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ تیز رفتاری کے باوجود وہ سیدھے
 قاطع تھے۔ اونچی نیچی چٹانوں سے ہوتے ہوئے وہ پہاڑی کے اوپر

عمران کے دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور اس نے
 سب سے پہلے کیپٹن شکیل سے ٹائم میزائل لے کر دوبارہ اپنی جیب
 میں ڈال لیا۔

"سنو۔ ہم نے گن کر ایک کی طرف بڑھنا ہے۔ کانڈو کا ردائی ہے
 ہوئے۔ یہاں طہری انٹیلی جنس چپے چپے پر پھیلی ہوئی ہوگی۔ اس لئے ہم
 کی پرواہ نہ کر دو اور جو نظر آئے ہوں ڈالو۔" اور اس آگے بڑھتے۔
 اسی طرح دگر دپ میں ایک کی لیڈر جولیا اور دوسرے کا میں خود بخود
 گا۔ جولیا گروپ کا کام طہری انٹیلی جنس کو اٹھانا ہے۔ جب کہ میں چپے
 گروپ کو لے کر گن کر ایک کی طرف بڑھوں گا۔ — سر رابرٹ ہتھیار
 ساتھ ہوں گے ان کی حفاظت کرنا۔ جلدی کر گن کر ایک کی مخالف سمت
 میں بڑھو۔ اسلحہ دھیان سے استعمال کرنا اور اسلحہ نہیں ملے گا۔ — وہ کہہ
 ہو سکے تو مخالفوں سے اسلحہ چھیننے کی کوشش کرنا۔" — عمران نے

پہنچ گئے۔ اور پھر جیسے ہی عمران نے چٹان کے اوپر سے سر نکالا۔ ایک گولی سائیں کی آواز سے اس کے کان کے قریب سے ہوتی گزری۔ اور عمران تیزی سے واپس دبک گیا وہ بال بال بچا تھا۔ درہ اس بار وہ ہٹ ہو چکا تھا۔ عمران نے نیچے ہوتے ہی جلدی نہ کی۔ جب میں ہاتھ ڈال کر ایک بم نکالا اور اس کی پانچ دانوں سے کھینچ کر اُسے پوری قوت سے اچھال دیا۔ ایک خوف ناک دھماکا ہو اور ساتھ ہی کئی بچھوں کی آوازیں ابھریں۔ اُسی لمحے عمران اچھلا۔ اور پھر دوڑا تاہو دوسری طرف نشیب میں اترتا گیا۔ سامنے والی پہاڑی پر پڑا۔ اخرا کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ عمران کام دیکھ کر بخیر شک نشہ پر لگ رہا تھا۔ وہ سب دوڑتے ہوئے نیچے اترے اور پھر اُسی رفتار سے بھاگتے ہوئے اوپر چڑھتے گئے۔ ابھی انہوں نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ عمران کی نظریں ایک غار نما سرنگ پر پڑیں۔ عمران اس سرنگ کو دیکھتے ہی چونک پڑا۔

”آؤ ادھر سے“ عمران نے ہاتھ لہرا کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور در تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ عمران سرنگ کے دہانے پر ہی رکا۔ جب سب ساتھی داخل ہو گئے تو اس نے قریب پڑے ایک بڑے سے پتھر کو کھسکا۔ سرنگ کے دہانے پر جمادیا۔ سرنگ خاصی تنگ تھی اور قہقہے تھے۔ لیکن اس میں اتنی جگہ ضرور تھی کہ وہ بھگ کر اس کے اندر جا سکیں۔ سرنگ خاصی طویل ثابت ہوئی۔ اور کئی دفعہ موڑ کاٹ کر انہیں دوسری طرف سے روشنی کا نقطہ چمکتا ہوا نظر آیا۔ عمران بھی

دوسری طرف کا دہانہ آگیا ہے۔ وہ دوڑتے ہوئے جب اس نے پہنچے تو عمران یہ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا کہ دہانے کے بالکل منہ گن کر ایک موجود تھا۔ دہانے میں کے قریب مسلح فوجی بیٹھے ہوئے تھے جب کہ اوپر دتے میں بھی دس فوجی ٹین گنیں اٹھائے تھے۔ میں دھڑپیں کھلتے بڑے چوکے انداز میں کھڑے تھے۔ گن کر ایک بار دو سوخت بلند تھا۔ عمران دہانے میں لیٹا خاموشی سے اُسے مارا۔

سرنگ نے ان کی واقعی بے حد مدد کی تھی۔ کہ وہ کسی کی نظروں میں بغیر گن کر ایک کے سامنے پہنچ چکے تھے۔ لیکن اب گن کر ایک تک ایک مسئلہ تھا۔ اتنی بلندی پر چلنے کے لئے بظاہر کوئی راستہ نہ سمجھتے کہ ایک بمک پہاڑی کسی دیوار کی طرح سیدھی اور سٹا ہتی یوں پر دوڑے فائرنگ کی آوازیں اور بموں کے دھماکے سنائی دے رہے تھے۔ اُسی لمحے عمران کو آسمان پر گولہ گراہٹ کی آوازیں سنائی اور پھر چند لمحوں بعد ایک ہیلی کاپٹر گن کر ایک کے سامنے ایک چٹان اوپر آکر اتر۔ ہیلی کاپٹر میں سے کرنل سنڈاری باہر نکلا۔ اُسی ایک لمبا تونکا جو ان ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر کرنل سنڈاری بن بڑھا۔ اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے اُسی چٹان کے ہو گئے۔

اب کیا کرنا ہے عمران صاحب۔ کیپٹن شکیل نے عمران کی طرح خاموش بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔ میں سوچ رہا ہوں اس دتے میں کیسے داخل ہوا جائے۔ ایک

بل کر گیا۔ گہرائی جہاں یقینی موت تھی ہوئی تھی۔ عمران کو ایک سہلے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی جان اس کے حلق میں آگئی ہو۔ دوسرے لکھے اس کا ذہن مادون ہونے لگا۔ مادون ہوتے ہوئے ذہن سے اس نے اپنے پیچھے اودرہ کی طرف سے بے تحاشا گویا چلنے اور چند افراد کے پیچھے کی آوازیں بھی سنی۔ لیکن پھر یہ آوازیں نہ اس میں ڈھلتی گئیں۔ شاید آوازیں تو دیئے ہی موجود تھیں لیکن عمران کی خاموشی میں ڈوب چکا تھا۔

جولیا اوداس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ چوٹی پر پہنچتے ہی وہ رکے اب سامنے انہیں چار فوجی دوسری نل سے چڑھتے ہوئے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان کا رخ لہری طرف کو تھا جہاں جولیا اوداس کے ساتھی موجود تھے۔

”میں انہیں ختم کرتی ہوں۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں“ بلنے کہا اودرہ پھر اس کی شین گن کی ٹوٹا ہٹ کے ساتھ ہی وہ دل اچھل اچھل کر نیچے گرے اور شیب میں بھاری بوسوں کی طرح گرتے۔ ان کے گرتے ہی وہ سب تیزی سے اٹھے اور ان کی طرف بڑھے۔ لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ ایک دھچکی چوٹی سے فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی چوہان اور ناٹمان میں شامی دیں۔ جولیا اودرہ صفر دونوں سانپ جیسی تیزی سے سن پٹے ہی تھے کہ سر رابرٹ کی شین گن کی آواز شامی اودرہ

اب میں جو لیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی فائر کھول دیا۔ اور گولیاں
زبردست تباہ و تاراج شروع ہو گیا۔ فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ ان کا بھینکا ہوا
ہی دماغ تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے معاملہ روک کر فائرنگ تک
بمحدود تھا۔

”میں بیک میں جاتا ہوں آپ یہیں ٹھہریں۔“ — بلیک زیرو
کہا۔ اور پھر وہ ان سے الگ ہو کر تیزی سے سائٹ میں ریگٹا ہوا
گئے بڑھ گیا۔

جولیا اور اس کے ساتھی رک رک کر فائرنگ کر رہے تھے۔
دیکھ ان کے پاس اسلحہ محدود تھا۔ جب کہ نیچے فوجی بے تحاشا فائرنگ
کر رہے تھے۔ بلیک زیرو کافی فاصلہ دے کر پتھروں کی اوڑھنے
رہنے لگا۔ اور پھر جب اس نے محسوس کیا کہ اب اس کا بھینکا ہوا
مہم نشتانے پر پہنچ جائے گا تو اس نے ہم کی پوزیشن کا ان کی طرف سے
اس چوکی پر پھینکا دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ اور
فوجی کے گرنے کا طبعہ فضا میں بکھر گیا۔ اس کے ساتھ ہی کئی فوجیوں
چھین سٹائی وہیں کئی فوجی اٹھ کر دوڑے اور انہیں جولیا اور اس کے
ساتھیوں کی گولیاں چاٹ گئیں۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف
بے فائرنگ بند ہو گئی۔ اور جولیا اور اس کے ساتھی اٹھ کر تیزی سے
بلیک میں دوڑتے ہوئے اس چوکی کی طرف بڑھنے لگے۔ بلیک زیرو
بائیں طرف بھاگا۔ اور تھوڑی دیر میں وہ سب دماغ
مح گئے۔ دماغ لاشوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ کوئی آدمی بھی زندہ
جو نہ تھا۔ کئی افراد کے جسم تو بوٹیوں کی صورت میں بکھر گئے تھے وہ

بکھر اپنی چوٹی پر سے ایک آدمی جیتا ہوا سر کے بل نیچے نشیب میں گرنا جو
نظر آیا۔ سر رابرٹ کا نشا نہ واقعی بے حد تیز تھا۔

”کیا پوزیشن ہے۔“ جولیا نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔
”ہم دونوں شدید زخمی ہیں۔ آپ آگے بڑھ جائیں ہم یہیں کہیں
غاریں چھپ کر مینڈیج کر لیں گے۔ ہماری نگرہ کریں کام آگے بڑھتے
ناٹران نے تیز پہنچے ہیں کہا۔ اس کی ران میں گولی لگی تھی جب کہ چوہان
پشت میں گولی اتر گئی تھی اسدہ بے ہوش ہو چکا تھا۔
”چوہان کو دیکھو۔“ جولیا نے تیز پہنچے ہیں کہا۔

”میں نے دیکھا ہے یہ زندہ ہے۔ میرے پاس تیز دھانکا بخر ہے
میں اس کا آپریشن کروں گا۔ آپ جائیں پلیز جلدی کریں۔“ ناٹرا
نے کہا۔

”سر رابرٹ۔ آپ بھی ان کے ساتھ ہی رک جائیں۔ صرف جیو
صفد۔ پردیز اور نعمانی آگے جائیں گے۔ ٹھیک ہونے کے بعد
تینوں علیحدہ گروپ کی صورت میں انہیں اٹھائیں گے۔“ جولیا
تیز پہنچے ہیں کہا اور پھر چاروں دینگے ہوئے آگے بڑھے۔ آگے بڑھے
محفوظ جگہ دیکھتے ہی وہ اٹھ کر تیزی سے دوڑ پڑے۔ آگے جا کر پھر دھد
سی آگئی۔ اور وہ دماغ پہنچ کر رک گئے۔ سامنے ڈھلان میں یک
فوجی چوکی سی بنی ہوئی تھی جس کے ساتھ ایک جیب بھی کھڑی تھی۔
دماغ دس بارہ مسلح افراد بھی موجود تھے۔

اُسی لمحے ان میں سے کسی نے انہیں دیکھ لیا۔ اور پھر اس کے پیچ
ہی سب فوجیوں نے تیزی سے پوزیشنیں لے کر ان پر فائر کھول دیا۔

شاید براہ راست ہم کی زد میں آگئے تھے۔
 دماغ پہنچنے کا انہیں ایک فائدہ ضرور ہوا کہ انہیں چوکی کے
 ایک غار میں موجود اسلحے کا غاصباً ڈاؤن فیرو لگ گیا۔ انہوں نے
 گنگنوں کا میگزین اور خاصی تعداد میں ہم دماغ سے اٹھائیے۔ جب
 تباہ ہو چکی تھی۔
 ”اب آگے بڑھو۔“ جویا نے تیز پہنچ میں کہا۔ اور وہ تیز
 سے آگے بڑھنے لگے۔

اُسی لمحے انہیں اپنے سر پر پہلی کاٹریں گڑ گڑا ہٹ سنا دی
 اور وہ سب تیزی سے دبک گئے۔ پہلی کاٹری ان کے اوپر سے گزرتی
 آگے بڑھ گیا اور پھر کافی دور گن کر ایک کی طرف جا کر نیچے آگیا
 پہلی کاٹری کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ سب آگے بڑھتے
 اب وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر بڑھ رہے تھے۔ آگے آئے
 صفدر اور بلیک زبرو تھا جب کہ اس کے پیچھے جویا اور آفریق
 نعمانی تھا۔

چوٹی پر پہنچ کر وہ چٹانوں کی آڑ میں رکے ہی تھے کہ انہیں تین
 سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور انہوں نے چونک کر
 کما دھرا دھرا دیکھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ بچھلے۔ کہ اچانک
 پر سب سے گویوں کی بارش ہو گئی۔ وہ واقعی تین اطراف سے گھیرے
 آچکے تھے۔ انہوں نے بھی جوابی فائر کھول دیا۔ انہوں نے لاشوں کی
 پرستیں بانٹ لی تھیں۔ لیکن انہیں احساس تھا کہ وہ انتہائی خطرناک
 پکشن میں پھنس چکے تھے۔ اُسی لمحے نعمانی کے حلق سے چیخ نکلی تا
 ”خبردار! ہتھیار بھینک دو۔ ورنہ سب کو بھون ڈالیں گے۔“
 اور ان سب نے تیزی سے مرکز دیکھا۔
 اور دوسرے لمحے ان کے ہاتھ خود بخود خود فضا میں اٹھ گئے۔
 دس مسلح سپاہی بالکل ان کے عقب میں کچھ فاصلے پر موجود تھے۔ اور ان
 کے لئے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ انہیں یہ تصور بھی نہ تھا کہ اس
 طرف سے بھی یہ لوگ آ سکتے ہیں۔
 ”کھڑے ہو جاؤ۔“ وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

جولیا۔ صفدر اور بلیک زبردستیوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ اور دوسرے لمحے دس مسلح افراد تیزی سے آکر ان کے گرد پھیل گئے۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں ان کے ہاتھ ان کی پشت پر بندھ چکے تھے۔

”ہمارا ساتھی زخمی ہے۔ اسے ساتھ لے جانا ہے۔“ صفدر نے ان کے انچارج سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

”بڑا رہے ہیں۔ ہمارے بھی بے شمار ساتھی تم لوگوں نے مار ڈالے ہیں۔ ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں۔“ انچارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

”سنو۔ اگر تم ہمارے زخمی ساتھی کو ساتھ لے چلو اور اس کی جان بچاؤ تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ سب کچھ سچ بتا دوں گی۔ اور تم ایک بہت بڑے خطرے سے بچ جاؤ گے۔“ جولیا نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

انچارج چند لمحے تو غور سے جولیا کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تم وعدہ پورے کرنے والی عورت ہو۔“ انچارج نے کہا۔ اور پھر اس نے اپنے ایک ساتھی کو نعمانی کے اٹھانے کا اشارہ کیا اور اس نے آگے بڑھ کر بے ہوش نعمانی کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا۔

”چلو ادھر بائیں طرف جلدی چلو۔“ انچارج نے کہا۔ اور وہ اس کے کہنے کے مطابق بائیں طرف چلنے لگے۔

”تم نے ہم پر فائر کیوں نہیں کیا۔ جب کہ تم آسانی سے ہمیں ہٹا سکتے تھے۔“ بلیک زبرد نے پوچھا۔

”باس کا حکم تھا کہ ہمیں زندہ گرفتار کیا جائے۔ اس لئے ورنہ ہمارے ہمارے دوسرے بھی آسمان تک پہنچ چکی ہوتیں۔“ انچارج نے منہ بندے ہوئے جواب دیا۔ کچھ فاصلے پر گئے کے بعد وہ وہ اور سپاہی بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ اور پھر وہ کافی فاصلہ طے کر کے ایک اور بڑی چوکی میں پہنچ گئے۔ یہاں پیکاس کے قریب افراد موجود تھے۔ انہیں لے جا کر ایک کمرے میں بٹھا دیا گیا۔ انچارج کے پیچھے پر ایک فوجی نے نعمانی کو چمک کیا اور پھر اس نے بیک منگو کر نعمانی کا ہاتھ آپریشن کر کے گولی نکال لی اور بینڈیج کر دی وہ شاید پشہ ور ڈاکٹر تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان کا مانس لیا۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا اطمینان اس قدر عارضی ثابت ہو گا۔

بارج نے مادہ تھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے کرنل سنڈاری سے مخاطب
کر کہا۔

”ادہ اچھا۔“ کرنل سنڈاری نے آگے بڑھ کر رسیوہ انچارج
ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ اب اُسے سمجھ آگئی تھی کہ انچارج کس لئے
نا بوکھلا گیا تھا۔

”یس سر کرنل سنڈاری سپیکٹنگ۔“ کرنل سنڈاری
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سر پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے۔“ دوسری طرف
بچی۔ اسے کی آواز سنائی دی۔

ادہ کرنل سنڈاری منہ بنا کر انچارج کی طرف دیکھنے لگا جو بی۔ لے
پرائم منسٹر کی کال پر اس قدم بوکھلا گیا تھا۔ اس نے سمجھا تھا کہ شاید پرائم
منسٹر نے اس سے براہ راست بات کی ہے۔

”بیلو۔ پرائم منسٹر سپیکٹنگ۔“ چند لمحوں بعد پرائم منسٹر
نا بھاری اور گھبر آواز سنائی دی۔

”یس سر۔“ میں کرنل سنڈاری بول رہا ہوں سر۔
رئی سنڈاری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کرنل سنڈاری۔ یہ کیا گڑبڑ ہوئی ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ
پیشل سیکرٹری ٹھاکر ادہ بے شمار فوجی مارے گئے ہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر
باہر ہو گیا ہے۔ جب کہ دوسرا میزمر لے اڑے تھے۔ جسے آپ کے
بھنے پر ایئر فورس نے دتہ بکر مار فضا میں ہی مٹ کر دیا ہے۔ ادھر
سیکرت سروس کے چیف شاگل کی شکایت آئی ہے کہ آپ نے اس

کرنل سنڈاری کے دفتر سے باہر نکل کر سیدھا چھاؤنی
کے ایک ادہ ہیلی پیڈ پر پہنچا تاکہ وہاں سے ہیلی کاپٹر لے کر وہ دتہ بکر
میں کیپٹن شرمہ کے پاس جائے۔ لیکن وہاں فورس کی طور پر پہنچ
میسر نہ آسکا۔ البتہ ایک دوسری چھاؤنی سے ہیلی کاپٹر منگوایا گیا۔ کرنل
سنڈاری اس ہیلی کاپٹر کے انتظار میں ہیلی پیڈ کے دفتر میں ہی پہنچ
تھے۔ چلنے لگے کہ اتنے میں شیل فرائ کر گھنٹی بجی اور انچارج ٹیلی فون
بھی بوکھلا گیا۔

”یس سر یس سر۔ وہ موجود ہیں سر۔“ انچارج نے
انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

ادہ کرنل سنڈاری اس کی اس بوکھلاہٹ پر حیرت سے
نہ دیکھنے لگا۔

”سر پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے آپ کے لئے سر۔“

بد از جلد کا میابی کی رپورٹ ملنی چاہیے۔ اور ماں۔ ایک بات اور چھین ناگل نے یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ مجرم انتہائی عیار اور چالاک لوگ ہیں۔ یہاں نہ چونکہ آپ اپنے طور پر انہیں ختم سمجھیں۔ اور وہ اصل آدمی نہ ہوں۔ اور بعد میں اصل آدمی اپنا کام کر گزریں۔ اس لئے آپ حتی الوسع یہ کوشش کریں گے کہ مجرموں کو زندہ گرفتار کیا جائے۔ تاکہ مکمل طور پر مطمئن ہونے کے بعد پھر انہیں سزا دی جاسکے۔ پرائم منسٹر نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ حکم کی تعمیل ہوگی سر۔“ کرنل سنڈارسی نے جواب دیا۔

اور دوسری طرف سے اس کے کے الفاظ کی ادائیگی کے بعد رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل سنڈارسی نے رسیورکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ زندہ رکھنے والی شہادت شاگل کی ہے۔ تاکہ بعد میں گرفتار شدگان کو نقلی ثابت کیا جاسکے۔ لیکن چونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ اصلی ہیں۔ اس لئے اسے زیادہ پرواہ نہ تھی اور پھر اب پرائم منسٹر کی ہدایات کا بھی خیال رکھنا تھا۔ اس لئے اس نے رسیورکھتے ہی جیب سے ڈرائیوٹر نکالا اور کیپٹن شرماسے رابطہ قائم کیا۔

”یس۔ کیپٹن شرماسے فرام دس اینڈ وورٹ۔“ جواب میں کیپٹن شرماسے کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے کیپٹن اور۔“ کرنل سنڈارسی نے سخت ہلچے میں کہا۔

”ابھی تو خاموشی ہے سر۔ ہمارے آڈیو جرنل کو تلاش کر رہے

ہے تو جین آمیز سلوک کیا ہے اور آپ مجرموں کی گرفتاری میں اسے کام نہیں کرنے دے رہے۔ آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے کرنل سنڈارسی کچھ چونکہ آپ پر اور آپ کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ اس نے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ سے تفصیل معلوم کرنے کے بعد اس سنسے میں کوئی فیصلہ کیا جائے۔ یہ مجرم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔“ پرائم منسٹر نے کہا۔

اور جواب میں کرنل سنڈارسی نے شروع سے لے کر آخر تک واقعات مختصر طور پر سنا دیئے۔

”او۔۔۔ یہ تو جگن کرکاک کی تباہی کا سلسلہ ہے۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں تو شاگل صاحب زیادہ کامیاب رہ سکتے ہیں۔“ پرائم منسٹر نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔

”جناب۔ وہ بکریاں ملٹری انٹیلی جنس کی کافی نفی کام کر رہے ہیں۔ وہ پہلے سے چوکن ہیں۔ مجرم کسی صورت ان سے بچ کر نہیں نکال سکتے۔ اب اگر شاگل صاحب یا ان کے آدمی وہاں پہنچے تو جاسا سکتے ہیں۔ یہ مشکل ہو جائے گا کہ ہم انہیں اور مجرموں کے درمیان کیسے تفریق کریں اس طرح مجرم اپنا کام دکھا سکتے ہیں۔ اس لئے سر میں نے شاگل صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ فکر نہ کریں۔ ہم مؤثر طور پر مجرموں سے نمٹ لیں گے۔“ کرنل سنڈارسی نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ آپ کا خیال درست ہے۔ دو مختلف پارٹیوں کی موجودگی سے واقعی مجرم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اوکے۔“ شاگل صاحب کو مطمئن کر دوں گا۔ آپ اکیلے کام کریں اور مجھے

ہیں۔ میں نے گن کر ایک کی حفاظت کے خصوصی انتظامات کر دیئے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجرم اب کسی صورت بچ کر نہ جاسکیں گے اور دوسری طرف سے کیپٹن شرمہانے کہا۔

”سنو پرائم منسٹر نے ابھی سختی سے ہدایات دی ہیں کہ مجرموں زندہ گرفتار کیا جائے۔ اس لئے تم اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ انہیں زندہ گرفتار کیا جائے اور“ — کرنل سنڈاڑی نے کہا۔

”لیکن باس! انہیں زندہ گرفتار کرنے میں تو ہوسکتا ہے۔ ہمیں زیادہ جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑے اور“ — کیپٹن شرمہانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نقصان اپنی جگہ اور پرائم منسٹر کی ہدایات اپنی جگہ۔ اور دوسری بات یہ کہ چیف آف سیکورٹی سروس نے ہمارے خلاف پرائم منسٹر کے کان بھرے ہیں۔ اس لئے اب ان کا زندہ گرفتار ہونا ملٹری انٹیٹی جنس کی بھی عزت کا سوال ہے اور“ — کرنل سنڈاڑی نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی ٹرانسمیٹر پر سب کو یہ حکم دے دیتا ہوں اور“ — کیپٹن شرمہانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں خود بھی ہیلی کاپٹر پر آ رہا ہوں۔ تم کہاں موجود ہو گے اور“ — کرنل سنڈاڑی نے کہا۔

”میں سر۔ گن کر ایک کے سامنے موجود ہوں بلیک سپاٹ پر اور“ — کیپٹن شرمہانے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں اور اینڈ آ!“ — کرنل سنڈاڑی

نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اُسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

”ہیلی کاپٹر آگیا ہے سر۔“ اینڈ راج نے کال ختم ہوتے ہی زو بان نہ لہجے میں کہا۔

اور کرنل سنڈاڑی سر ملاتا ہوا عمارت سے باہر نکل کر ہیلی پیڈ کی رن بیٹھ گیا جہاں ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

”میں خود اسے پلانٹ کر کے لے جاؤں گا۔ وہاں ایمر جنسی پوزیشن ہے۔ غیر متعلقہ آدمی کا جانا مناسب نہیں ہے۔“ کرنل سنڈاڑی نے اینڈ راج سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور اینڈ راج نے پلانٹ کو باہر بلایا۔ کرنل سنڈاڑی نے پلانٹ میٹ سنبھالی اور چند لمحوں بعد وہ ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا وادہ بکرما کی طرف بھاگ گیا۔

اور پھر وادہ بکرما پر پہنچ کر جیسے ہی وہ گن کر ایک کے قریب پہنچا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو گن کر ایک کے سامنے ایک کھلی چٹان پر امانا

دوبارہ آگیا۔ اُسی لمحے کیپٹن شرمہاں ایک آڑے نکل کر اس کی طرف بھاگا۔ اور اُسے خوش آمدید کہہ کر ذرا سٹ کر بنی ہوئی حفاظتی چوکی کی

مات کی طرف لے گیا۔ پہاڑیوں میں دور نازنگ اور بولوں کے دھماکوں کا آواز سنائی دے رہی تھیں۔

”یہ تو پوری فوج آ رہی ہے۔“ کرنل سنڈاڑی نے ہونٹ ہلکتے ہوئے کہا۔

”ہمارے آدمی مجرموں کو گھیر رہے ہیں جناب۔ ویسے مجرم انتہائی ہوشیار سی سے کمانڈو ایکشن میں مصروف ہیں۔ ہماری ایک چوکی انہوں نے تباہ کر دی ہے اور پندرہ افراد ہلاک کر دیئے ہیں۔ لیکن میں نے

پیسے آدمیوں کو سختی سے حکم دے دیا ہے کہ انہیں زندہ گرفتار کیا جائے کیپٹن شرمہانے چوکی میں پہنچ کر کہا۔
 "انہیں یہاں قریب نہ اکٹھا کرنا بلکہ دور رکھنا۔" کرنل سنڈاری نے کسی پر بے چینی کے سے انداز میں میٹھے ہوئے کہا۔
 "مجھے معلوم ہے۔ میں نے پہلے ہی انہیں گرفتار کر کے چوک بائیس میں رکھنے کے احکامات جاری کئے ہیں۔" کیپٹن شرمہانے جواب دیا۔

انداسی لمحے گن کر یک کی طرف سے فائرنگ اور پھینچوں کی آوازیں سنائی دیں تو کرنل سنڈاری: "کیپٹن شرمہا دونوں اچھل پڑے۔ فائرنگ تیز ہو گئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی پارٹی ٹانے گن کر یک پر حملہ کر رہا ہو۔"

یہ تو زندہ گرفتار کیا گیا ہے۔" کرنل سنڈاری نے بے چینی اور حیرت سے کہا۔
 اسی لمحے ایک فوجی بھاگتا ہوا آیا۔
 "سسر مجرموں کی ایک ٹولی یہاں قریب موجود ہے۔ ان میں سے ایک پتلی گلو کر اس کو رہا تھا کہ اسے گن کر یک کے اوپر کھڑے ایک سیاہی نے جھٹ کر دیا ہے۔ وہ تو ہزاروں فٹ نیچے نشیب میں جا گر ہے۔ وہاں سے اس کا بیج نکلنا ناممکن ہے۔ باقی افراد کو گھیرا جا رہا ہے۔ ویسے گن کر یک پر کھڑے تینوں فوجی ہلاک ہو گئے ہیں۔ مجرموں نے اچانک ان پرشین گنوں سے فائرنگ کر دی تھی۔" فوجی نے سیلوٹ مار کو تیز تیز بلے میں کہا۔

ادھر کرنل سنڈاری نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا حکم ازکم اتنا مدائن ہو گیا تھا کہ گن کر یک کو بہر حال محفوظ ہے۔ آدمیوں کا کیسے نئے آدمی مجرم مار دیں گے آخر کو رہے جائیں گے۔ اب وہ گیلیچے نے دالا کو تباہ ہے اول تو اس کے زندہ بیج جانے کی ایک فی صد امید نہ تھی۔ اور اگر شاگل کہے گا تو بعد میں خود ہی انتظامات کے لیے اس کی لاش نکال کر شاگل کے سامنے رکھ دی جائے گی۔ اتنے بڑے آپریشن میں تمام مجرم تو زندہ نہ بچا سکتے تھے۔ بچ کر کرنل سنڈاری مطمئن ہو کر کسی پر بیٹھ گیا۔ فائرنگ ابھی تک جاری تھی۔ لیکن اب گن کر یک کی طرف سے آگ کا جواب دیا جا رہا تھا۔ قہوڑی دیر بعد وہ بھی ختم ہو گئی۔ اور ہر طرف خاموشی سی چھا گئی۔ کیپٹن شرمہا خاموش بیٹھا ہونٹ چبا رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر

ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور کیپٹن شرمائے چونک کر اس کا بٹن دبا دیا۔ کرنل سنڈامی بھی چونکا ہو گیا۔

"یہ کیپٹن شرمائے ٹرانسمیٹر اور کیپٹن شرمائے کہا۔" "بمبہر کسٹی ون سر۔ مجرم گرفتار کر لئے گئے ہیں سر۔ وہ تعداد میں چار تھے ان میں ایک عورت بھی ہے۔ ایک شہید زخمی تھا اسکی چوٹی میں بینڈیج کر دی گئی ہے۔ اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"صرف چار۔۔۔ باقی کہاں ہیں اور۔۔۔ کیپٹن شرمائے تیز بچے میں کہا۔

"باقی پارتیزن روک کر رہی ہیں سر۔ وہ انہیں ڈھونڈھ نکالیں گے اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے جیسے ہی باقی افراد کے متعلق اطلاع ملے مجھے کاہل اور اینڈ آل۔۔۔ کیپٹن شرمائے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ یکے آف ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ کیپٹن شرمائے چونک کر دوبارہ اُسے آن کر دیا۔

"جیلو۔۔۔ بمبہر کسٹی ون سر فرام دی سیٹ سر۔ کن کریک پڑہ رہے تھے کہنے والے افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان میں سے دوشہید زخمی ہیں۔ جب کہ ایک معمولی زخمی ہے۔ ہم انہیں چوکی بائیں جیلو جا رہے ہیں۔ اور سر ایک آدمی تیلی گرسے نیچے گر کر ہلاک ہو چکا ہے۔ وہ گولی کھا کر سزاؤں فٹ گھرائی میں جاگ رہا ہے اور۔۔۔ دوسرا

لرٹ سے کہا گیا۔

"نیچے گرنے والے کو چھوڑ دو۔ ان چاروں کو لے جاؤ اور ان کی بینڈیج کر دو۔ ہم نے انہیں زندہ رکھنا ہے اور اینڈ آل۔۔۔ شرمائے نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آٹھ افراد کو گرفتار ہو گئے سر۔ ایک مر گیا باقی تین رہ گئے سر۔ وہ بھی جلد ہی گرفتار ہو جائیں گے۔ کیپٹن شرمائے پہلی بار سکرٹے ہوئے کہا۔

"دیل ڈن شرمائے ڈن۔ تمہارے میرا سر بند کر دیا ہے۔ باقی تین بھی جا جائیں تو میں شاگل کو نہیں نکال کر آسکتا۔ دیکھو کہ یہ عورت کو کہتے ہیں کہ وہ دنگی۔ کرنل سنڈامی نے مسرت بھر کے ہاتھ میں کہا۔ اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور کیپٹن شرمائے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"یہ کیپٹن شرمائے پیکیٹنگ اور۔۔۔ کیپٹن شرمائے نے آن کر تے ہی کہا۔

"ایوان دن سپیکنگ سر۔ جا رہی پادٹی سے ایک پادٹی غلامیں جو دو تین مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان میں سے دو زخمی ہیں سر۔ جب تیسرے کو بولے تو شکر کے گرفتار کرنا پڑا۔۔۔ اہلے اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"زندہ ہیں تینوں اور۔۔۔ کیپٹن شرمائے نے سکرٹے ہوئے کہا۔

"یہ سر۔ زندہ ہیں سر اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اودھ ٹھیک بے پیدل چلتے ہیں۔ چلو۔“ — کرنل سنڈاری نے اور کیپٹن شرمہانے سر بلا دیا۔

”اودھ کے انہیں چوکی بائیس لے چلو۔ باقی مجرم بھی وہاں پہنچ چکے ہیں۔ میں اور چیف کرنل سنڈاری صاحب خود وہاں پہنچ رہے ہیں۔“ ایڈن آل — کیپٹن شرمہانے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”مبارک باد جناب۔ سارے مجرم گرفتار ہو گئے۔ ایک ہر گیا۔“ آپریشن مکمل ہو گیا۔ کیپٹن شرمہانے بڑے فخریہ انداز میں کہہ۔

”گڈ۔ گڈ۔ کیپٹن شرمہانے تہنہادی کارکردگی واقعی بہت کم ہے۔ میں تہنہادی کرتی کہ لئے ضرور سفارش کروں گا۔“ کرنل سنڈاری نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یقیناً آپ چیف آف سیکرٹ سرورس کو بلا کر کہہ رہے ہوتے۔“ کیپٹن شرمہانے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“ ضرور بلاؤں گا۔ لیکن پہلے میں خود ان مجرموں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ خاص طور پر اس سرورس سے اگر وہ منہ ہے۔ اس نے مجھے زندگی میں سب سے بڑا دھوکہ دیا ہے۔ میں اسے اس دھوکے کی عبرت ناک سزا دوں گا۔“ کرنل سنڈاری نے طے ہونے کہا۔

اور کیپٹن شرمہانے سر بلا دیا۔ وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”چوکی بائیس یہاں سے کتنی دور ہے۔“ کرنل سنڈاری نے کہا۔

”دور تو ہے سر، لیکن وہاں جیلی کا بیئر لینڈ نہیں ہو سکتا۔ یہ پیدل جانا ہو گا۔ میں نے اس لئے منتخب کیا تھا کہ یہ گئی کریسٹ کافی دور ہے۔“ کیپٹن شرمہانے کہا۔

نہ عمران کے ذہن کو سید اور کرنے میں زیادہ فعال کردار ادا کیا۔ اور عمران
 ماؤں ہوتا ہوا ذہن پوری طرح سید اور ہو گیا۔ وہ چونکہ درمیان سے گر گیا تھا۔
 اس لئے وہ دونوں پہاڑیوں میں سے کسی سے ٹکرائے بغیر سیدھا نیچے گر گیا
 اور ادا تھا۔ لیکن ذہن کے پوری طرح سید اور ہوتے ہی اس نے اپنے
 پاؤں کو بچانے کی ترکیب سوچنی شروع کر دی۔ شیب میں اندھیرا تھا۔ اور
 اہر ہے اندھیرے میں اندھا دادا استعمال کرنا پڑتا۔ اور ٹائم واکٹ کی وجہ
 سے وہ اندھے اقدام سے بہر صورت میں بچنا چاہتا تھا۔ اور پھر
 اید قدرت کو اس پر رحم آگیا کہ اسی لمحے اس کی نظر میں نیچے دائیں طرف
 اب بڑھی ہوئی چٹان پر پڑ گئیں۔ یہ چٹان کا حصہ خاصا باہر کو تھا۔ عمران نے
 بالآخر اپنے جسم کو جھکولادیا اور ساتھ ہی اس نے اپنے سینے پر رکھے
 لئے ہاتھ کو مضبوطی سے دبا دیا۔ یہ ہاتھ لاشعوری طور پر گرتے ہوئے
 جگہ پر جم گیا تھا جہاں کوٹ کی اندر دنی جیب میں ٹائم واکٹ موجود تھا۔
 وہ ادا کھلتے ہی اس کا جسم تیر کی طرح اس چٹان کی طرف بڑھتا۔ اور اسی
 عمران نے قلابازی کھانی۔ اور اس کے پیر جیسے ہی چٹان سے
 اُسے اس نے پوری قوت سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف اچھال دیا۔ اس
 جسم کو زوردار جھٹکا لگا۔ اور اس جھٹکے کی وجہ سے وہ اچھل کر خاصی بلندی
 پہنچ کر پھر نیچے گرنے لگا۔ عمران نے ایک بار پھر قلابازی کھائی اور
 فوٹ پر دوں کو چٹان سے ٹکراتے ہی دوبارہ اوپر کو اچھال اس بار اس کے
 پاؤں پہلے کی نسبت کم جھٹکا لگا۔ اور وہ اوپر کم بلندی پر گیا تیسری بار
 بے وقوفت اس نے قلابازی نہ کھانی۔ اور صرف پیر چٹان سے ٹکراتے
 وہ اچھلا۔ اور پھر چٹان سے پیر گتے ہی دوبارہ اچھلا۔ سہ بار جھٹکا ہی کم

گوٹ باندھیں کھلتے ہی عمران کا توانان یک لمخت ختم ہو
 اس کا جسم اچھل کر اس پہلی نگر سے نیچے ہزاروں فٹ گہرائی میں گر گیا
 ایک لمحے کے لئے اُسے محسوس ہوا جیسے اس کی جان حلق میں اٹک گئی ہو۔
 اور دوسرے لمحے اس کا ذہن ماؤں ہونے لگا۔ ماؤں ہوتے ہی
 سے اس نے اپنے پیچھے چوٹ اور گولیوں کی آوازیں سنیں۔ لیکن یہ آوازیں
 بی خاموشی میں ڈوب گئیں۔ عمران کا جسم انتہائی تیز رفتاری سے شیب
 میں گر رہا تھا۔ عمران نے اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی۔
 اُسی لمحے اس کے ذہن میں ایک فلیش سا ہوا کہ اس کے کوٹ کی جیب
 جیب میں ٹائم واکٹ موجود ہے۔ اگر یہ چٹان سے ٹکرا گیا تو شاید یہ ہاتھ
 ہی اڑ جائیں۔ عمران کے جسم کی تو کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔ اور اسی لمحے

لگ رہا تھا اور بلندی بھی کم ہو رہی تھی۔ تیسری بار اس کے پیر چٹان پر چم گئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو پہاڑی کے ساتھ جما دیا۔ اور آہستہ سے کھسک کر فانی ہوئی ہوئی دریت کی پوری کی طرح نیچے ہوتا ہوتا چٹان پر بیٹھ گیا۔ وہ خوف ناک اور یقینی موت سے بچ نکلتا تھا۔ اس کا سانس بہت تیز تیز چل رہا تھا۔ اور ذہن میں خوف ناک انداز کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ کافی دیر تک وہ چٹان کے ساتھ پشت لگائے بیٹھا رہا۔ آہستہ آہستہ اس کا سانس بھی معمول پر آنا لگا۔ اور ساتھ ہی دماغی حالت بھی درست ہوتی گئی۔ اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ آگ کے سمندر کو تیر کر پار کرنا چاہتا ہو۔ ایک پہنچا جو کچھ دیر بعد جب اس کی جسمانی اور ذہنی حالت نامول ہوئی تھا سب سے پہلے اُسے اپنے بازو میں ہونے والے درد کا احساس ہوا۔ اور اس درد کے احساس نے اُسے بتا دیا کہ اب وہ نامول ہے۔ اس نے جلدی سے دوسرے ہاتھ سے اپنے بازو کو ٹولا۔ اور اُسے بتا دیا۔

چچا پیٹ سی محسوس ہوئی۔ خون نکل رہا تھا۔ لیکن بڑی محفوظ تھی گولی کو شستہ کو پھانڈ کر دوسری طرف نکل گئی تھی۔ عمران نے سب سے پہلے جب تیرا ہاتھ ڈال کر ٹامکٹ کو سنبھالا۔ اور اُسے یقینی طور پر صحیح ایڈجسٹ کر کے اس نے اپنی قمیض کھینچ کر اس کے دامن سے پٹی بھاڑی اور اُسے اپنے بازو پر مضبوطی سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ادھر ادھر کی شروغ کر دیا۔ اور تقریباً ساٹھ فٹ کی بلندی پر پودہ نشی موجود تھی۔ اور اُسے احساس تھا کہ اس قدم فاصلہ طے کرنے کے بعد بھی وہ اوپر چل سکے گا۔ اس نے اوپر جانے کے لئے پہاڑی چٹانوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ پہاڑی سپاٹ ہونے کی بجائے کٹھن پٹی سی تھی۔ اس نے

اوپر چڑھنے کے لئے کوشش کی جا سکتی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہاں سیڑھیاں نہ تھیں۔ جو کئی تھیں کہ وہ بغیر کسی رسک کے اوپر پہنچ جاتا۔ لیکن عمران جیسے آدمی کی زندگی کا ہر لمحہ رسک میں شامل تھا۔ اس لئے اس نے زیادہ مدد نہ کی اور آہستہ سے اپنے جسم کو سمیٹ کر چٹان پر کھڑا ہو گیا۔ زنجی بازو بن اب اگر ان سی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ جب بازو مسلسل رکت میں آئے گا تو گرم ہو جائے گا۔ تکلیف تو بہر حال ہوتی تھی۔ لیکن مان اور دشمن کے مقابلے میں اس تکلیف کی اس کی نظر میں کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔ البتہ اب اُسے ان چٹانوں کا خیال آ رہا تھا جو اس نے نیچے گرتے وقت اپنے پیچھے سنی تھیں۔ ان چٹانوں سے یہی مطلب لیا جا سکتا تھا کہ اس کے ساتھ ٹپٹ ہو چکے ہیں۔ ادھر جو لیا اور اس کے گرد و پ کا بھی کوئی پتہ تھا۔ البتہ اُسے یہ فکر تھی کہ اگر جلد از جلد دشمن مکمل نہ ہو تو پھر اس کے ہاتھوں میں کسی ایک کا بھی زندہ بچ نکلنا محال تھا۔ اور شاید یہ پہلا فن تھا جس میں پوری سیکرٹ سرورس سوائے تنہا کے مع ایک پوشیدہ بن جکے یقینی غارتے کے خطرے میں گھری ہوئی تھی۔ اس خیال نے اس جسم میں زیادہ حرکت پیدا کر دی اور وہ چٹانوں کو کچھ پکڑ کر اوپر چڑھنے لگا۔ لیکن باوجود کوشش کے اس کی رفتار اس کی مرضی کے مطابق نہ ہو سکی۔ کیونکہ یہ چلنے اور اوپر مناسب پکڑ کے لئے اُسے بے حد اطمینان پڑتا تھا۔ لیکن بہر حال وہ لمحہ بہ لمحہ اوپر کی طرف جا رہا تھا۔ ایک دو اس کا یہ کھینچا۔ لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ چونکہ جس شے سے وہ چڑھ رہا تھا یہ وہی پہاڑی تھی جس پر وہ لگ کر کہ اس کم کے جاتا رہا تھا اس لئے اُسے اطمینان تھا کہ اب اس پل مرا طمانتہ سی لگ کر

دوبارہ کر اس نہ کرنا پڑے گا۔

اور پھر آہستہ آہستہ وہ بلند ہوتا ہوتا آخر کار وہ اس لگہ کی بلندی پر پہنچ گیا۔ لیکن یہاں سے اُسے گن کر ایک نظر نہ آ رہا تھا۔ کیونکہ پہاڑی کے اور گن کر ایک کے درمیان حامل تھی۔ البتہ اس نے مگر اپنے ساتھیوں دلی جگہ کو دیکھا۔ اور پھر اس کی تیز نظر دل نے خون کے دھند کو چپک کر لیا۔ البتہ کوئی لاش اُسے دیاں نظر نہ آئی۔ چنانچہ اس نے یہی اندازہ لگایا کہ یا تو اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو دیاں سے اٹھا لیا ہے۔ یا پھر وہ انہیں زخمی حالت میں اٹھا کر لے گئے ہیں۔ بہر حال وقت اس کے سامنے کشن کا مسکہ تھا۔ اس لئے وہ ان کی کوئی مدد نہ کر سکتا تھا۔ بہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ فارنگاہ کی آواز بھی کہیں سے سنائی دے رہی تھی۔ اس لئے عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس خاموشی کا صفحہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اور پھر اس نے مر جھٹک کر اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ لیکن اب مشن مکمل کرنے کا جذبہ کچھ اور مضبوط ہو گیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق اتنی قربانیوں کے بعد بھی اگر مشن مکمل نہ ہوا تو پھر سب قربانیاں بیکار ہی جلی جائیں گی۔ اب یہ تو قدرت ہی جانتی تھی کہ کیا پوری سیکرٹ سروس ختم ہو چکی ہے یا وہ قید میں ہیں۔ چونکہ اب راستہ موجود تھا اس لئے عمران کی رفتار میں بے حد تیزی آگئی اور تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے ایک بہت چٹان کی آڑی اور گن کر ایک کو دیکھ لگا۔ گن کر ایک کا اوپر والا حصہ فوجیوں سے خالی تھا۔ جب کہ نیچے پانچ مسلح فوجی بڑے مطمئن انداز میں غور کرتے۔ پہلی کا پٹر بھی ویسے ہی کھڑا تھا۔ فوجیوں کے اطمینان کو دیکھ کر ایک

نے لئے عمران کا دل ڈوب گیا۔ ظاہر ہے ان کے اطمینان کا مطلب یہ ہو سکتا تھا کہ اس مشن میں پوری سیکرٹ سروس قربان ہو چکی ہے۔ بہر طرف چھائی ہوئی خاموشی بھی یہی کچھ بتا رہی تھی۔ لیکن ظاہر ہے ان اب اپنے ساتھیوں کے لئے یہی کچھ کر سکتا تھا کہ مشن مکمل کر کے عظیم انسانوں کی رگوں کو سکون پہنچانے جو اپنے ملک کی سلامتی پر ان کے کہ ہمیشہ کے لئے امر بن چکے تھے۔ اور شاید وہ خود بھی ان کے ساتھ جلتے۔ اور ظاہر ہے پیچھے صرف تویری رہ جائے گا جو غصہ منی کا پٹر لئے پاکستیا کی ملحقہ سرحد پر عمران کی طرف سے کاش کا انتظار مارے جائے گا۔ عمران یہی سوچتا ہوا صورت حال کو غور سے دیکھتا تھا۔ اصل مسئلہ اوپر گن کر ایک میں پہنچنا تھا جو دو سو فٹ یا اس سے بھی زیادہ مری پر تھا اور جہاں تک پہنچنا بظاہر ناممکن تھا۔ اور اسی لمحے اس کی ریں مینی کا پٹر پر جھم گئیں اور عمران کے بول پر مسکراہٹ دے گئیں۔ لی کا پٹر کے ذریعہ وہ آسانی سے گن کر ایک تک پہنچ سکتا تھا۔ وہ ریں سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پھر انتہائی محتاط انداز میں دوڑتا پہلی کا پٹر تک پہنچ گیا۔ فوجی چونکہ اطمینان سے کھڑے آپس میں میں ٹانگ لپٹے تھے۔ اور عمران نے خود بھی احتیاط کی تھی کہ وہ غار دالے سے بڑھے کہ فوجیوں اور اس کے درمیان پہلی کا پٹر آجائے۔ وہ بغیر کسی کی نظروں میں آئے پہلی کا پٹر تک پہنچے میں کا مایاب کیا۔ پہلی کا پٹر تک پہنچے کے بعد وہ چند لمحوں کے لئے دکا اور پھر بستہ سے اوپر چڑھ کر پانچ سیٹ پر بھٹکے جھکے انداز میں بیٹھ گیا۔ پہلی کا پٹر کی چٹان کے اوپر تھا جب کہ فوجی کچھ نشیب میں تھے اس لئے اس کے

دیکھ لے جلنے کا خطرہ تو نہ تھا لیکن پھر بھی وہ محتاط تھا کہ کہیں کسی اور طرف سے اُسے چپک نہ کیا جاسکتا ہو۔ پہلی کا پٹر خاصا جدید ساخت کا تھا۔ عمران نے بڑی تیزی سے اس کا کنٹرول چپک کیا اور پھر اس کا انجن آن کر دیا۔ گرگھوڑا ہٹ کی آواز سے اس کے ہیکلے حرکت میں آئے تو اُسے نیچے سے فوجیوں کے حیرت سے چیخنے کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ دڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں بھی سنائی دیں۔ اور جس لمحے اُسے ایک فوجی کا چہرہ نظر آیا عمران نے ایک جھٹکے سے پہلی کا پٹر کو اڈیر دیا۔ پہلی کا پٹر تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ وہ اُسے آہستہ کی تیز رفتار سے اڈیر لیتا گیا تاکہ نیچے سے ہونے والی فائرنگ سے پہلی کا پٹر ہٹ نہ ہو جائے۔ لیکن نیچے سے اس پر گولیاں نہ چلائی گئیں تو عمران سمجھ گیا کہ عام فوجیوں نے اپنے ہی پہلی کا پٹر کو ہٹ کرنے کی جرأت نہیں کی۔ وہ شاید اپنے پاس کو اطلاع دینے دوڑے ہوں گے۔

پہلی کا پٹر چند ہی لمحوں میں گن کی ایک کے پاس پہنچ گیا۔ عمران نے پہلی کا پٹر کو گن کی ایک کے بالکل ساتھ کر کے نہ صرف اُسے فضائیوں سے کہہ دیا بلکہ اس کا آؤٹریک کنٹرول چالو کر کے اُسے وہیں ٹکس کر دیا۔ اب پہلی کا پٹر دڑے کے ساتھ فضائیوں میں چلتی کھڑا تھا۔ اور عمران نے نیچے جھانک کر اس نے فوجیوں کو شین گنز سمیت اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔ اور کئی فوجی ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ پہلی کا پٹر کے بڑے پردوں کی وجہ سے دڑے اور پہلی کا پٹر کے درمیان بہر حال کچھ نہ کچھ فاصلہ موجود تھا۔ دڑے کے اندر تین فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا اور وہ خصوصاً گن نصب تھی

عمران نیچے موجود افراد کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے اپنی جیبوں کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ شین گن وغیرہ تو پہلے ہی نشیب میں گم ہو چکی تھیں۔ یہ تو اور بھی نہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی بم جیب میں نہ گیا ہو لیکن جیبیں خالی تھیں۔ اُسی لمحے عمران کو ایک خیال آیا تو اس نے جلدی سے اپنے ایک بوٹ کے تسمے کھولے اور پھر اُسے اتار کر اس نے سائینڈ میں لگی ہوئی ایک پٹی کو چھکی سے پکڑ کر کھینچا تو یہ پٹی بوٹ کے چاروں طرف سے کھلتی گئی۔ اور اس پٹی کے علیحدہ ہوتے ہی بوٹ کا پچھلا حصہ علیحدہ ہو گیا۔ اس کے اندر ایک پستی سی چوٹی موجود تھی۔ جس کے کناروں پر سرخ رنگ کے موتی سے جڑے ہوئے تھے۔ عمران نے یہ پٹی اتار کر احتیاط سے ایک سائینڈ پر رکھی۔ اور پھر بوٹ کو دوبارہ پہن لینے پٹی کو چھپانے کے لئے خصوصی تہ لگا لگایا تھا جسے بوٹ سے علیحدہ ہونے سے روکنے کے لئے نظر نہ آنے والی پٹی چاروں طرف چپکا لی گئی تھی۔ بوٹ پہن کر عمران نے وہ سرخ موتیوں والی پٹی اٹھائی۔ اور اس کے کناروں پر لگے ہوئے سرخ موتیوں کو پچھلی طرف سے مخصوص انداز میں دبایا تو موتی بلب کی طرح جل اٹھے۔ چونکہ بوٹ کے تلے میں موتی پچھلی طرف رکھے گئے تھے اس لئے کتنا بھی دباؤ ان پر پڑتا وہ کام نہ شروع کر سکتے تھے یہی وجہ تھی کہ نشیب میں گرے کے بعد غم عمران پوری طاقت سے جٹان پڑھو کھڑا تھا۔ لیکن اس کے بوٹ کے تلے میں موجود اس پٹی پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ لیکن اب انہیں دوسری طرف سے علیحدہ علیحدہ دھقے سے دبائے پر چاروں بلب جل اٹھے۔ اور عمران۔ چند لمحے ان بلبوں کو دیکھتا رہا۔ پھر یہ چاروں بلب بجھتے

نیزی سے جلنے بھنے لگ گئے۔ اور عمران نے انتہائی پھرتی سے یہ بڑی نیچے پاہیوں کی طرف پھینک دی۔ پٹی کو تقریباً دو سو فٹ گہرائی میں جانا تھا۔ اس لئے اسے دباں تک پہنچنے میں چند لمحے لگائے۔ سپاہی بھی حیرت سے اس پٹی کو دیکھنے لگے۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک بڑی سی مشین کو گھسیٹ کر درے والی چٹان کے ساتھ لگا رہے تھے۔ اس مشین کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی سیڑھی نظر آرہی تھی جس کا دوسرا مشین کے اندر تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ اس مشین کے ذریعے سیڑھی ایک لمحے میں بلند ہو کر درے تک پہنچ جائے گی۔ پٹی بھی گرتی ہوئی ٹھیک اس مشین سے جا کر ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔ اس قدر شدید اور ہولناک دھماکہ کہ دو سو فٹ کی بلندی پر موجود ہیلی کا پٹر بھی دھماکے کی لہروں سے ڈول گیا۔ اسی لمحے عمران نے چھلانگ لگائی اور وہ تیر کی طرح اڑتا ہوا درے کے اندر پہنچ گیا۔ چند لمحے تو وہ حیرت سے اس عجیب و غریب اور جدید ترین گن کو دیکھتا رہا۔ واقعی یہ گن انجینئرنگ کا شاہکار تھی۔ لیکن اس کے پاس اسے مزید دیکھنے کا وقت نہ تھا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ٹائم راکٹ نکالے۔ اور اسے ایک مخصوص جگہ پر نصب کر کے اس میں پانچ منٹ کا وقت لگا دیا۔ اس راکٹ کے ٹائم سوئچ میں یہ خصوصیت تھی کہ ایک بار وقت سیٹ کرنے کے بعد اسے دوبارہ تبدیل نہ کیا جاسکے۔ اور عمران کے خیال کے مطابق ہیلی کا پٹر کے ذریعے دباں سے نکلنے کے لئے پانچ منٹ کا وقفہ بہت زیادہ تھا۔

راکت سیٹ کرنے کے بعد وہ نیزی سے واپس درے کی جانب

ٹھوٹا کر بھاگ کر دوبارہ ہیلی کا پٹر میں سوار ہو جائے۔ لیکن جیسے ہی وہ گھوما اس نے ہیلی کا پٹر کو ایک سخت حرکت میں آنے دیکھا اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کا پٹر انتہائی تیز رفتاری سے خود بخود اڑتا ہوا در پہاڑیوں کی طرف جلنے لگا۔ عمران اب اکیلا کھڑا حیرت سے بغیر کسی ہانکٹ کے ہیلی کا پٹر کو اڑ کر دور چلے دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے ہونٹ پھٹ گئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ہیلی کا پٹر وائرلیس کنٹرول ہے۔ اسے اس کا خیال تک نہ آیا تھا۔ اب مسئلہ نیچے جانے کا تھا۔ دو سو فٹ کی بلندی سے نیچے کودنا ہی موت کو دعوت دینے کے برابر تھا اور پھر نیچے لازماً مائع فوجی وجود تھے جو اس کے جسم کو فضا میں ہی گویاں سے ہٹ کر سکتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خیال زہریلے سانپ کی طرح اس کے ذہن میں رنگ گیا اور اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ ٹائم راکٹ کا بلاسٹنگ وقت نکلس ہو چکا تھا۔ اس نے بہر حال پانچ منٹ کے بعد بلاسٹ ہو جانا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ اس کے بلاسٹ ہونے کے بعد گن تو ایک طرف۔ اس پورے درے کے رہنے ہو جانے میں۔ ٹائم راکٹ کو اب وہ اس کی جگہ سے اکھاڑ بھی نہ سکتا تھا۔ کیونکہ ایک بار اس کا ٹائم سوچ آن ہونے کے بعد اگر اسے حرکت دی جائے تو پھر ٹائم کی گنت ٹیو ہو جاتا تھا اور راکٹ بلاسٹ ہو جاتا تھا۔ اب عمران کی موت یقینی ہو گئی تھی۔ وہ موت کے قصار میں غمی طرح بیٹھ گیا تھا۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ اور ہر طرف موجود بھٹی موت کا دائرہ تیزی سے تنگ ہوتا جا رہا تھا اور وہ درے کے قریب تھا کہ ابھی ٹائم راکٹ کو دیکھتا اور کبھی باہر فضا میں۔ جہاں ہیلی کا پٹر کچھ دور پہاڑیوں میں لینڈنگ کر رہا تھا۔ اور

پھر اس کی نظریں اپنی کلائی میں موجود گھڑی پر پڑیں۔ جس کی سیکنڈ والی سوئی
یقینی موت کی طرف اپنا چکر پورا کر رہی تھی۔

"لو بھئی عمران — آج بہر حال وہ وقت آہی گیا جس وقت سے نہ
ہر مار بچ نکلتے تھے۔" — عمران ایک طویل سانس لیتے ہوئے بڑبڑایا۔
موت کو اس قدر قریب اور یقینی جان لینے کے باوجود اس کے ہر
پرگھڑا سب کے آثار نمایاں نہ ہوئے تھے۔ وہ مطمئن تھا کہ وہ اپنے وطن
کی سلامتی کے لئے اپنی جان دے رہا ہے۔ اب کم از کم وہ اپنے
ساتھیوں سے پیچھے نہ رہے گا جو اس کے خیال کے مطابق پہلے ہی اپنی
جائیں ملک پر قربان کر چکے تھے۔ وقت کو جیسے پر لگ گئے تھے۔ اور

عمران خاموش کھڑا ٹائمز راکٹ کو دیکھ رہا تھا۔ اور ظاہر ہے اس
کے علاوہ وہ اور کچھ کر بھی نہ سکتا تھا۔ اور سیکنڈوں والی سوئی آخری پیم
پورا کر رہی تھی۔ صرف چند لمحے باقی رہ گئے تھے۔ صرف چند لمحے اور
کے بعد۔ اس کے بعد کچھ بھی باقی نہ بچنا تھا۔ نہ دیر نہ عمران۔

جو کہ اس کے بڑے ہال مناکم کے میں اس وقت پاکیشیا کی
پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ کھانی کو ہوش آچکا تھا۔ لیکن وہ ابھی بھی
اٹھ کر بیٹھنے کے قابل نہ تھا۔ چوہان بھی ہوش میں تھا لیکن وہ چل نہ سکتا
تھا۔ جب کہ کمپین تشکیل اور ٹائیگر دونوں بے ہوش تھے۔ ان کے جسموں
میں کئی جگہ گولیوں کے سوراخ ہو چکے تھے۔ جب کہ خاور ناٹران کی طرح
معمولی زخمی تھا۔ عمران کا نشیب میں گرنے کے بعد کچھ پتہ نہ تھا۔
صدیقی نے انہیں بتایا تھا کہ عمران تپتی گریز سے گزرتے ہوئے گولی کھا
کر ہزاروں فٹ کی گہرائی میں گر اٹھا اور پھر اس کا کچھ پتہ نہ چلا تھا اور عمران
سے اس طرح گرنے پر ہوش میں آکر ٹائیگر اور کمپین تشکیل یک لخت
دونوں مرجس سے باہر نکلے اور فائرنگ کی زد میں آ گئے تھے۔ سر رابرٹ
کوہیں چوکی میں آکر ہوش آیا تھا۔ ان کی کہانی بھی کچھ زیادہ مختلف
نہ تھی۔ ناٹران نے ایک غاریں لے جا کر چوہان کا آپریشن کیا اور اس کی

انہی لمحے دتے نما دوا دے میں سے دو افراد اند داخل ہوئے۔ دونوں ای یونیفارم میں تھے۔ اور ایک تو وہ ابھی طرح پہناتے تھے۔ وہ کرنل سنڈاری فاطمہ ٹری انٹیلی جنس کا چھت جس کے پنجے سے وہ فرار ہو کر یہاں تک پہنچے تھے۔ جب کہ دوسرا اس کا کوئی ماتحت ہوگا۔

گدگد کیپشن شہناہ ماہاری کا رگڑاری واقعی قابل رشک سب سے رہنے والہ میں سے صرف ایک آدمی کو ختم کر کے باقی گیارہ کو زندہ گرفتار کر لیا ہے۔ اور وہ شاید وہی آدمی ہے جس نے دہان ساری وحدت حال بدلی تھی۔ جس کی وجہ سے مجھے شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔ کرنل سنڈاری نے ان سب کو دیکھتے ہوئے کہا: اور پھر اس کی نظریں سر رابرٹ پر آئیں جو سر جھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

”ہوں۔ سر رابرٹ۔ تم نے مجھے جو دھوکہ دیا ہے اُسے میں تمام لڑو دیکھوں گا۔“ کرنل سنڈاری کا لہجہ یک سخت تلخ ہو گیا۔

”میں نے دھوکہ دیا ہے۔ تمہیں یہ بات کہتے ہوئے شرم آئی چاہیے کرنل سنڈاری۔ میں نے تمہارے ملک کے فائدے کے لئے سب کیا۔ اور یہ تم تھے کہ جب مجھ پر شک کیا گیا تو تم خاموش رہے۔ لاکھ لاکھ تم اچھی طرح جانتے تھے کہ میں کون ہوں۔ اگر میں ان کا ساتھی ہوتا تو پہلی بات تو یہ کہ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ مجھے قتل کر کے میری جگہ پنا آدمی لے آتے۔ میری دہان بذات خود موجودگی ان سب کو شبہ سے بالاتر کر دیتی۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر میں ان کا ساتھی ہوتا تو مجھے لیا یا گل کتے نے کاٹا تھا کہ میں سیدھا تمہارے پاس آتا۔ اور پھر انہیں گرفتار کر آتا۔“ سر رابرٹ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

گوئی خجری کے مد سے باہر نکال کر اس نے لباس پھاڑ پھاڑ کر پٹیاں بنائیں اور اس کی مینڈریج میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ سر رابرٹ صورت حال کا اندازہ کرنے کے لئے غار سے باہر نکلے ہی تھے کہ ان کے سر پر کسی پتھر سے ضرب لگائی گئی۔۔۔ اور ان کے گرد ہی فوجی حملہ کر کے غار میں گھس آئے اور ٹائمران کو اتنی فرصت ہی نہ دی گئی کہ وہ شین گن کو اٹھا سکتا تھا۔ اس طرح وہ سب گرفتار ہو کر یہاں پہنچ گئے۔ نمانی۔ کیپٹن شکیل اور ٹائمر فرخ پر پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ جولیا۔ صفدر۔ بلیک زبرد۔ ٹائمر غادر۔ صدر لقی اور سر رابرٹ ہال میں موجود بچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ماتھے ان کی پشت پر کر کے باندھ دیے گئے تھے۔ اور ان کی پشت کی جوت بھی مسلح فوجی موجود تھے اور سامنے بھی۔ ساتھ ہی جو بان بھی زخمی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان سب کے چہرے ہلکے ہوئے تھے۔

”کیا ہماری اس حالت کا ہمارے پاس کو علم نہ ہوگا۔“ غادر نے آہستہ سے قریب بیٹھی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہونا تو چاہیے۔ لیکن میرے خیال میں اس بار ایسا نہیں ہو رہا۔“ جولیا نے دانت پیچھے ہونے کہا۔

اور غادر کے ساتھ بیٹھا ہوا بلیک زبرد نے ہسی سے ہونٹ بیچھ کر کہا۔ اب وہ ان لوگوں کو کیا بتاتا کہ ان کے پاس کسی کمپوزی طرح خبر ہوئے۔ لیکن اس بار وہ خود ان کے ساتھ ہی ہے اس ہوا بیٹھا ہے۔ اور اصل بات کی لاش شاید گہرائی میں ٹوٹی پھوٹی حالت میں پڑی ہوگی۔ چند لمحوں بعد کمرے میں موجود فوجی ایک لمٹا لٹا ہو گئے۔ اور ان کے اس طرح المٹ ہونے پر جولیا اور اس کے سامنے ساتھی ایک لمٹا چوکنک پڑے۔

جانتے ہو کہ میرا کام سائنسی ریسرچ ہے۔ میرا ان سیکرٹ ایجنٹوں سے
 کیا تعلق رابطہ ہو سکتا ہے۔" سر رابرٹ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
 "لیکن تم نے کہا تھا کہ تم اس علی عمران کو جانتے ہو۔" کرنل سنڈائی
 نے کہا۔ اب اس کے لہجے میں ایسا تاثر تھا کہ جیسے وہ سر رابرٹ کی
 گہائی پر یقین کر چکا ہو۔ اور شاید یہ یقین اُسے شاگل دشمنی کی بنا پر آگیا تھا۔
 اب تک شاگل ہی الزام لگا رہا تھا کہ سر رابرٹ کی وجہ سے سچویشن بدلی
 ہے۔ اب اگر واقعی سر رابرٹ کا اس میں کوئی تصور نہیں تو اس کا
 مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ شاگل نے اپنی کوتاہی پر پردہ ڈالنے کے لئے
 سر رابرٹ کا نام استعمال کیا ہے۔

"ہاں میں اُسے جانتا ہوں۔ لیکن اس حوالے سے نہیں وہ آکسفورڈ
 میں جب سائنس پر ڈاکٹریٹ کر رہا تھا اس وقت سے جانتا ہوں۔ وہ
 انتہائی ذہین سائنسدان تھا۔ اس کے بعد بھی اکثر سائنسی کانفرنسوں
 میں اس سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔" سر رابرٹ نے کہا۔
 "اگر آپ کا میک اپ چیک کیا جائے تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ
 ہوگا۔" کرنل سنڈائی نے کہا۔

"اعتراض کیسا۔ تم ایک بار نہیں۔ ایک لاکھ بار چیک کر لو۔"
 سر رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "مجھے یقین آگیا۔ سر رابرٹ میں شرمندہ ہوں۔ کہ آپ کو اس قدر
 تکلیف اٹھانی پڑی۔ کیپٹن شہزاد ان کے ہاتھ کھول دو۔ یہ ہمارے
 معزز جہان ہیں۔ بس غلط فہمی اور چیٹ شاگل کی حماقت کی وجہ سے
 یہ سب کچھ ہوا ہے۔" کرنل سنڈائی نے کہا۔ اور شہزاد نے

"تو پھر تم نے شاگل پر حملہ کر کے انہیں سچویشن بدلنے کا موقع کیوں دیا
 اور پھر تم باقاعدہ ان کے ساتھ ہم میں بھی شامل رہے۔" کرنل سنڈائی
 نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"میں نے شاگل پر حملہ کیا تھا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی تھی اس پر حملہ
 کرنے کی۔ اگر اس نے تمہیں کہا ہے تو کوا اس کی ہے۔ اس پر حملہ تو
 علی عمران نے کیا تھا وہ اٹھ کر اس کے قریب آیا تو شاگل اس پر ٹوٹ پڑ
 میں تو صرف اُسے سمجھانے کے لئے قریب آیا تو اس نے مجھے ضرب زد
 فرسٹ پر دھکیل دیا۔ اس عمران نے باغی گدول کی طرح اپنے پشت
 پر بندھے ہوئے ہاتھ آگے کر کے ریوا اور شاگل کے ہاتھ سے چھین لیا۔
 ادھر اُسے حکمران کر دوڑ بھینک دیا۔ میں اٹھ کر اس عمران سے ریوا لہجہ چھینے
 کی کوشش کرنے ہی لگا تھا کہ تم دردناکے میں آئے۔ ادھر عمران نے
 مجھے دھکیل کر تم پر فائر کیا۔ لیکن تم اور شاگل نکل گئے۔ جب کہ میں
 اس کے قابو آگیا۔ اور پھر میں نے اپنی جان کے خون سے اس کی
 کلپ ہتھکڑی کھول دی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تمہارے سامنے
 ہے۔ وہ مجھے اسٹے کے زور پر ساتھ لے آئے۔ اور چونکہ تم خود بھی
 میرے دشمن ہو چکے تھے اس لئے مجبوراً مجھے ان کے ساتھ رہنا پڑا۔
 دیئے تم اپنے آدمیوں سے بوجھ سکتے ہو کہ میں نے انہیں کیا کہا ہے
 میں تو غار سے ان لوگوں سے آگے بڑھا کر نکل رہا تھا تاکہ تمہارے آدمیوں
 کو ان کی دماغی موجودگی کی خبر دوں کہ پیچھا کر کے مجھے ہوش کر دیا
 اور پھر مجھے یہاں ہوش آیا۔ اور اب تم مجھے کہہ رہے ہو کہ جو
 نے تمہیں دھوکا دیا ہے۔ اور میں ان کا ساتھی ہوں۔ تم مجھے اچھی طرح

ایک فوجی کو شادہ کیا جو سردار برٹ کی پشت پر کھڑا تھا۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ بندھنوں سے آزاد کر دیئے۔ اور سردار برٹ حیل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُسی لمحے ایک فوجی بھاگتا ہوا آندا آیا۔

”سر۔ غضب ہو گیا۔ ایک مجرم آپ کا جیلی کا پز لے کر گن کر یک میں داخل ہو گیا ہے۔ اس نے ہم مادرِ نیچے موجود دس فوجیوں اور سیدھی والی مشین کو تباہ کر دیا ہے۔“ فوجی نے انتہائی پریشان کنی بچے میں کہا۔

”ادہ۔“ یہ علی عمران ہو گا۔ اس نے نکلنے سے پہلے ٹائم راکٹ المان سے نکال لیا تھا۔“ سردار برٹ نے تیز بچے میں کہا۔

اور ٹائم راکٹ کا سننے ہی کر نل سنڈارمی اور کیپٹن شرما دونوں کا رنگ یک لخت زرد ہو گیا۔

”مم۔ مم۔“ نگر وہ تو نشیب میں گر گیا تھا۔“ کرنل سنڈارمی نے انتہائی گھبراہٹ بھرے بچے میں جھکاتے ہوئے کہا۔

”سردار وہ جیلی کا میٹر دے کے ساتھ معلق کھڑا ہے۔ سر۔ اگر آپ اجازت دیں تو اسے جھٹ کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس آدمی کو جھٹ کرنے کے لئے ہم کمندوں کے ذریعے اوپر جا سکتے ہیں“ آنے والے فوجی نے تیز بچے میں کہا۔

”ادہ۔ ادہ۔“ وہ تو دائرہ لیں کنٹرول ہے۔“ کرنل سنڈارمی نے تیزی سے کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اس نے اس پر لگا ہوا ایک بیٹن دبا کر سوچ کو گھنایا۔

سے زدن زدن کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور پھر کیپٹن شرما اور کرنل سنڈارمی دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر کی طرف پلے گئی کر یک کی ہی کا سن کر وہ دونوں ہی حواس باختہ ہو گئے تھے۔

”جلدی کر دو گن کر یک کے پاس پہنچو۔ اسے بچانا انتہائی ضروری ہے۔“ کیپٹن شرما نے باہر نکلتے ہوئے چیخ کر اپنے فوجیوں سے کہا۔ اور کیپٹن شرما کی گھبراہٹ دیکھ کر وہ سب بھی دوڑتے ہوئے رستے سے باہر کو نکل گئے۔ ان کے باہر جلتے ہی سردار برٹ نے دبی سے آگے بڑھ کر صفد کے ہاتھ کھولے اور پھر وہ بھی باہر کی طرف نکلتے گئے۔

صفد نے اپنے ہاتھ آزاد ہوتے ہی انتہائی تیزی سے اپنے باقی اشیوں کے ہاتھ کھول دیئے۔ اور پھر اس کی نظریں ایک شیٹنگ گن پر جم گئیں جو دروازے کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ شاید کوئی فوجی جلدی کر کے بھول گیا تھا یا پھر یہ پتے سے دھاں رکھی ہوئی تھی۔

”تم لوگ یہیں رہو میں باہر جا رہا ہوں۔“ صفد نے کہا۔

درشیں گن اٹھائے باہر نکل گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ واپس آیا۔

”جلدی کر دو یہاں سے نکلو۔ سب فوجی بوکھلاہٹ میں باہر گن کر یک کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ پیچھے راستہ ہے۔ اسلحہ بھی موجود ہے جلدی کرو۔“ صفد نے چیخ کر کہا۔

اور صفد کے کہنے پر باقی ساتھیوں نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ چوہان کو بھی اٹھا کر کاٹھے پر لا دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے اس کمرے سے باہر آ گئے۔ واقعی چوکی

خالی پڑی تھی۔ دوسرے کمرے میں ایک طرف اسلحے کے ڈھیر تھے۔ انہوں نے شیٹیں گنیں اٹھائیں اور پھر صفدر کی رہنمائی میں وہ آنے کی طرف چلے گئے۔ ایک چھوٹا سا سرنگ کے دبانے بتا دیا۔ اس میں سے باہر نکل کر پہاڑی کے نشیب میں اترتے گئے۔ اور پھر ایک غار میں پہنچ گئے۔ غار دفاعی لحاظ سے خاصی محفوظ تھی۔ انہوں نے پہلی کا پتھر تو صفدراں کو چوکی سے ذرا فاصلے پر نیچے زمین پر اترتے ہوئے دیکھا۔ ہمیں اس پہلی کا پتھر پر قبضہ کرنا ہے۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر چوکی کی ہدایت پر صفدر، صدیقی اور بلیک زیرو تینوں تیر سے دو کاٹ کر بھاگتے ہوئے اس طرف بڑھے جہر پہلی کا پتھر ایک چٹان پر اتر رہا تھا۔ ان تینوں کے ہاتھوں میں شیٹیں گنیں تھیں۔ وہ چوکی کے نشیب میں تھے۔ اس لئے دوسری طرف موجود فوجی انہیں نہ دیکھ سکتے تھے۔

”ہمیں پہلی کا پتھر لے جا کر عمران کو اس درے سے نکالنا ہے۔ صدیقی کو دے۔“ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔ اور وہ انتہائی تیز رفتاری اور پوری قوت سے دوڑتے ہوئے چڑھائی چڑھنے لگے۔ پہلی کا پتھر ایک چٹان پر ٹک چکا تھا۔ اس کے پر اُسی طرح تیز رفتاری سے گھوم رہے تھے۔ چونکہ بلیک نشیب میں وہ تینوں موجود تھے پہلی کا پتھر عین اس نشیب کے اوپر تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ تینوں ہی پہلی کا پتھر کے قریب پہنچ گئے۔ اس وقت وہ انتہائی خطرناک صورت حال سے دوچار تھے۔

”بلیک دو نیچے بھینک دو۔“ صفدر نے بی بی کی ہنسی کو صورت حال کو بچالے جلتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ انہیں مت پھینکنا۔ وہ نیچے سے پر بچائیں۔ اور اگر وہاں بوجھنے کی۔“ بلیک زیرو نے چپختے ہوئے سے طرزی اور اترے فوجی اور ان دونوں کے درمیان پہلی کا پتھر نہیں ہی نہیں رکھنا کال دے دیتا

اور اسی غصت سے وہ بیٹن ہی نشیب میں واپس اڑھا سکتے تھے۔

”بلیک دو نیچے بھینک دو۔“ صفدر نے بی بی کی ہنسی کو صورت حال کو بچالے جلتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ انہیں مت پھینکنا۔ وہ نیچے سے پر بچائیں۔ اور اگر وہاں بوجھنے کی۔“ بلیک زیرو نے چپختے ہوئے سے طرزی اور اترے فوجی اور ان دونوں کے درمیان پہلی کا پتھر نہیں ہی نہیں رکھنا کال دے دیتا

شروع ہو گئی۔ اسی لمحے فائدہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی چیخ بلند ہوئی۔ تیزی سے گھوما۔ لیکن پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار درجہ۔ چیخ کیپٹن شرمہ کی تھی۔ اس نے سجانے کس لمحے ریوا اور نکال صیدیتی پر فائدہ کرنا چاہا تھا۔ مگر صیدیتی نے تیزی سے ہاتھ مار کر عین آخری لمحے ریوا اور کا رخ بدل دیا تھا۔ اور اس طرح گولی بجائے صید کے سینے میں گھسنے کے کیپٹن شرمہ کے اپنے سینے میں گھس گئی تھی اور وہ چیخ مار کر نیچے گر اٹھا۔ جب کہ بلیک زیمو نے کرنل سنڈہ کو بڑی مہارت سے فرخش پرالٹا کر آقا بومین کر لیا تھا۔ کیپٹن شرمہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ختم ہو گیا۔ گولی اس کے دل میں گھس گئی تھی صیدیتی نے جلدی سے کیپٹن شرمہ کے ہاتھ سے بھگنے والے ریوا اور پر قبضہ کیا۔ اور آگے بڑھ کر ریوا اور کی نال کرنل سنڈہ کی گردن سے لگا دی۔

”مجھے مت مارو مجھے مت مارو“ کرنل سنڈہی نے ریوا اور کی نال گردن سے لگتے ہی چیختے ہوئے کہا۔
”اگر یہ غلط حرکت کرے تو گولی مار دینا“ بلیک زیمو نے چیخ کر کہا۔ اور کرنل سنڈہی کو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

اور پوری فوج انتہائی تیز رفتاری سے پہلی کاپٹر کو دسے کی طرف اڑنے چٹان پر دمک چکا ٹھنی طرف سے تو وہ عمران کو بچانے کے لئے جا رہے تھے۔ چونکہ بس ان کا معلوم کہ وہ عمران کو بچانا تو ایک طرف خود نشیب کے ادب تھا۔ اس کے منہ میں جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے دسے پہنچ گئے۔ اس وجہ کے قریب موجود دہلی کاپٹر کی تباہی بھی یقینی تھی۔

”یوں سر شاگل بول رہا ہوں جناب۔ گن کریمیک انتہائی خطرے میں ہے جناب۔ کرنل سنڈہی اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا جناب۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ مٹ ہو چکے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ان لوگوں کا قابو پانا ناممکن ہے جناب۔ ان سے صرف میں ہی نمٹ سکتا ہوں جناب۔“ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے چیف شاگل۔ ایسی صورت حال میں کوئی ریسک نہیں لیا جاسکتا۔ آپ فوج اپنے ساتھیوں سمیت دہلی پہنچیں۔ اور جیسی بھی صورتحال ہو اُسے کنٹرول کریں۔ گن کریمیک کی تباہی کا فرسٹان کسے لئے ناقابل برداشت ہو گئی۔ اس لئے اُسے ہر قیمت پر بچائیں۔ اور اگر وہاں آپ کو ضرورت پیش آئے تو آپ میرے حوالے سے طرزی اور آئروڈس کی جس قدر نفری چاہیں منگو سکتے ہیں۔ میں انہیں ریڈ کال دے دیتا

بن کامیاب ہو جاتا ہے اور کرنل سنڈادی کو شکست دے کر عمران
 ورا اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تب
 لاہر رہے سادی باتیں اس کے حق میں بنی جاتی تھیں۔ دلیسے وہ دل
 ی دل میں یہ فیصلہ بھی کر چکا تھا کہ اگر کرنل سنڈادی اس کے پہنچنے
 سے پہلے کامیاب بھی ہو گیا ہو گا تب بھی وہ کسی پہلے کم از کم کرنل
 سنڈادی کا خاتمہ تو ضرور ہی کر دے گا۔ رسیور کریڈٹل پر
 بیٹھتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا باہر کو پلٹا اور پھر سیدھا
 اگے کھڑے ہوئے جیسی کا پٹر کی طرف دوڑنے لگا۔

”جلدی کر دیٹھو۔ جلدی۔ ہمیں فوراً دہہ کرنا پڑتا ہے۔“
 ناگل نے جرج کو جیسی کا پٹروں کے ساتھ کھڑے اپنے ماتحتوں سے کہا
 وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے جیسی کا پٹروں میں سوار ہونے لگے
 ناگل بھی اچھل کر ایک جیسی کا پٹر پر بیٹھ گیا۔ وہ پائلٹ سے ملحقہ سیٹ
 بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد جیسی کا پٹر فصفا میں بلند ہو گئے۔ سیٹ کے
 ماتحتے بہت سے ٹھکی ہوئی طاقتور دھرمین شاگل نے اتاری اور اُسے
 آنکھوں سے نگایا۔

”سہرے بھی تو دہہ بکر مالدور ہے۔“ پائلٹ نے مسکراتے
 ہوئے شاگل کو آنکھوں سے دُور بین نکلتے دیکھ کر کہا۔

”پوشٹ اپ نائنس۔ جلدی کر۔“ جیسی کو اور دیکھ رہا ہوں
 ناگل نفرت مٹانے کے لئے پائلٹ پر چڑھ دوڑا اور پائلٹ نے
 ہانت پھینچ لئے۔ شاگل سے حماقت تو ہوئی تھی لیکن اب وہ اپنی حماقت
 نوچھپانے کے لئے خواہ مخواہ دُور بین آنکھوں سے لگائے بیٹھے۔

ہوں۔ دوسری طرف سے ڈیفنس فوٹو نے گھبرائے ہوئے اپنے
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور شاگل نے شکر یہ کہہ کر رسیور کریڈٹل
 پر پہنچا اور باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ عمران ادا اس کے ساتھیوں سے
 دو دو ہاتھ کرنے کے لئے سخت بے چین تھا۔ اور اُسے یقین تھا۔
 کہ کرنل سنڈادی عمران ادا اس کے ساتھیوں پر کسی صورت میں قابو
 نہ پاسکے گا۔ کیونکہ وہ عمران ادا اس کے ساتھیوں کی صلاحیتوں کو اچھی
 طرح جانتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ وہ اس مشن کا کریڈٹل بہر حال
 خود لینا چاہتا تھا۔ کرنل سنڈادی کو شکست اسی طرح دی جاسکتی تھی۔

لیکن پرائم فوٹو نے اُسے منع کر دیا تھا۔ اس لئے وہ بے بس تھا۔ گو
 اس نے اپنے طور پر دہان پہنچنے کی تیاری کر لی تھی۔ سیکرٹ سروس
 کے دو مختص جیسی کا پٹر اس وقت تیار کھڑے تھے۔ سیکرٹ سروس
 کے مخصوص ایکشن شعبے کے میں مسلح افراد ان جیسی کا پٹروں کے ساتھ
 کھڑے تھے۔ لیکن ظاہر ہے پرائم فوٹو کے منع کرنے کے بعد
 وہ دہان نہ جاسکتے تھے۔ اسی دوران شاگل کو ڈیفنس فوٹو کا خیال آ گیا
 چنانچہ اس نے ڈیفنس فوٹو سے رابطہ قائم کیا۔ اور چند لمحوں کی گفتگو
 کے بعد وہ ان سے اجازت لینے میں کامیاب ہو گیا۔ گو اس کے
 لئے اُسے تھوڑا سا جھوٹ بولنا پڑا تھا کہ کرنل سنڈادی کی طرف سے
 کوئی جواب نہیں مل رہا ہے۔ جب کہ اس نے اُسے کال بھی نہ کیا تھا
 اور ظاہر ہے وہ کال کر کے کو تاسیہ کیا۔ کرنل سنڈادی جیسا خود دوسر
 آدمی کچھ بھی ہوتا اُسے اپنے مشن میں مداخلت کبھی نہ کرنے دیتا۔ اب
 اجازت ملنے کے بعد جو بھی ہوتا وہ بعد کی بات تھی۔ اور اگر وہ سن

دیکھ رہا تھا۔

”سہ۔ اگر عمران وغیرہ نے وہاں فوجیوں کو مارا کہ ان کی وردیاں پہن لی ہوں تب۔“ پیچھے دیکھتے ہوئے اس کے اسٹنٹ نے موڑ بانہ بچے میں کہا۔

”تو ہم فوجیوں کا قتل عام کر دیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مارنے کے لئے میں پورے کافرستان کی فوج کی قربانی دے سکتا ہوں۔“ شاگل نے غصیلے انداز میں کہا۔

اور اسٹنٹ کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی حیرت سے کندھے اچکا کر رہ گئے۔ ان کی معنی خیز نظریں تباہی پھیں کہ وہ اپنے باس کے پاگل سمجھ رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے شاگل نے عقلمندی کی بات تو بہر حال نہ کی تھی۔ لیکن وہ شاگل کی عادت جانتے تھے کہ اگر انہوں نے کوئی تبصرہ کیا تو وہ یہیں ہی لیٹی کا پٹر میں ہی انہیں گولی مارنے سے دریغ نہ کرے گا۔

ہیلی کا پٹر انتہائی تیز رفتار سی سے وڑہ بکرا کی طرف اڑے پے جا رہے تھے۔ اور بھوڑی دیر بعد وہ بکرا پھر پہنچ گئے۔ اور پھر شاگل کو دور سے فضا میں ایک فوجی ہیلی کا پٹر اڑتا ہوا نظر آیا۔

”یکرئل سٹادی کا ہیلی کا پٹر ہے۔ اس کے قریب لے چو۔ دونوں ہیلی کا پٹر۔ اس سے پہلے صورت حال کا تو پتہ کر لیں نیچے تو بہر طرف خاموشی نظر آ رہی ہے۔“ شاگل نے فضا میں اڑتے ہوئے فوجی ہیلی کا پٹر کو دیکھتے ہی کہا۔ اور ہیلی کا پٹروں کے پائلٹوں نے ہیلی کا پٹروں کا رخ اس فوجی ہیلی کا پٹر کی طرف موڑ دیا۔

”اے اے یہ فوجی کیوں بے تحاشہ دوڑ رہے ہیں۔ ادا ادا سربراہٹ بھی دوڑ رہا ہے ان فوجیوں کے ساتھ۔ حیرت ہے، جلد ہی کرو۔“ شاگل نے طاقتور دہریں سے نیچے دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس کے بچے بے پناہ حیرت تھی۔ یقیناً یہ حیرت سربراہٹ کو فوجیوں کے ساتھ دوڑتے ہوئے دیکھ کر ہوئی تھی۔ اور دونوں ہیلی کا پٹر انتہائی تیز رفتار سی سے فضا میں اڑتے ہوئے فوجی ہیلی کا پٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ اور چند ہی لمحوں میں دونوں ہیلی کا پٹر فوجی ہیلی کا پٹر کے دونوں اطراف میں پہنچ گئے۔ اور پھر شاگل کی حیرت نہہ چیخ ہیلی کا پٹر میں گونج اٹھی۔

سے ہلک ٹپک کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔ جس سے ظاہر تھا۔ کہ ٹائم سوپرج کا کم کر رہا ہے۔ لیکن پھر راکٹ بلاسٹ کیوں نہیں ہوا وہ ٹائم سوپرج پر گئے ہوئے چھوٹے سے ڈائل پر جھبک گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں شدید حیرت ابھرتی۔ اور اس نے ایک طویل سانس لیا۔ ٹائم سوپرج جسے اس نے پانچ منٹ کے وقفے پر سیٹ کیا تھا۔ اب بتا رہا تھا کہ یہ سوپرج پچاس منٹ کے وقفے پر سیٹ ہے۔ یعنی اب پینتالیس منٹ مزید ہم کے بلاسٹ ہونے میں رہتے ہیں۔

اُسے ابھی طرح یاد تھا کہ اس نے پانچ منٹ کا وقت سیٹ کیا تھا۔ پھر یہ پانچ منٹ پچاس منٹ میں کیسے تبدیل ہو گئے۔ کیا ٹائم سوپرج کا بلاسٹنگ وقفہ خود بخود آگے بڑھ گیا ہے۔ وہ غور سے ٹائم سوپرج کو دیکھ رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے اصل بات اس کی سمجھ میں آگئی۔ یہ ہندسوں کا ٹھیل تھا جس نے یہ وقفہ بڑھا دیا تھا۔ ٹائم سوپرج پر اعشاریہ ہندسوں کا ٹھیل خیال ہی نہ رہا تھا۔ اور اس اعشاریہ ہندسوں کی وجہ سے یہ سارا چکر چلا تھا۔ بہر حال قدرت نے اُس کی زندگی کا وقفہ بڑھا دیا آگے بڑھا دیا تھا۔ اب اس وقت کو دوبارہ سیٹ نہ کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے اب بہر حال ٹائم راکٹ نے پینتالیس منٹ کے بعد ہی بلاسٹ ہونا تھا۔ عمران ٹھکڑا۔ اندر اُسی لمحے وہ دہریہ طرح اچھل پڑا۔ اس نے دور چٹان سے بلند ہوتے ہوئے پہاڑ کا پڑ کو دیکھا۔ جس کے سینڈنگ پینڈز سے بھی افراد لٹکے ہوئے تھے۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے یہ تینوں ہی پہاڑ کا پڑ میں غائب ہو گئے۔ پہاڑ کا پڑ ایک لمحے کے لئے فضا میں ڈولا اور پھر تیزی سے فضا میں بلند ہوتا گیا۔ عمران تینوں افراد کی شکلیں تو

سیکندر بننے والی سوئی یا نیچیں منٹ کا چکر پورا کرنے کے لئے تیزی سے بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھی جا رہی تھی اور عمران درے کے کنارے پر بڑھا موش بت بنا کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح ٹھوس ہو گیا تھا۔ اور جب سوئی گیارہ کے ہندسے کو کراس کر کے بارہ کی طرف ہلکی تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن آنکھیں بند کئے جب اُسے پانچ چھ سیکنڈ گزر گئے۔ وہ دھماکہ نہ ہوا تو اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں۔ ٹائم راکٹ کے ساتھ۔ تو سب کچھ اپنی اپنی جگہ ویسے ہی موجود تھا۔ عمران حیرت سے گھڑی کو دیکھنے لگا۔ اس نے ٹائم سوپرج سیٹ کرتے وقت گھڑی کو دیکھا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق پانچ منٹ مکمل ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود دھماکہ نہ ہوا تھا۔ وہ تیزی سے ٹائم راکٹ کی طرف بڑھا۔ اُسے خیال آیا۔ کہ ہمیں ٹائم سوپرج میں تو کوئی گڑبڑ نہیں ہو گئی۔ لیکن ٹائم سوپرج

مذیکہ سکتا تھا کیونکہ فاصلہ کافی زیادہ تھا لیکن اتنا اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ تینوں ہی فوجی یونیفارم کی بجائے عام لباسوں میں تھے اور اس بات سے عمران کے ذہن میں امید کی نئی کرنیں جگمگا اٹھیں۔ لامحالہ یہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے اور اس کا مطلب تھا کہ جو کچھ اس نے سمجھا تھا وہ غلط تھا۔ سیکرٹ سروس والے نہ صرف زندہ تھے بلکہ حرکت میں بھی تھے۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار اُمٹ آنے اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے درے کی طرف آتے دیکھا۔ اُسی لمحے اس نے بے شمار فوجیوں کو بھی دوڑ کر درے کی طرف آتے دیکھا ان میں بھی ایک سادہ لباس والا تھا جو فوجیوں کے ساتھ ہی دوڑ رہا تھا۔ لیکن ابھی ہیلی کاپٹر کچھ فاصلے پر تھا کہ فضا میں دو ہیلی کاپٹر نمودار ہوئے اور پھر دونوں ہیلی کاپٹر پہلے والے ہیلی کاپٹر کے دونوں اطراف میں پہنچ گئے۔ اور آنے والے دونوں ہیلی کاپٹر ڈن کو دیکھتے ہی وہ اچھل پڑا۔ ان ہیلی کاپٹر ڈن پر موجود نشانات دیکھتے ہی وہ گھبرا گیا تھا۔ کہ یہ کافرستانی سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ دونوں ہیلی کاپٹر ڈن میں شاگل اور کافرستان سیکرٹ سروس کے ارکان ہی ہو سکتے ہیں۔

چند لمحوں تک تینوں ہیلی کاپٹر ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر اُڑتے رہے۔ اور پھر فوجی ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے ہوا۔ اور دونوں کی ریجنج سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر اس نے فضا میں چکر کاٹا اور پھر انتہائی تیز رفتار سے درے کی طرف آنے لگا۔ چونکہ وہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ اس لئے اس کی رفتار باقی دو سے زیادہ تیز تھی سیکرٹ سروس کے

کے دونوں ہیلی کاپٹر بھی تیزی سے گھومے اور انہوں نے ایک بار پھر فوجی ہیلی کاپٹر کو گور کرنے کی کوشش کی۔ اب فضا میں تین گن چلنے کی فائز بھی سنائی دینے لگی تھیں۔ فوجی ہیلی کاپٹر باہر باہر ان دونوں ہیلی کاپٹر ڈن کو ڈاج دے کر درے کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن دونوں ہیلی کاپٹر کسی بھوت کی طرح اس کا پیچھا نہ چھوڑ رہے تھے۔ دوڑتے ہوئے فوجی بھی اب رک کر ہیلی کاپٹر ڈن کو دیکھنے لگے تھے۔ اور پھر درے کے کچھ فاصلے پر ہی اس نے فوجی ہیلی کاپٹر پر بم کو پھینک جاتے دیکھا۔ یہ سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر سے پھینکا گیا تھا۔ ہم ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے سے ٹکرایا۔ اور فضا میں ایک خوف ناک دھماکا ہوا۔ اور فوجی ہیلی کاپٹر فضا میں ہی اُٹا ہوا پھر انتہائی تیزی سے نیچے پہاڑیوں پر گر گیا۔ دونوں ہیلی کاپٹر فضا میں اور بلند ہو گئے تھے۔ فوجی ہیلی کاپٹر میں آگ بھڑک اُٹھی تھی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ آگ کے شعلے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اور پھر اس نے اس میں سے تین افراد کو سر کے بل کوڈ کر پہاڑی پٹاؤں پر گرے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید بیک وقت کوڈ سے تھے کیونکہ تینوں اُٹھے ہی نیچے گر رہے تھے۔ نیچے جہاں ٹھوس چٹانیں تھیں۔ اور عمران نے ہانت پھینچ لئے۔ ان تینوں کی موت قطعی یقینی تھی۔ اور پھر وہ ایک پہاڑی کی ٹوٹ میں گر کر عمران کی نظر دوں سے غائب ہو گئے۔ اور اُسی لمحے فوجی ہیلی کاپٹر اسی پہاڑی کی چوٹی سے ٹکرایا اور ایک اور خوف ناک دھماکے کے بعد اس کے آگ میں پلٹے ہوئے پوزے سر ہر طرف پھیلتے چلے گئے۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر اب نیچے چٹانوں پر اتر رہے تھے۔ اُسی لمحے عمران کی نظریں اپنی ٹھری پر پڑی تو پندہ منٹ مزید

ان نظر آ رہا تھا۔ جیلی کا پٹر قریب آتے ہی عمران نے تنویر کو اُسے ساکت
 بننے کا اشارہ کیا اور پھر وہ پیچھے کی طرف ہٹا۔ ایک نظر اس نے ٹائم
 امٹ پر ڈالی اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا درے کے کنارے پر
 پہنچا۔ اور پھر جیسے کوئی پندہ فضا میں اڑتا ہے۔ اس طرح اڑتا ہوا وہ
 جلی کی سی تیزی سے جیلی کا پٹر کے اندر سیٹ پر جا کر اسیٹ کے گدے
 سے ٹکرا کر وہ جیلی کا پٹر کے فرش پر گر گیا اور پھر لوں اچھل کر سیٹ پر بیٹھ
 گیا جیسے وہ شروع سے ہی سیٹ پر جا بیٹھا ہو۔ تنویر نے تیزی سے جیلی کا پٹر
 ادا پر اٹھالیا۔ اور پھر فضا میں بلند کرنا گیا۔
 باقی ساتھی کہاں ہیں عمران صاحب۔ تنویر کے ہاتھ میں
 جبری تشویش تھی۔

”ادھر چلو اس پہاڑی کے پیچھے۔ وہ لوگ ادھر گرے ہیں۔“
 عمران نے پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر اچھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور
 تنویر نے سر ہلاتے ہوئے جیلی کا پٹر کو اس پہاڑی کی طرف موڑ دیا جس
 طرف عمران نے اشارہ کیا تھا۔ اُسی لمحے عمران کی نظریں نیچے پڑیں۔
 فوس نیچے نیچے چٹانوں پر کھڑے دونوں جیلی کا پٹر دن کو فضا میں بلند ہوتے
 دیکھا۔

”راکٹ گن کہاں ہے۔“ عمران نے تیزی سے مڑ کر کہا اور
 پھر وہ اٹھ کر تیزی سے جیلی کا پٹر کے پچھلے حصے کی طرف دوڑا۔ جہاں اس
 کی ہدایات کے مطابق ضروری اسلحے کا باکس موجود تھا۔ اور چند ہی لمحوں
 بعد عمران راکٹ گن لئے واپس سیٹ پر آیا۔

”یہ کن کے جیلی کا پٹر ہیں عمران صاحب۔ یہ ہمیں کوہ کر رہے ہیں۔“

گورنریٹھے۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹائم راکٹ بلاسٹ ہونے میں ابھی آدھا
 گھنٹہ باقی تھا۔ اور اُسی لمحے عمران کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے
 زور سے اپنے ہی منہ پر جیت مار دی۔ اُسے اپنے ذہن پر غصہ آ رہا تھا۔
 اُسے تنویر کے جیلی کا پٹر کو بلانے کا خیال تک نہ آیا تھا۔ حالانکہ اسے معلوم
 تھا کہ تنویر جیلی کا پٹر سمیت سرحد پر صرف اسی انتظار میں موجود ہو گا کہ کب
 عمران اُسے بلانے۔ اور اُسے بلانے کے لئے دائرے میں کالی سسٹم
 اسی کلائی کی گھڑی میں موجود تھا۔ عمران نے جلدی سے کلائی کی گھڑی ہاتھ
 سے اُٹاری اور دو انگلیوں کی مدد سے اس نے اس کی پشت کا ڈھکن کھینچ کر
 کھول دیا۔ ڈھکن علیحدہ ہوتے ہی ایک بائیک سی تار باہر کونکلی ہوئی
 عمران نے اس تار کو پکڑ کر اس کا سر اگھڑی کے کنارے سے مخصوص انداز
 میں ٹکراتا شروع کر دیا۔ وہ طے شدہ ماس کو ڈھکن تنویر کو پیغام دے۔
 تھا۔ اس کے ساتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔ اور چند لمحوں بعد
 پیغام ختم کر کے اس نے ڈھکن کو دوبارہ بند کیا اور گھڑی ہاتھ میں بہن کی
 اس نے تنویر کو پیغام دیا تھا کہ وہ درجہ بکریا کے اندر آ کر کریک کے پاس
 پہنچے۔ عمران دیاں موجود ہے۔ اور چند ہی لمحوں بعد اُسے دور سے
 ایک جیلی کا پٹر فضا میں اڑتا نظر آیا وہ کافی بلندی پر تھا۔ اور اس کی رفتار
 بھی خاصی تیز تھی۔ عمران کی نظریں اس جیلی کا پٹر پر جم گئیں۔ جیلی کا پٹر تیز
 رفتار سے عدتیز تھی۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جیلی کا پٹر درے کے
 قریب پہنچ کر نیچے اترنے لگا۔ عمران نے درے کے اندر سے مخصوص
 انداز میں ہاتھ لہراتا شروع کر دیا۔ اور چند ہی لمحوں میں جیلی کا پٹر اس
 درے کے قریب آ کر رک گیا۔ جیلی کا پٹر میں بیٹھا ہوا تنویر اُسے

کی بھی مہلت نہ ملی۔

ادھر صفدر انتہائی تیز رفتاری سے اوپر نیچے کر کے پہلی کاپڑ کو بچا رہا تھا۔ اس نے بھی کمر بلی سنڈاری کی موت خود ہی ہو گئی تھی۔ بلیک زیڈ اور صدیقی نے گرنے سے بچنے کے لئے سیٹوں کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پہلی کاپڑ فضا میں ہی لٹو کی طرح گھوما۔ اور پھر تیزی سے نیچے کی طرف اٹسا ہو کر گرنے لگا۔

”کوڈ جاؤ جلدی کوڈ جاؤ۔“ پہلی کاپڑ پھٹ جلنے لگا۔ صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر ان تینوں نے بلیک دقت ہی نیچے چھلانگیں لگا دیں۔ بلیک زیڈ اور صدیقی نے پھلکی کھڑکی سے اور صفدر نے پائلٹ کھڑکی سے۔ ان کی یہ چھلانگیں محض اضطراری حرکت تھی۔ ورنہ نیچے چٹانوں پر گر کے یا تیرہ بھی بہر حال وہی نکلتا تھا جو پہلی کاپڑ کے پھٹنے کا ہو سکتا تھا۔

تینوں بندو ق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح نیچے گرتے گئے۔ اور نیچے موجود چٹانیں انتہائی تیز رفتاری سے قریب آتی جا رہی تھیں۔ لیکن اب اسے اتفاق ہی کہتے یا ان کی خوش قسمتی کہ وہ سیدھے کسی چٹان سے جا ٹکراتے کی بجائے پہاڑی کی سائیڈ پر گرے اور ان کے جسم پتھروں سے ٹکرا کر تیزی سے نیچے نشیب کی طرف لڑھکتے گئے۔ لیکن پتھروں سے ٹکراتے سے ان تینوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ ان کے پوٹے جسموں میں جیسے دود کا آتش فشاں سا پھوٹ پڑا تھا۔ لیکن چونکہ ان کی ایک سائیڈ کھائی تھی۔ اس لئے وہ مکمل ٹوٹ پھوٹ سے تو بچ گئے تھے اور کسی دھماکے سے انداز میں پہاڑی ڈھلوان پر لڑھکتے ہوئے نیچے نشیب

میں گرتے گئے۔ اس طرح ان کی رفتار آہستہ ہو گئی۔ لیکن اس طرح لڑھکنے سے ان کے پوٹے جسموں پر ضربیں لگنے لگیں۔ چنبدی لمحوں میں وہ لڑھکتے ہوئے نشیب میں جا کر رک گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کے حلق سے کراہیں نکل گئیں۔ وہ چند لمحوں تک تو بے حس و حرکت پڑے رہے۔ اور پھر تینوں کے جسموں نے حرکت کی اور ایک بار پھر ان کے حلق سے ہلکی ہلکی چیخیں نکل گئیں۔ لیکن وہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گئے تینوں کے جسموں سے جگہ جگہ خون بہ رہا تھا۔ کپڑے دھجیوں کی صورت میں پھٹ گئے تھے۔ اور ان کی شکلیں بھوتوں کی طرح ہو رہی تھیں۔ اُسی لمحے انہیں خیال آیا کہ وہ بہر حال زندہ بچ گئے ہیں۔ تو ان کے جسموں میں جیسے خود بخود توانائی اور سمیت کی لہریں سی دوڑ گئیں وہ ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔ بلیک زیڈ اور صفدر دونوں کھڑے ہوتے ہی یوں لڑھکڑائے جیسے گر پڑیں گے۔ لیکن پھر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ جب کہ صدیقی بغیر لڑھکڑائے کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

”جان بچ گئی یہی شکر ہے۔“ ان تینوں کے حلق سے بلیک وقت نکلا اور پھر تینوں ہی ہنس پڑے۔ اُسی لمحے اوپر خوف ناک دھماکہ سنائی دیا۔ اور پھر آگ کے گولے سے پہاڑی نشیب میں گرتے دکھائی دیئے۔ لیکن یہ گولے دودھ گڑے تھے وہ ان کی زد میں نہ آئے۔ اور اس دھماکے نے ان کے اعصاب کو بھجھوڑ دیا۔ انہوں نے تیزی سے اپنے جسموں کو حرکت دی۔ ان کی ہڈیاں سلامت تھیں۔ صرف ضربات کی وجہ سے زخم آئے تھے جن سے خون بہہ رہا تھا۔

”بھاگو رہا اس سے۔“ ورنہ اوپر سے گولیاں بھون ڈالیں گی۔“

اب عمران کا کیا ہوگا۔ وہ تو دمے میں پھنسا ہوا تھا۔" جولیانے
یشان بھجے میں کہا۔
"میں نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ کسی طرح درے تک پہنچ جاؤں
یکن۔" صفدر نے مونٹ بھیجتے ہوئے کہا۔

اب فوری طور پر ہمیں کچھ کرنا چاہیئے۔ ورنہ ادھر عمران مارا جائے
گا۔ ادھر ہم سب۔ کا فرستان والے تو پوری فوج چڑھا لائیں گے
اور شاگل تو ویسے بھی دیوانے کتے کی طرح ہمدی بوسو گھمٹتا ہوا یہاں تک
پہنچ جائے گا۔

"اب اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ صرف اتنا ہو سکتا ہے کہ ہم کسی نہ کسی
طرح یہاں سے اپنی سرحد پار کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اس وقت
تو ایسی کوشش کرنا بھی حماقت ہوگا۔ اس وقت تو فوجی ہر طرف
پھیلے ہوئے ہوں گے۔ البتہ رات کے وقت یہ کوشش ہو سکتی ہے۔
ٹیکٹین شکیل نے کہا۔

لیکن اگر رات سے پہلے انہوں نے ہمیں ٹریس کر لیا۔ ابھی رات
ہونے میں تو بہت دیر ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ٹریس کرنے کے
لئے کئے استعمال کریں۔ ناثران نے کہا۔

"ہمیں فوری کوشش کرنی چاہیئے۔ دیر خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ تم
لوگ ہمیں رکو میں اور ہر جا کہ صورت حال چیک کرنی ہوں۔" جولیانے
فیصل کن بھجے میں کہا۔

"تم اکیلی مت جاؤ۔ ٹھہرو۔ میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔" صفدر
نے کہا۔

بلیک زبرد نے جھنجھٹے ہوئے کہا۔ اور وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے دوسری
پہاڑی کی طرف بڑھے۔ تاکہ اس کی سائیڈ سے ہو کر دوسری طرف پہنچیں۔
کہ انہیں دوسرے ایک بڑی سی غار نظر آئی۔ جس کے اندر دو روشنی نظر
آ رہی تھی۔

"ادھر یہ کوئی قدرتی سرنگ ہے جلدی کرو۔" صفدر نے کہا۔
اور وہ تینوں ہی اس غار کے دلانے کی طرف دوڑے۔ واقعی یہ ایک
ایسی قدرتی سرنگ تھی جو پہاڑ کے اندر سیدھی چلی گئی تھی اور اس کا
دوسرا کنارہ بھی کھلا ہوا تھا۔ وہ دوڑتے ہوئے جب دوسرے کنارے
پر پہنچے تو ان کے حلق سے مسرت کی چیخیں نکل گئیں۔ سامنے پہاڑی میں
وہ غار نظر آ رہی تھی جس میں اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ جولیا اور
ناثران غار کے دلانے پر ہی موجود تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ
اس چوکی سے زیادہ دیر نہ گزرے تھے۔

غار سے نکل کر وہ دوڑتے ہوئے اس غار کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں
نے باہر نکلتے ہی ماتھ لہرا کر مخصوص اشارے کئے تاکہ کہیں ان کے ساتھی
ہی انہیں نہ پہچان کر ان پر گولیاں چلا دیں۔ اور پھر وہ صحیح سلامت
اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے میں کامیاب ہو گئے۔

"یہ تم کو کیا ہوا۔ جلدی بتاؤ۔" جولیانے حیرت بھرے انداز
میں پوچھا۔ ٹیکٹین شکیل اور ٹائیگر بھی اب ہوش میں آ چکے تھے۔ وہ بھی
حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ اور پھر صفدر نے مختصر طور پر ساری
کہانی بتا دی۔

"ادھ خدا کا شکر ادا کرو ورنہ تمہاری موت میں کوئی کسر نہ رہی تھی۔

"نہیں۔ ہم دونوں شاید دیکھ لئے جائیں۔ میں صرف صورتِ حاکا کا جائزہ لے کر واپس آ جاؤں گی۔ کیپٹن شکیل تمہارے پاس واپار ٹرانسمیٹر ہے وہ مجھے دے دو۔ میرے دالا تو کہیں گر گیا ہے۔ اور خاد کے پاس بھی ہے۔ ضرورت پڑے پر آپس میں رابطہ تو کم از کم قائم رہے گا۔" جولیانے کہا اور کیپٹن شکیل نے کلائی کی گھڑی اتار کر جولیا کو دے دی۔ اور جولیا اُسے کلائی میں ڈال کر ٹین گن لئے تیز در سے غار سے باہر نکلی اور پھر ادبیر کی طرف چڑھتی گئی۔

ناظران اور بلیک زیموڈ ہانے پر بیٹھے اُسے ادبیر جلتے دیکھتے رہے۔ جولیا واقعی بے حد باہمت تھی۔ ایسی سچوٹن میں جب کہ مرد بھی حوصلہ ہار جاتے تھے۔ جولیانہ صرف حوصلے میں تھی بلکہ پوری بہمت سے ادبیر چڑھی جا رہی تھی۔ حالانکہ اُسے ابھی طرح معلوم تھا کہ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے آنے والی گولی اس کی زندگی کا چراغ بجھا سکتی ہے۔ اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے جولیا ادبیر پہاڑی پر بڑی پر پانچ کر چٹان کی ادٹ میں آکر ان کی نظروں سے اڑھل ہو گئی۔ یکو چند ہی لمحوں بعد خاد کی کلائی پر ضربیں لگیں تو اس نے چونکا کہ گھڑی اتار دی اور اس کا ونڈ بنٹن مخصوص انداز میں کھینچ لیا۔ اُسے ایسا کرتے دیکھ کر سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ جولیا کالنگ ادور۔۔۔ جولیا کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"میں خادو اٹنڈنگ ادور۔" خادو نے کہا۔

"ایک جیلی کا پٹر ہمارے ملک کی سرحد سے آ رہا ہے۔ اس کا

رنج گن کی ایک کی طرف ہے۔ سیکرٹ سرورس کے جیلی کا پٹر نیچے اتر چکے ہیں۔ سب فوجی ان جیلی کا پٹروں کی طرف بڑھ رہے ہیں ادور۔" جولیانے کہا۔ "ادو جولیانے یہ جیلی کا پٹر یقیناً تو یہ لے کر آیا ہوگا۔ اس کا مطلب ہے عمران ٹھیک ہے اس نے درے سے ہی کاشن دیا ہوگا ادور۔" صفدر نے خادو کے ہاتھ سے گھڑی لے کر خود بات کرتے ہوئے کہا۔ "جیلی کا پٹر درے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب فوجی حیرت سے اُسے دیکھ رہے ہیں۔ سیکرٹ سرورس کے جیلی کا پٹروں سے بہت سے افراد باہر نکل رہے ہیں۔ وہ سب ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف ہیں۔ جیلی کا پٹر درے کے ساتھ پانچ کر معلق ہو گیا ہے ادور۔" جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کو نہیں اسی طرح کمسنٹری کرتی جاؤ۔ عمران ہمیں لازماً ڈھونڈھنے کی کوشش کرے گا ادور۔" صفدر نے کہا۔ اور پھر جولیانے واقعی ایسے بولنا شروع کر دیا جیسے کرکٹ میچ کی رنگ کمسنٹری کر رہی ہو۔

نوشاگل سب سے پہلے اچھل کر نیچے اتر آ۔ اور پھر اس کے ساتھی بھی اچھل اچھل کر نیچے اترنے لگے۔ ارد گرد موجود فوجی بھی ان کی طرف دوڑے شاگل ان کی گنیں سیدھی دیکھ کر چونکا پڑا۔ دوسرے لمحے وہ زور سے چیخا۔

”میں سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہوں۔ اس ہیلی کاپٹر پر مجرموں نے قبضہ کر لیا تھا۔ کرنل سنڈاری کو انہوں نے گولی مار دی تھی۔ اس لیے ہمیں اسے جیٹ کرنا پڑا۔ مجرموں کے باقی ساتھی کہاں ہیں“ شاگل نے پیچ پیچ کر کہنا شروع کر دیا۔

”ادہ دیوی بیڈ — کیپٹن شرما اور کرنل صاحب ہیلی کاپٹر میں تھے“ ایک فوجی نے جگڑے ہوئے ہجے میں کہا۔

”کیپٹن شرما — ادہ وہ بھی ہیلی کاپٹر میں تھا۔ لیکن وہ تو ہمیں نظر نہیں آیا۔ شاید مجرموں نے اُسے پہلے مار دیا تھا۔ جلد ہی بتاؤ۔ باقی مجرم کہاں ہیں۔ جلد ہی کرو“ شاگل نے چیخے ہوئے کہا۔

”میں کیپٹن شرجیل ہوں۔ میں کیپٹن شرما کا نمبر ٹو ہوں۔ لیکن ٹیرم نوچو کی باتیں میں بندھے ہوئے تھے۔ وہ ہیلی کاپٹر میں کہاں سے پہنچ گئے اور تین افراد کو دکر پہاڑی کے پیچھے گرے ہیں“ ایک فوجی نے کہا۔ اس کا چہرہ بدمی طرح کڑھا ہوا تھا۔

”باس۔ ایک ہیلی کاپٹر ادھر درے کے پاس آیا ہے۔ یہ کس کا ہے۔“ اچانک شاگل کے اسٹنٹ نے کہا۔ اور شاگل کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی چونک پڑے۔

”درے میں ایک مجرم موجود ہے۔ وہ کرنل کا ہیلی کاپٹر لے کر درے میں گیا تھا۔ اس نے سیڑھی مشین بھی تباہ کر دی تھی۔ ہم اُسے

ہیلی کاپٹر جیٹ ہوتے ہی شاگل خوشی سے چرچ پڑا۔
”باس تین افراد اس میں سے کود گئے ہیں۔“ ساتھ بیٹھ ہوئے پائلٹ نے کہا۔

”نکرنہ کرو نیچے بھی ان کے لئے موت ہی ہے۔ جلو نیچے چلو۔ یہاں تو صورت حال شدید بگڑی ہوئی ہے۔ کرنل سنڈاری بھی ختم ہو گیا ہے۔ میں نے خود اُسے گولی کھا کر ہیلی کاپٹر میں گرے دیکھا تھا۔ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اب اُسے اپنی یقینی کامیابی صاف نظر آ رہی تھی۔

کرنل سنڈاری بھی مر گیا تھا۔ اور مشن بھی اب مکمل طور پر شاگل کے کنٹرول میں آ گیا تھا۔ لیکن اُسے شاید عمر ان کی دتے میں موجودگی کا علم نہ تھا۔ جیٹ ہونے والا ہیلی کاپٹر پہاڑی سے ٹکرا کر پاش پاش ہو چکا تھا۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر نیچے چٹانوں پر اتر گئے۔

بکڑنے کے لئے جا رہے تھے۔ کیپٹن شرجیل نے چونک کر کہا۔ "سے انداز میں چنچے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ فوجی اس پر فائر کھولے
 "دوڑے میں مجرم موجود ہے۔ کون ہے وہ۔" ادہ یہ ہیلی کا پٹر۔ ادہ ہلی کا پٹر ایک بھٹکے سے ادہ زیادہ بلند ہوا۔ ادہ پھر تیزی سے اس
 یہ توجہ دے ملک کا ہیلی کا پٹر نہیں ہے۔ جلدی کرو اور کم جاؤ۔ اور ہاٹی کی طرف بڑھ گیا جس کے پیچھے وہ تینوں افراد گرے تھے۔ ہیلی
 اسے ہر صورت میں ہٹ کر و جلدی۔ شاگل نے پاگوں کے سے پٹر کی جلدی اتنی تھی کہ وہ تین گھنوں کی ریخ میں نہ تھا۔ ادہ پھر
 انداز میں چنچ کر اپنے ہیلی کا پٹر دس کے پاٹھوں سے کہا۔ جواب بھی تباہ کی رفتار بھی خاصی تیز تھی۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کا پٹر اس پہاڑی
 ہیلی کا پٹر دس میں اپنی سیٹوں پر موجود تھے۔ اور شاگل کا حکم تھے ہی ریخ کی تیزی سے غوطہ لگا کر نیچے اتر گیا۔
 دونوں ہیلی کا پٹر فضائیں تیزی سے بلند ہوتے گئے۔ اسی لمحے دونوں بھاگو۔ اسے اڑا دو۔ جلدی کرو۔ جس قدر جلدی۔ اسے کوئی ٹرانسمیٹر
 کے پاس معلق ہیلی کا پٹر ایک بھٹکے سے مڑ کر واپس اسی پہاڑی کی طرف میں ایر فورس کو بلاؤں۔ فوج کو بلاؤں۔ شاگل نے پاگوں کے
 آ رہا تھا۔ جہاں پہلا ہیلی کا پٹر تباہ ہوا تھا۔ ادہ پھر سیکرٹ سروس کے انداز میں ناپتے ہوئے کہا۔
 دونوں ہیلی کا پٹر دس نے آنے والے ہیلی کا پٹر کو کور کر کے تباہ کرنے کی "ٹرانسمیٹر ادھر چوکی میں ہے جناب۔ شرجیل نے کہا۔
 کوششیں شروع کر دیں۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی اور شاگل بے اختیار اس چوکی کی عمارت کی طرف دوڑ پڑا۔ جس کی
 کا پٹر بڑی مہارت سے ایسا کرنے میں مصروف تھے۔ اور شاگل کیپٹن شرجیل نے اشارہ کیا تھا۔ کیپٹن شرجیل بھی ساتھ ساتھ دوڑ
 چہرے پر فخریہ سی مسکراہٹ دیکھنے لگی۔ لیکن دوسرے لمحے ایسا تھا۔ اور پھر چوکی میں پہنچتے ہی شاگل کی طرح ٹرانسمیٹر پر بھٹ
 خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور سیکرٹ سروس کا ایک ہیلی کا پٹر فضائیں اس نے ایر مارشل کی ایر جیسی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر چنچ کر
 ہی پھٹ گیا۔
 "اے یہ کیا ہوا۔" اے۔ شاگل پاگوں کی طرح چنچ لے اس نے ڈیفنس منسٹر اور ریڈ کال کے الفاظ پہلے کہہ دیئے
 لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ دوسرا دھماکہ ہوا اور اس کا
 شاگل بے اختیار اپنے بال فونپے لگا۔ دوسرا ہیلی کا پٹر بھی تباہ ہو گیا۔ لیکن جناب ہوا کیا ہے۔ اس طرح ایر فورس کے ایک تخت سرمد
 تھا۔ اور اس کے پڑے بھی فضائیں کبھر کہ دور دور تک پھیل گئیں میں آنے سے یا کشتیا اور کافرستان میں جنگ بھی چھڑ
 تھے۔ وضاحت تو کم میں ہوا کیا ہے اور۔ دوسری طرف
 "اڑا دو۔ اس ہیلی کا پٹر کو اڑا دو۔ شاگل نے پاگوں ایر مارشل نے تیز بچے میں کہا۔

میں تہیں پیس کہ رکھ دوں گا۔ پیس کہ رکھ دوں گا۔ شاگل اب غصے کی شدت سے داتچی پاگل ہو چکا تھا۔ پہاڑی سے بلند ہونے والا ہیلی کا پٹر اس وقت ادرا آگئے موجود ایک پہاڑی کے پیچھے اتر رہا تھا۔ ادرا شاگل سے ادرا تو کچھ نہ ہو سکا وہ بے تماشا اس طرف کو یوں دوڑ پڑا جیسے ہیلی کا پٹر کو جا کر مکا مار کر تباہ کر دے گا۔ دوڑتے ہوئے فوجی جو ایسی پہلی پہاڑی تک پہنچتے اب دوسری پہاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کہ اچانک ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اس قدر خوف ناک دھماکہ کہ دوڑتا ہوا شاگل اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ شاگل کا ذہن ماؤن ہو کر رہ گیا۔

”ادہ۔۔۔ تم رضا حسین مانگ رہے ہو۔ جلدی پورا سیکو ارڈن لے کر آجاؤ۔ جنگ ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ جلدی کر دو۔“ امیر جنسی نور اور۔۔۔ شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”دیریں سوری۔۔۔ آپ پہلے ڈیفنس منسٹر صاحب سے بات کریں اور اینڈ آل۔۔۔ دوسری طرف سے بھی غصیلے لے چیں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاید ایئر مارشل شاگل کے اس انداز میں چیختے سے خا رکھا گیا تھا۔ بہر حال وہ ایئر مارشل تھا۔ شاگل کا پٹر اسی تو نہ تھا۔

”ادہ ادہ ادہ احمق۔۔۔ ادہ گدھا۔۔۔ ادہ اب ڈیفنس منسٹر کی فریڈنکا ادہ۔۔۔ ادہ۔۔۔ شاگل کے منہ سے گالیوں کی بوچھاڑ نکلتی شروع ہو گئی۔

”وہ سر۔۔۔ ہیلی کا پٹر دوبارہ بلند ہو رہا ہے۔ وہ پہاڑی سے اٹھ رہا ہے۔۔۔ قریب کھڑے کیپٹن شرجیل نے کہا۔

”کہاں کہاں۔ کیوں اٹھ رہا ہے۔ کیوں بلند ہو رہا ہے۔ یہ تمہارے آدمی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ ایک ہیلی کا پٹر بھی مٹ نہیں کر سکتے ادہ۔۔۔ شاگل ایئر مارشل پر آنے والے غصہ بھول کر باہر کو پکے ہوئے کیپٹن شرجیل پر جھڑک دیا۔

”سر۔۔۔ آپ کے آدمی بھی تو ہیں سر۔۔۔ کیپٹن شرجیل نے دانت پیتے ہوئے کہا۔

”ادہ تم مجھے کہہ رہے ہو۔ مجھے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کو

”نیچے نشیب تو خالی ہے۔ وہ ہیلی کا پٹر سے کودنے والے کہاں گئے۔
 وہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں۔ کیا زندہ بھی ہیں یا نہیں۔“ — عمران نے
 ان کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

”وہ ادھر دوسری پہاڑی کے پیچھے ہیں ایک چوکی میں۔ میں ان کے
 تھ تو کھول آیا تھا۔“ سردار برٹ نے جلدی سے کہا۔
 ”واپس ادھر چلو۔ خیال رکھنا تو یہ کہیں ہمارا ہیلی کا پٹری نہ ہٹ
 وجہ لے۔“ عمران نے تیز بچے میں کہا۔

اور تو میر نے سر ملاتے ہوئے ہیلی کا پٹر کو اوپر کی طرف اٹھا دیا۔
 ”لیکن ادھر کودنے والے کہاں گئے۔ میرے سامنے وہ کودے

تھے۔“ — عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے بھی دیکھا تھا۔ اس لئے تو میں شاگل کے آتے ہی
 دھڑوڑ آیا تھا۔ شاگل اگر مجھے دیکھ لیتا تو یقیناً گولی مار دیتا۔ میں فوجیوں
 کی وجہ سے ادھر چھپ گیا تھا۔ میں نے ہتھامی سرحد کی طرف سے آتے
 ہوئے ہیلی کا پٹر کو دے کی طرف جلتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے مجھے
 یقین تھا کہ تم ادھر ہی آؤ گے۔“ — سردار برٹ نے کہا۔

”اُسی لمحے ہیلی کا پٹر پہاڑی سے بلند ہو کر اوپر چڑھ گیا۔ اس پر
 فائرنگ نہ ہوئی تھی۔ دوڑتے ہوئے فوجی ابھی دور تھے۔“

”ادھر اس پہاڑی کی طرف اس پہاڑی کی دوسری طرف وہ
 چوکی ہے۔“ — سردار برٹ نے کہا۔

اور تو میر نے ہیلی کا پٹر کا رخ ادھر موڑ دیا۔ اُسی لمحے عمران کی کئی
 پرضر میں لگیں اور عمران نے چونک کر ڈنڈ بٹن کھینچ لیا۔

عمران کی ہدایت پر تو میر ہیلی کا پٹر کو پہاڑی کے پیچھے
 غوطہ دے کر نشیب میں لے گیا۔ کیونکہ عمران نے پہلے ہیلی کا پٹر سے
 کودنے والے اپنے تینوں ساتھیوں کو اس پہاڑی کے پیچھے گم دیکھا
 تھا۔ ادھر نیچے آئے ہی عمران کی نظروں نے ایک چٹان کے پیچھے سے
 اٹھ کر ہاتھ اُہراتے ہوئے سردار برٹ کو دیکھ لیا۔

”ادھر ادھر نیچے دائیں طرف ہمارا ایک آدمی یہاں موجود ہے۔“
 عمران نے چیخ کر کہا۔ اور تو میر نے بھی سردار برٹ کو دیکھ لیا۔ وہ
 اُسے پہچانتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے عمران نے اُسے اپنا آدمی کہا تھا۔ اس
 لئے وہ ہیلی کا پٹر اس چٹان کے قریب لے گیا۔ ادھر پھر عمران نے
 ہاتھ بڑھا کر سردار برٹ کو اندر کھینچ لیا۔

”شکر ہے تم ادھر آئے مجھے یقین تھا۔“ — سردار برٹ نے
 بانٹتے ہوئے کہا۔

”ہیلو ہیلو — جولیا کالنگ — ہیلو ہیلو جولیا کالنگ اور“

جولیا کی آواز انداز پر ٹرانسمیٹر سے نکلی۔ اور عمران کے ساتھ ساتھ تویر بھی اچھل پڑا۔ حالانکہ جولیا کی آواز بے حد مدہم تھی اور تویر پانکٹ سیٹ پر بیٹھا اُسے کنٹرول کر رہا تھا۔ لیکن بہر حال آواز جولیا کی ہی تھی۔ اس لئے تویر کے کان اُسے کیسے چپک نہ کرتے۔

”عمران بول رہا ہوں۔ تم ابھی زندہ ہو۔ کمال ہے۔ میں تو قوالی کیلئے تمہارے مزار ڈھونڈھتا پھر رہا تھا اور“ — عمران نے کہا۔

”اور عمران جلدی سے ٹوکی پھاڑی کی طرف آؤ میں پہاڑی کے اوپر موجود ہوں۔ باقی ساتھی نیچے غاریں ہیں۔ تم پہلی کا پٹر میں ہو اور“

”ٹوکی پھاڑی — ٹھیک ہے۔ میں نے دیکھ لی ہے۔ اور تم سے پہلے یقیناً تویر نے دیکھ لی ہوگی۔ ٹوکی جیسے اسے جلدی نظر آجاتی ہیں اور اینڈ آئی“ — عمران نے کہا اور تویر نے افسانہ نہیں پڑا۔ اس نے جلدی سے پہلی کا پٹر کو اس پہاڑی کی طرف موڑ کر نیچے جانا شروع کر دیا۔ اور پھر انہیں ایک چٹان کے پیچھے جولیا کا ہاتھ لہراتا ہوا نظر آگیا۔

”اور“ اس کا مطلب ہے تمہارے ساتھی چوکی سے نکل آتے ہیں چوکی تو پہاڑی کی دوسری طرف ہے“ — سر باروٹ نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”چوکی کی کیا حیثیت ہے۔ میرے ساتھی تھکنے کی پرواہ نہیں کرتے بشرطیکہ زندہ ہوں“ — عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”اُسی لمحے تویر نے اس چٹان کے قریب جا کر پہلی کا پٹر کو اتار دیا۔ اور دوسرے لمحے جولیا چٹان کے پیچھے سے نکل کر بے سحاشا دوڑتی ہوئی پہلی کا پٹر کے پاس پہنچی۔ اور پھر وہ یوں اچھل کر پہلی کا پٹر پر

پڑھی جیسے سمندر میں کئی روز سے بہتا ہوا آدمی اچانک نضر آجانے والے جزیرے پر چڑھتا ہے۔

”ارے کیا اور — گن کر یک — میں تو اُسے بھولی ہی گیا تھا“

عمران نے اچانک کہا۔ اس کی نظریں اس وقت گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ اور سینکڑوں سوئی پچاسواں منٹ پورا کرنے کے لئے تیار رہا۔ اور اُسے تویر پار کر کے بارہ کے بند سے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اور اُسی لمحے تویر نے پہلی کا پٹر کو اوپر اٹھایا۔ اور پھر ایک خوف ناک دھماکا ہوا۔ انتہائی خوف ناک۔ دھماکا اس قدر شدید تھا کہ فضا میں بلند ہوا پہلی کا پٹر ایک لمحے کے لئے بڑی طرح ڈولا۔ اور اگر تویر اُسے اوپر کی طرف نہ اٹھا

چکا ہوتا تو یقیناً وہ قریبی چٹان سے پوری قوت سے ٹکرا جاتا یہ دھماکا سے پیدا ہونے والی تیز لہروں کا نتیجہ تھا۔ لیکن فضا میں ہونے کی وجہ سے پہلی کا پٹر ڈولا تو ضرور۔ لیکن تویر نے اُسے جلدی کنٹرول کر لیا۔ عمران مسرت بھرے انداز میں گن کر یک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چونکہ اُسے

ہونے والے دھماکے کا علم چند لمحے پہلے ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کی نظریں گن کر یک کی طرف ہی تھیں اور اس کی نظروں کے سامنے گن کر یک

بنا ہوا کہ فضا میں ریزوں کی صورت میں ٹکرا رہا تھا۔ وہی گن کر یک جس کی تباہی کے لئے سیکرٹ سروس اپنی جانوں پر کھیل گئی تھی۔ وہی گن کر یک جو کافرستان نے انتہائی خفیہ طور پر باخیشیا کے دفاع

کو تہس نہس کرنے کے لئے بنایا تھا۔ وہی گن کر یک اس کی نظروں کے سامنے تباہ ہو رہی تھی۔ وہ جدید ترین گن بھی جسے کافرستان

والے ناقابل تسخیر سمجھتے تھے۔ اس وقت پرزوں کی صورت میں فضا

ایم فوس ہی مقابلے پر نہ لے آئے۔ اور نئے پرانے سب ہی ختم ہو جائیں۔
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند ہی لمحوں میں ہیلی کا پٹر غار کے دہانے کے قریب پہنچ گیا۔ عمران نے پیچھے پڑی ہوئی ایمر جیسی سیڑھی ہیلی کا پٹر اور غار کے دہانے کے درمیان سیٹ کر دی۔ کیونکہ ہیلی کا پٹر کے پردوں کی وجہ سے ہیلی کا پٹر دھانے کے ساتھ نہ لگ سکتا تھا۔ اور پھر غار میں موجود سیکرٹ سروس کے ارکان تیزی سے ہیلی کا پٹر میں منتقل ہوتے گئے۔ زنجیروں کو کندھوں پر لاد کر لایا گیا۔ اور چند ہی لمحوں بعد ہیلی کا پٹر واپس بلند ہوتا جا رہا تھا۔ پوری سیکرٹ سروس کو ساتھ لئے۔

”اب جلدی سے نکل چلو۔“ عمران نے ادھر پہنچتے ہی تنویر سے کہا۔ اور تنویر نے تیزی سے ہیلی کا پٹر کو اپنی سرحد کی طرف بڑھا دیا۔
”ارے ارے دیکھو شاگل کو۔“ وہ دانتی یاگل ہو گیا ہے۔
عمران نے اچانک پیچھے ہٹے کہا۔ اور انہوں نے دیکھا کہ شاگل بگڑا ہوا چہرے واقعی پاگلوں کے سے انداز میں ناچ ناچ کر ہوا میں مٹے لہرا رہا تھا۔ ہیلی کا پٹر کافی بلندی سے اس کے اوپر سے ہوتا ہوا بیکشائی سرحد کی طرف بڑھتا گیا۔

”یاد زندہ صحبت باقی۔ مسٹر شاگل عرف یاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چند ہی لمحوں میں ہیلی کا پٹر یاگل شیا کی سرحد میں داخل ہو گیا۔
”ہاں تو مس جولیا نافذ وارٹر۔ اب پُرائوں کانٹے د دست سے

میں بکھری ہوئی تھی۔ یہ غلیم کا بیانی تھی۔ صرف عمران کی نہیں پوری سیکرٹ سروس کی۔“

”ادہ تو کن کر یک تباہ ہو گیا۔“ دیری گڈ۔“ جولیا نے دھمکے کی شدت ختم ہوتے ہی مسرت سے چخنے ہوئے کہا۔
”اسے ختم ہونا ہی تھا۔ مس جولیا نافذ وارٹر۔ باقی ساتھیوں کا بتاؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ نیچے لے چلو نیچے۔ اس پہاڑی کے نیچے۔ وہ غاریں ہیں ان میں کئی زخمی ہیں۔ اور ہاں عمران۔ وہ پردیز تو بڑے کام کا آدمی ہے بڑا بے جگر۔ بہادر۔ ذہین۔“ میں باس سے کہوں گی کہ اسے سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا جائے۔“ جولیا نے کہا۔

”تو بھی تنویر۔ ایک اور رقیب سے ملاقات کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اب وہ رقیب روسیہا ہے یا دوسفید۔ اس کا فیصلہ خود کر لینا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ میں تمہیں گولی ماروں گی۔ تم خواہ مخواہ الٹی بات شروع کر دیتے ہو۔“ جولیا نے بھیسپ کر مصنوعی غصے سے کہا۔

”ظاہر ہے اب پُرائوں کو تو گولی ہی ماری جائے گی۔ نیا جو نظر آ گیا۔ داہ بے بے دانتی۔“ عمران نے ایک ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور جولیا ہونٹ پھینچ کر خاموش ہو گئی۔

”یہ پردیز کون ہے۔“ تنویر کے بچے میں مکی سی تلخی تھی۔
”جولیا سے پوچھنا۔ وہ دیکھو وہ نیچے غاریں ہاتھ لہراتے نظر آ رہے ہیں۔ فی الحال وہیں چلو جلدی کرو۔ کہیں کافرستان پوری

عمران میرزہ میں خیر و شر کی آویزش پر مبنی تحیر خیز کہانی



مامار

مصنف
مظہر کلیم ایف

مامار — باہل کے قدیم کھنڈرات میں واقع شیطانی مرکز جو قدیم کابوس جاوہ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

لارڈ جیکسن — شیطان کا نمائندہ اور کابوس جاوہ کا سربراہ۔ جس نے یہودیوں کے ساتھ مل کر عالم اسلام کے خلاف انتہائی خوفناک سازش کی منصوبہ بندی کرنی۔

مامار — جو ہزاروں لاکھوں شیطانی ذریعات اور طاقتوں کا گڑھ تھا۔

وہ لمحہ — جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت مامار اور کابوس جاوہ کے خلاف میدان میں نکل آیا۔

وہ لمحہ — جب کابوس جاوہ کی انتہائی طاقتور شیطانی ذریعات نے عمران کو ہلاک کرنے کا منصوبہ لے لیا اس پر پے در پے حملے شروع کر دیے۔

وہ لمحہ — جب شیطانی طاقتوں نے جولیا کے ذریعے عمران کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا اور جولیا نے اس منصوبے پر عمل بھی کر دیا۔ پھر کیا ہوا —؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی مامار کو تباہ کرنے اور لارڈ جیکسن کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ یا —؟

تحیر و اسرار میں لپٹی ہوئی خیر و شر کی خوفناک کشمکش پر کبھی گئی ایک منفرد انداز کی کہانی

تعارف تو کہ اودے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”خبردار میں گولی مار دوں گی۔ خاموش رہو۔“ جولیا نے غصیلے
ہجے یں کہا۔ اودے عمران مسکرا کر سر رابرٹ کی طرف مڑ گیا۔
”بہت بہت شکریہ سر رابرٹ۔ آپ نے واقعی دوتی کا حق ادا
کر دیا ہے۔ میں مس جولیا سے سفارش کر دوں گا کہ آپ کو بھی نئی لیسٹ
میں شامل کر دے۔“ عمران نے کہا۔ اور جولیا تو آنکھیں نکال کر ہی رہ
گئی جب کہ سر رابرٹ ہنس پڑے۔

ختم شد

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ریڈ آرمی	دوم	ریڈ اتھارٹی	اول
ریڈ آرمی نیٹ ورک	اول	ریڈ اتھارٹی	دوم
ریڈ آرمی نیٹ ورک	دوم	لاسلکی	مکمل
ریڈ فلیگ	مکمل	ڈارک آئی	اول
پہل پائریٹ	مکمل	ڈارک آئی	دوم
مکرو چہرے	مکمل	نیک کلرز	مکمل
کراؤن ایجنسی	مکمل	شو درمان	اول
فیبن سوسائٹی	اول	شو درمان	دوم
فیبن سوسائٹی	دوم	سی ایگل	اول
لاسٹ موومنٹ	مکمل	سی ایگل	دوم
سمارٹ مشن	مکمل	چیف ایجنٹ	اول
سپر ماسٹر گروپ	مکمل	چیف ایجنٹ	دوم
تھرڈ ہال مشن	مکمل	ایگروسان	مکمل
فورٹ ڈیم	مکمل	کاسمک شار	اول
بینگنگ ڈیٹھ	مکمل	کاسمک شار	دوم
فیوگی ٹاسک	مکمل	ریڈ آرمی	اول

یوسف براورز پاک گیٹ ملتان

تے ہی پوچھا۔

”مجھے آسمان پر پتنگ اڑتی نظر آتی تھی۔ میں نے سوچا دیکھو یہ کون آدمی ہے۔ تاکہ اس سے پوچھ سکوں کہ اس قدر تیز ہوا میں پتنگ اڑانے کے لئے اس نے ڈور پر مٹھا کھ کس سے لگوا یا ہے۔“ — عمران نے پاس درمی پر آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”پھر وہ آدمی نظر آیا۔“ جولیا نے ہونٹ بیٹھتے ہوئے کہا۔
”کہاں نظر آیا۔ وہ پتنگ ہی نہ تھی بلکہ ایک کم بخت چیل تھی جو جسے بسے غوطے کھا رہی تھی شاید کسی چٹان پر کوئی جانور مرا پڑا ہوگا۔“

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن چیل تو مردے نہیں کھاتی وہ تو گدھ کھاتی ہے۔“ چوہان نے کہا۔

”پھر کوئی زندہ پڑا ہوگا۔“ مجھے کیا ضرورت ہے کسی کو زبردستی مائے می۔ ارے وہ کھانا دانا کہاں ہے۔ بھوک سے پیٹ کی آتیں قلی شریف تو ایک طرف سورہ یسین کی تلاوت بھی مکمل کر چکی ہیں۔“ — عمران نے بت دیتے ہوئے کہا۔

”اے عمران صاحب کا فرستانی علاقے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اسے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کوئی خاص ہی چکر ہوگا۔“ — صفدر نے کہا۔

”اور اب مجھے بھی خیال آ رہا ہے کہ یہ اچانک پتنگ اور اس کے لئے اس سپاٹ کا انتخاب بھی عمران نے لاندہ کا کسی خاص مقصد کے لئے کیا ہوگا۔“ — جولیا نے قلمہ دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا۔“ — سب نے چونک کر پوچھا۔

”تم سب اسی طرح باتیں کرتے رہو۔ میں آ رہا ہوں۔“ — عمران نے ایک لمحت سنجیدہ ہلچے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے اپنی کار کی طرف دوڑا۔ وہ سب حیرت سے اُسے دیکھ رہے تھے۔

عمران نے کار کی ڈگی کھول کر اس میں سے بیگ نکالا اور پھر اس میں سے ایک طاقت ور دور بین نکال کر وہ اسے اپنے جسم کے پیچھے چھپائے دوڑتا ہوا ایک درخت کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی طرح اس گھنے درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے اپنی آنکھوں سے دور بین لگائی اور کا فرستانی علاقے کی طرف دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر تک وہ درخت پر رہا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔ دور بین اس کے گھٹے میں لٹکی ہوئی تھی۔

”کیا نظر آ گیا تمہیں۔“ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ۔“ — جولیا اور صفدر نے اس کے نیچے اترنے پر کہا۔

”صبر کرو۔ پہلے مجھے تو دیکھنے دو۔ پھر میں رنگ کمٹری کر دوں گا۔“ عمران نے کہا اور دور بین اٹھائے اس طرف کو بڑھ گیا۔ جھر بیک زب سینڈ پ کاغذ لگائے مصوری میں مصروف تھا۔ عمران اس کے قریب جانے کی بجائے چٹان کے کنارے پر جا کر رک گیا۔ اور اس نے دور بین آنکھوں سے لگا لی۔ وہ کافی دیر تک دیکھتا رہا پھر دور بین گھٹے سے ہٹا کر واپس مڑ آیا۔ بیک زب نے اُسے ایک لمحے کے لئے دیکھا پھر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

”کیا دیکھ رہے تھے۔“ — سب ممبروں نے عمران کے والد